تفہیم البخاری

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

تفہیم البخاری

— حصہ چہارم —

بار اوّل : گیارہ سو (۱۱۰۰)

مطبع : عبدالحمید الجدہ پرنٹرز
22 S/R احاطہ نرلرک چند اردو بازار۔ لاہور

ناشر : صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی
جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ

کتابت : حکیم محمود الحسن خان خوشنویس
محلہ اسلام پورہ منڈی فاروق آباد
ضلع شیخوپورہ

ھدیہ 135/-

۲۳۲۹ ــــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ ابْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا مِنْ مَمْلُوْكِهٖ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهٗ فِيْ مَالِهٖ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ۔

۲۳۲۹ ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے مملوک کا کچھ حصّہ آزاد کر دیا اس پر لازم ہے کہ اپنے مال سے اس کو پُورا آزاد کرے اور اگر اس کے پاس مال نہیں تو مملوک کی منصفانہ قیمت کی جائے پھر اس سے اس حال میں مزدوری کرائی جائے کہ اس کو تکلیف نہ ہو۔

۲۳۲۸ - ۲۳۲۹ ــــ شرح: مشترک سامان وغیرہ کی منصفانہ قیمت لگانے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ قیمت لگانے کے بغیر مشترک مال تقسیم کر لیا جائے اگر رضامندی سے ہو تو اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیمت لگانے کے بغیر مشترک غلام کو تقسیم کرنا جائز نہیں انہوں نے مذکور دونوں حدیثوں سے استدلال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشترک غُلام کو آزاد کرنے کے لئے اس کی قیمت لگا کر فروخت کرنے کو جائز کیا ہے لہٰذا تقسیم کرنے میں بھی اس کی قیمت لگانا ضروری ہے۔ امام مالک، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا شرکاء کی باہم رضامندی سے قیمت لگانے کے بغیر مشترک مال کی تقسیم جائز ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حُنین کی غنیمت کا مال تقسیم فرمایا جبکہ ان میں سے اکثر قیدی اور جانور تھے اور غلاموں اور دُوسرے حیوانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حالانکہ ان کی قیمت لگانے کا کہیں ذکر نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ کہنا بجا ہوگا کہ آپ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک غلام کے ہمراہ کوئی دُوسری شیٔ نہ ہو اس کی تقسیم دُرست نہیں کیونکہ باطنی امور جیسے ذہین ہونا، دانا ہونا، امانت دار ہونا، فروست وکتابت میں مہارت حاصل کرنا وغیرہ وغیرہ یہ ایسے امور ہیں جن کے باعث آدمیوں میں بہت زیادہ تفاوت پایا جاتا ہے۔ لہٰذا جب تک آدمی کے ساتھ کوئی اور شیٔ نہ ہو منصفانہ قیمت لگانا بڑا مشکل ہے۔ اس طرح شرکاء کی رضامندی کے بغیر تقسیم ہو سکتی ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ غلام کو بالتبع کیا جائے جیسے پانی کا حصّہ اور راستہ وغیرہ بالتبع بیچا جاتا ہے۔ امام ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا غلام کو جبراً تقسیم کیا جائے امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں کیونکہ یہ جنس واحد ہے۔ تفاوت صرف قیمت میں ہے اور یہ تفاوت صحتِ تقسیم کو مانع نہیں ہے جیسے اونٹ گائے اور بکریاں تقسیم کر لی جاتی ہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ اس کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ حیوانات میں ایک جنس ہونے کے باعث تفاوت کم ہوتا ہے چنانچہ مذکر و مؤنث ہونا انسانوں میں دو جنسیں ہیں اور حیوانات میں صرف ایک جنس ہے۔ اسی لئے اگر کسی شخص کو اس شرط پر خریدا کہ وہ غلام ہے جب اس کو دیکھا تو وہ لونڈی تھی تو عقد

باب — کیا تقسیم کرنے اور حصہ لینے میں قُرعہ اندازی کی جائے؟

۲۳۳۰ ترجمہ : عامر کہتے ہیں میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ آپ نے فرمایا اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور ان میں واقع ہونے والے کی مثال ان لوگوں سی ہے جنہوں نے کشتی میں قرعہ اندازی کی تو ان میں سے بعض نے اُوپر حصہ اور بعض نے نیچے والا حصہ پایا۔ تو جو لوگ اس کے نچلے حصہ میں تھے وہ جب پانی پینا چاہتے تو ان کو بالائی حصہ والوں سے گزرنا پڑتا۔ انھوں نے کہا اگر ہم اپنے نچلے حصہ میں ہی سوراخ کرلیں اور اُوپر والوں کو تکلیف نہ دیں تو آسانی ہے گی تو اگر اُوپر والے ان کو چھوڑے رکھیں اور جو ان کا ارادہ ہے وہ کرنے دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ان کے ہاتھ پکڑلیں تو وہ نجات پائیں گے اور سب لوگ نجات پائیں گے۔

۲۳۳۰ شرح : یہاں استہام کا معنی اَخْذُ السَّہم ہے یعنی حصہ لینا اور "فِیْہِ" میں ضمیر کا مرجع قسمۃ بمعنی قسم ہے۔ لہٰذا یہ سوال نہ کیا جائے کہ اِستہام کا معنی اِقْتِرَاع ہے تو باب کا عنوان یہ ہُوا هَلْ يُقْرَعُ فِي الْإِقْرَاعِ، یہ بے معنی عبارت ہے۔ اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ استہام کا معنی اخذ السہم ہے قرعہ اندازی نہیں ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ کے حدود قائم رکھے جائیں تو سب کی نجات ہوگی ورنہ گنہگار تو گناہ کے باعث ہلاک ہو جائیں گے اور دُوسرے لوگ اس لئے ہلاک ہوں گے کہ انھوں نے منع نہیں کیا۔ معلوم ہُوا کہ بعض لوگوں کے گناہوں کے باعث عوام کو عذاب ہوگا جبکہ عوام ان کو گناہ سے منع نہ کریں اور ہمسایہ کی اذیت پر صبر کرنا اچھی بات ہے۔ ابن مُنذر نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انھوں نے قرعہ اندازی کو جائز کہا ہے۔ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ جائز نہ ہو لیکن ان آثار اور روایات کے سبب قیاس کو ترک کیا گیا ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو جاتے تو اپنی بیویوں میں سے کسی کو ساتھ لے جانے کے لئے ان میں قرعہ اندازی فرماتے جن کا نام قرعہ میں نکلتا ان کو ساتھ لے جاتے۔ اس طرح کثیر احادیث سے قرعہ کا ثبوت ملتا ہے اور جس قرعہ اندازی کو اہلِ کوفہ جائز نہیں کہتے وہ یہ ہے کہ قرعہ اندازی کرنے والوں میں سے ہر ایک خاص جگہ کو اختیار کرلے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مثال بیان کرنا اور قرعہ اندازی جائز ہیں۔ کیونکہ جہاز میں قرعہ اندازی کرنے والوں کی آپ نے مذمت نہیں کی۔ جہاز کی مناسبت سے کسی مکان اور اس کے بالاخانہ کی وضاحت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ احناف کے مذہب کے مطابق جب نچلا مکان گرجائے تو اس پر بالاخانہ کے مالک کو کہا جائے کہ اگر تو چاہتا ہے تو نچلا مکان تعمیر کرے حتیٰ کہ جب تیرے بالاخانہ تک مکان تیار ہو جائے تو اس پر اپنا بالاخانہ تعمیر کرلے اور نچلے مکان والا جب تک تعمیر پر مصارف ادا نہ کرے اس کو مکان میں سکونت کرنے کی اجازت نہیں اور بالاخانہ والا شخص نچلا مکان تیار کرنے کے بعد اس میں رہنے والے سے پُورا خرچہ لے اگرچہ وہ یہ کہے کہ مجھے اس میں رہائش کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ الشِّرْكَةِ فِي الْأَرْضِيْنَ وَغَيْرِهَا

۲۳۳۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامٌ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

اس یتیم عورت کے متعلق نازل ہوئی جو اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی اور اس کے مال میں شریک ہوتی اور اس (ولی) کو اس کا مال اور حسن وجمال خوش کرتا تو وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا مگر اس کے مہر میں انصاف نہ کرتا تاکہ اس کو اس قدر مہر دے جو دُوسرے لوگ مہر دیتے ہیں تو لوگوں کو ان سے نکاح کرنے سے روک دیا گیا مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں (ان کو پُورا مہر دیں جتنا دُوسرے لوگ مہر دیتے ہیں) اور ان کے حال کے مطابق ان کو مہر دیں اور ان کو حکم دیا گیا کہ ان کے سوا جو عورتیں ان کو اچھی لگیں ان سے نکاح کرلیں۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر لوگوں نے اس آیت کریمہ کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ " لوگ عورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں .... اور تم ان سے نکاح کی رغبت کرتے ہو،، اور جو اللہ نے ذکر کیا ،، اَنَّهٗ يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ ،، سے مراد پہلی آیت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتامیٰ کے متعلق انصاف نہ کرسکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے قول " وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ،، سے مراد وہ یتیم لڑکی ہے جو ولی کی پرورش میں ہو جبکہ اس کا مال تھوڑا ہو اور وہ خوبصورت بھی نہ ہو تو اس کے یتیم ہونے کے سبب اس سے تم میں سے کوئی اعراض کرتا ہے تو ان کو ان یتیم عورتوں سے بے رغبتی کی وجہ سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا جن کے مال اور خوبصورتی میں وہ رغبت کریں مگر یہ کہ انصاف کریں — (ان کو مہر پُورا دیں)۔ **۲۳۳۱** — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یتیم کے مال کے ساتھ مال ملانا جائز نہیں جب تک کہ یتیم اس میں رغبت نہ کرے اور اس میں اس کی مصلحت ہو،، اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی شخص کی تربیت میں کوئی یتیم لڑکی ہوتی اور وہ اس کی پرورش کرتا اور اس کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہوتا تو اگر وہ خوبصورت ہوتی اور اس کے پاس مال دولت ہوتی تو وہ اس سے نکاح کرلیتا مگر اس کو مہر دینے میں انصاف نہ کرتا یعنی جتنا مہر عورتوں کا ہوتا ہے اتنا مہر نہ دیتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اگر ان سے نکاح کرے تو پُورا مہر دے ورنہ ان کے سوا جس سے چاہے نکاح کرلے اور اگر یتیم عورت خوبصورت نہ ہوتی تو اس میں نکاح کی رغبت نہ کرتا اور اس کو کسی سے نکاح بھی نہ کرنے دیتا تاکہ کوئی اس کے مال میں شریک نہ ہو جو ولی اور یتیم عورت کے درمیان مشترک ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ولی کو ایسا کرنے سے منع کردیا اور جاہلیت کے طریق کار کو مسترد کردیا۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب زمین وغیرہ میں شرکت کرنا

۲۳۳۲ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ صرف

بَابُ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِي الْمُزَارَعَةِ

۲۳۳۵ ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ اَعْطَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ اَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا۔

انھوں نے کہا میں نے اور میرے شریک نے ایک شئ دست بدست اور ادھار خریدی اور ہمارے پاس براء بن عازب آئے تو ہم نے ان سے دریافت کیا انھوں نے کہا میں اور میرے شریک زید بن ارقم نے بیع صرف کی اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا جو نقد ہو لے لو اور جو ادھار ہو چھوڑ دو۔

۲۳۳۴ ــــ شرح : سونے اور چاندی میں اشتراک جائز ہے جبکہ ہر شریک کی طرف سے چاندی یا سونا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مال کو ملائیں حتی کہ ان کا امتیاز نہ رہے۔ پھر دونوں اس میں شرکت کریں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کے قائم مقام ہوگا یہ شرکت بلا خلاف صحیح ہے۔ لیکن اختلاف اس میں ہے کہ جب ایک طرف سے دینار اور دوسری طرف سے درہم ہوں یہ امام مالک، علماء کوفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز نہیں۔ کیونکہ یہ بیع صرف اور شرکت ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس طرح جائز ہے کہ ان میں سے ایک کے درہم اور دوسرے کے دینار ہوں اور وہ ان کو ملائیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنا نصف حصہ اپنے شریک کے نصف حصہ کے بدل فروخت کر دیتا ہے۔ حدیث ع۱۹۳۲ کی شرح دیکھیں۔

باب ذِمّی اور مُشرکوں کا مزارعت میں شرکت کرنا

۲۳۳۵ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر کی زمین اس شرط پہ دی کہ وہ کام کریں اور کھیتی باڑی کریں اور اس میں سے جو کچھ پیداوار ہوگی ان کو اس کا نصف ملے گا"۔

۲۳۳۵ ــــ شرح : مشرکین سے مراد وہ کافر ہیں جو دارالاسلام میں امن لے کر رہتے ہوں۔ وہ اہل ذمہ کی مثل ہیں اور مشرک حربی اور مسلمان کے درمیان شرکت نہیں ہو سکتی۔ مسلمان اور ذِمّی کے درمیان شرکت جائز ہے کیونکہ یہ دراصل اجارہ ہے اور ذِمّی کو اُجرت پر رکھنا جائز ہے۔ مزارعت کے علاوہ مسلمان اور ذِمّی میں مشارکت امام مالک کے مذہب میں جائز نہیں البتہ اگر مسلمان کی موجودگی میں ذِمّی تصرّف کرے یا خرید و فروخت خود مسلمان کرے تو جائز ہے کیونکہ ذِمّی کبھی شراب میں تجارت کر لیتا ہے یا سُود کا رِبا

وغیرہ وَیُذکُرُ اَنَّ رَجُلًا سَاوَمَ شَیْئًا فَغَمَزَہٗ آخَرُ فَرَاٰی عُمَرُ اَنَّ لَہٗ شِرْکَۃً۔

۲۳۳۷ ——— حَدَّثَنَا اَصْبَغُ ابْنُ الْفَرَجِ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدٌ عَنْ زُھْرَۃَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّہٖ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ ھِشَامٍ وَکَانَ قَدْ اَدْرَکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَھَبَتْ بِہٖ اُمُّہٗ زَیْنَبُ بِنْتُ حُمَیْدٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَایِعْہُ فَقَالَ ھُوَ صَغِیْرٌ فَمَسَحَ رَاْسَہٗ وَدَعَا لَہٗ وَعَنْ زُھْرَۃَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّہٗ کَانَ یَخْرُجُ بِہٖ جَدُّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ ھِشَامٍ اِلَی السُّوْقِ فَیَشْتَرِی الطَّعَامَ فَیَلْقَاہُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَیْرِ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ اَشْرِکْنَا فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَکَ بِالْبَرَکَۃِ فَیُشْرِکُھُمْ فَرُبَّمَا اَصَابَ الرَّاحِلَۃَ کَمَا ھِیَ فَیَبْعَثُ بِھَا اِلَی الْمَنْزِلِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ اَشْرِکْنِیْ فَاِذَا سَکَتَ فَیَکُوْنُ شَرِیْکَہٗ بِالنِّصْفِ۔

۲۳۳۷ ——— ترجمہ: عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روائت ہے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ان کو ان کی والدہ زینب بنت حُمید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو بیعت کرلیں۔ آپ نے فرمایا یہ چھوٹا ہے اور اس کے سر کو مسح کیا اور اس کے لئے دُعا فرمائی۔ زہرہ بن معبد (عبداللہ بن ہشام کا پوتا) کا بیان ہے کہ ان کا دادا عبداللہ بن ہشام اس کو بازار میں لے جاتا اور طعام خرید کرتا تو اس کو حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم ملتے اور کہتے ہمیں بھی ساتھ شریک کرلو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دُعا فرمائی ہے۔ تو وہ ان دونوں کو اپنے ساتھ شریک کر لیتے اور اکثر اوقات ایک اونٹ غلہ نفع پاتے اور اس کو گھر بھیج دیتے!

۲۳۳۷ ——— شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹے بچے کے سر کو مسح کرنا جائز ہے اور نابالغ کو بیعت نہیں کیا جاتا۔ داؤدی نے کہا مراہق جو جنگ لڑ سکتا ہو کو بیعت کرنا جائز ہے اور طلبِ معاش کے لئے بازار میں جانا جائز ہے۔ اور بزرگانِ دین سے برکت کی دُعا کرانا جائز ہے۔ نیز اس حدیث میں ان جاہل صوفیوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ حلال روزی کی فراوانی بھی مذموم ہے۔ عقلمند بچہ صحابی ہوسکتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے بچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاتی تھیں تاکہ آپ ان کے لئے برکت کی دُعا کریں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً شرکت مناصفت کے لئے ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

وَاِذَا اَشْرَكَ الرَّجُلُ رَجُلًا فِیْ هَدْیِهٖ بَعْدَ مَا اَهْدٰی

۲۳۴۰ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ اَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ صُبْحَ رَابِعَةٍ مِّنْ ذِی الْحِجَّةِ مُهِلُّوْنَ بِالْحَجِّ لَا یَخْلِطُهُمْ شَیْءٌ فَلَمَّا قَدِمْنَا اَمَرَنَا فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً وَّاَنْ نَّحِلَّ اِلٰی نِسَآءِنَا فَفَشَتْ فِیْ ذٰلِكَ الْقَالَةُ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَیَرُوْحُ اَحَدُنَا اِلٰی مِنًی وَّذَكَرُهٗ یَقْطُرُ مَنِیًّا فَقَالَ جَابِرٌ بِكَفِّهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ خَطِیْبًا فَقَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ اَقْوَامًا یَّقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهِ لَاَنَا اَبَرُّ وَاَتْقٰی لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُمْ وَلَوْ اَنِّیْ اِسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَیْتُ وَلَوْلَا اَنَّ مَعِیَ الْهَدْیَ لَاَحْلَلْتُ فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هِیَ لَنَا اَوْ لِلْاَبَدِ فَقَالَ لَا بَلْ لِلْاَبَدِ قَالَ وَجَآءَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ اَحَدُهُمَا یَقُوْلُ لَبَّیْكَ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْاٰخَرُ لَبَّیْكَ بِحَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّقِیْمَ عَلٰی اِحْرَامِهٖ وَاَشْرَكَهٗ فِی الْهَدْیِ۔

اور جب کوئی شخص قربانی کا جانور بھیجنے کے بعد اس میں کسی کو شریک کرے

۲۳۴۰ — ترجمہ: عطاء نے جابر سے اور طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کی چار تاریخ کو مکہ تشریف لے گئے جبکہ لوگوں نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا اور کسی شئ (عمرہ) کا احرام نہ باندھا تھا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو ہم کو حکم دیا کہ ہم اس کو عمرہ بنادیں تو ہم نے اس کو عمرہ بنادیا اور یہ کہ اپنی بیویوں سے جماع کریں۔ یہ کلام لوگوں میں مشہور ہوگیا۔ عطاء نے کہا کہ جابر نے بیان کیا ہم میں سے کوئی منیٰ کو جاتا اور اس کے آلۂ تناسل سے منی کے قطرے گرتے تھے (تازہ جماع کیا ہوتا تھا) جابر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ بخدا! میں سب سے زیادہ نیک ہوں اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ اگر میں اپنے امر کی طرف پہلے متوجہ ہوتا جو بعد میں متوجہ ہوا تو میں قربانی کا جانور

الحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَاَصَبْنَا غَنَمًا اَوْ اِبِلًا فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَاَغْلَوْا بِهَا الْقُدُوْرَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهَا فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ عَدَلَ عَشْرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِجَزُوْرٍ ثُمَّ اِنَّ بَعِيْرًا نَدَّ وَلَيْسَ فِي الْقَوْمِ اِلَّا خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بِسَهْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ قَالَ جَدِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْجُوْ اَوْ نَخَافُ اَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ اَعْجِلْ اَوْ اَرِنْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْا لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ ـ

٢٣٤١ ـــــ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہامہ کے علاقہ ذُوالحُلیفہ میں تھے۔ ہم نے بکریاں اور اُونٹ غنیمت پائی اور لوگوں نے جلدی کی اور ان کا گوشت ہانڈیوں میں پکایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہانڈیوں کے اُلٹ دینے کا حکم دیا تو ان کو الٹ دیا گیا پھر آپ نے ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کیں پھر ایک اُونٹ بھاگ گیا اور لوگوں کے پاس گھوڑے بہت تھوڑے تھے تو ایک آدمی نے اس کو تیر مارا اور اس کو تیر کے ساتھ روک لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح وحشی ہو جاتے ہیں۔ جو ان میں سے تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اس طرح کرو۔ عبایہ نے کہا میرے دادا رافع نے کہا یا رسول اللہ! " صلی اللہ علیہ وسلم" ! ہمیں ڈر ہے کہ کل دشمن سے سامنا ہوگا اور ہمارے پاس کوئی چھری نہیں (جس سے جانور ذبح کریں) کیا ہم بانسوں سے ذبح کرلیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی کرو جو شئ خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو کھالو۔ دانت اور ناخن نہ ہو میں تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے!

٢٣٤١ ـــــ شرح : قولہ اَرِنْ ،، ہمزہ مفتوح راء مکسور اور نون ساکن ہے اور راء اور نون پر کسرہ بھی پڑھا گیا ہے اور نون کے مکسور ہونے کے باعث اس کے بعد یاء بطور اشباع زیادہ کی جاتی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اَرِنْ ،، اعجل کے وزن پر ہے اور اسی کے معنی میں ہے اس کی ماضی ارن اور مضارع یارن ہے۔ یعنی اس کو جلدی ذبح کر کہیں وہ مر نہ جائے۔ کیونکہ جب لوہے کے بغیر ذبح کیا جائے تو ذبح کرنے والے کو ہاتھ ہلکا رکھنا پڑتا ہے اور وہ جلدی سے کام لیتا ہے۔ اَرِنْ ،، اَطِعْ کے وزن پر بھی پڑھا گیا ہے یعنی اس کو ذبح سے ہلاک کردو چنانچہ کہا جاتا ہے رَانَ الْقَوْمُ ،، جب ان کے مویشی ہلاک ہو گئے۔ علامہ توربشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ جلدی اور طلبِ خفّت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس حدیث کی پوری شرح حدیث ٢٣٢٥ کے تحت دیکھیں !

بَابُ مَنْ رَهَنَ دِرْعَهُ

۲۳۴۳ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ وَالْقَبِيْلَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ ثَنَا الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا اِلٰى اَجَلٍ وَّرَهَنَهُ دِرْعَهُ۔

۲۳۴۲ ـــ شرح : قرض واپس لینے کے لئے اس کی توثیق کے لئے مقروض کا مال روکنے کو رہن کہتے ہیں۔ رہن، حضر اور سفر میں جائز ہے اور قرآن کریم میں سفر کا ذکر اتفاقی ہے۔ کیونکہ سفر میں غالبًا کاتب نہیں ملتا اور بعض اوقات سفر میں کاتب بھی مل جاتا ہے اور رہن بھی کی جاتی ہے۔ دراصل رہن قرضہ کے حصول کی توثیق ہوتی ہے جیسے کفیل یا ضامن لیا جاتا ہے۔ اس کی سفر میں خصوصیت نہیں لہٰذا حضر و سفر دونوں میں رہن کر سکتے ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمام فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضر اور سفر میں رہن جائز ہے۔ البتہ مجاہد حضر میں منع کرتے ہیں چنانچہ طبری نے نقل کیا ہے کہ مجاہد اور ضحاک کہتے ہیں کہ سفر میں جبکہ کاتب نہ ملے تو رہن کرنا جائز ہے حضر میں جائز نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں سے معاملہ کرنا بیان جواز کے لئے تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے جن کے متعلق یہ گمان ہو کہ ان کا اکثر مال حرام کا مال ہے۔ جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ جو مال اس کے ہاتھ لگا ہے وہ حرام مال ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا میں قطعًا رغبت نہ تھی اور آپ دنیاء کی اشیاء سے بے نیاز تھے۔ حدیث ۲۰۳۰، ۱۹۴۲ کی شرح دیکھیں۔

باب ـــ جس نے اپنی زرہ رہن رکھی

۲۳۴۳ ـــ ترجمہ : اعمش نے بیان کیا کہ ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس قرض یا بیع سلم میں رہن اور کفیل کا ذکر کیا۔ تو ابراہیم نے کہا ہم سے اسود نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ مدت تک طعام خریدا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھ دی۔

۲۳۴۳ ـــ شرح : حضرت ابراہیم نخعی نے حدیث سے یہ استدلال کیا کہ رہن جب قیمت میں جائز ہے تو قیمت والی شئی میں بھی جائز ہے۔ اور وہ "مسلم" ہے۔ چونکہ رہن صرف قرض کے حصول کی توثیق کے لئے ہوتی ہے جیسے ضامن لیا جاتا ہے۔ اس لئے سفر اور حضر دونوں میں رہن جائز ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں یہودی کے پاس زرہ رہن رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ رہن حضر میں جائز ہے۔ مذکور حدیث کی شرح میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

بھاگ کر مکہ مکرمہ چلا گیا اور مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے پاس رہنے لگا مطلب نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔
کعب بن اشرف نے اس کے پاس واویلا کرنا شروع کیا اور بدر میں قتل ہونے والوں پر نوحہ کرنے لگا اور لوگوں کو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکانے لگا اور آپ کی ہجو میں اشعار بکنے شروع کئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کعب بن اشرف کو قتل کر دیا جائے اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کو اذیت پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "میں اس کو قتل کروں گا۔

اس کے قتل کی دو صورتیں ہیں ایک تو بخاری اور مسلم کے متن میں مذکور ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد بن
مسلمہ رضی اللہ عنہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنے کے بعد اپنے گھر چلے گئے اور کھانا پینا چھوڑ دیا اسی
طرح تین دن گزر گئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا تم نے کھانا پینا
کیوں ترک کر دیا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا میں نے ایسا کلام کیا ہے معلوم نہیں وہ پورا کر سکوں گا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا
کوشش کرو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وہاں کوئی بات کہنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا تم جو چاہو
کہو اس پر کسی قسم کی گرفت نہ ہوگی، چنانچہ محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ ابو نائلہ اشہلی جو کعب بن اشرف کا رضاعی
بھائی بھی تھا، عباد بن بشر، ابو عبس بن جبر اور حارث بن اوس تیار ہو کر کعب بن اشرف کی طرف چل دیئے۔ یہ حضرات
تو ایک جگہ علیحدہ بیٹھے رہے اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب کے پاس جا کر باتیں کرنا شروع کر دیں اور باہم شعر
پڑھتے رہے۔ پھر محمد بن مسلمہ نے کہا اے کعب میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تیرے ساتھ ایک راز کی بات کروں کسی
سے یہ ذکر نہ کرنا اس نے کہا کہو کیا بات ہے محمد بن مسلمہ نے کہا ہم کو اس شخص سے بہت تکلیف پہنچی ہے۔ سارا عرب ہمارا
دشمن ہو گیا ہے اور وہ بیک کمان ہمیں تیر مارتے ہیں ہماری روزی کے ذرائع منقطع ہو گئے ہیں بال بچہ بھوکا مرنے لگا ہے۔
ہم تو سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں کعب بن اشرف نے کہا میں نے تو پہلے ہی تمہیں خبردار کیا تھا کہ تمہارا یہ حال ہو جائے
گا۔ سلکان ابو نائلہ نے کہا ہماری یہ خواہش ہے کہ تو ہمارے پاس غلہ فروخت کرے ہم تیرے پاس کچھ رہن رکھ دیتے ہیں
کعب نے کہا کیا رہن کرو گے؟ کیا اپنے بیٹے رہن کرو گے؟ سلکان نے کہا کیا تو ہم کو عربوں میں ذلیل و خوار کرنا چاہتا ہے۔
میرے ساتھ اور لوگ بھی ہیں ان کی بھی یہی رائے ہے میں ان کو تیرے پاس لے آتا ہوں ان سے خود سودا کر لے ہم اچھا
معاملہ کریں گے اور تیرے پاس ہتھیار رہن رکھ دیں گے یہ کہہ کر ابو نائلہ لوٹ گئے اور اپنے ساتھیوں سے گفتگو کی وہ
ہتھیار لے کر باہر نکلے ان کے ساتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع تک باہر تشریف لائے اور ان کے لئے دعا فرمائی
اور ان کو الوداع کہتے ہوئے فرمایا اللہ کے نام اور اس کی برکت سے جاؤ رات چاندنی تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف
لے گئے اور وہ کعب بن اشرف کے قلعہ کی طرف چلے گئے۔ کعب بن اشرف نے نئی شادی کر رکھی تھی جب ابو نائلہ نے
آواز دی تو وہ بستر سے اچھلا تو اس کی بیوی نے اسے پکڑ لیا اور کہا اس وقت کہاں جاتے ہو اس نے کہا ابو نائلہ نے
آواز دی ہے اگر اس نے مجھے سویا ہوا پایا تو بیدار کر دے گا وہ میرا بھائی ہے وہ کہنے لگی بخدا! اس کی آواز خطرہ
سے باہر نہیں اس سے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں لیکن کعب نے بیوی کی ایک نہ سنی اور نیچے اتر آیا اور کچھ وقت ان سے

بَابُ الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَّمَحْلُوبٌ وَقَالَ الْمُغِيرَةُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ تُرْكَبُ الضَّالَّةُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَتُحْلَبُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ۔

۲۳۴۵ —— حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ وَيُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا۔

۲۳۴۶ —— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَّعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ۔

باب مرہون جانور پر سواری کی جائے اور اس کا دودھ دوہا جائے؟

مغیرہ نے ابراہیم نخعیؒ سے روائت کی کہ گمشدہ جانور کے چارہ کے مطابق اس پر سواری کی جائے اور اس کے چارہ کے مطابق اس کا دودھ دوہا جائے۔ رہن گمشدہ جانور کی طرح ہے

۲۳۴۵ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا مرہون جانور پر اس کے خرچ کے عوض سواری کی جائے اور جب وہ مرہون ہو تو اس کا دودھ پیا جائے۔

۲۳۴۶ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرہون جانور پر اس کے خرچ کے عوض سواری کی جائے اور اس کا دودھ دوہا جائے جبکہ وہ مرہون ہو اور اس شخص پر اس کا خرچہ ہے جو اس پر سواری کرے اور اس کا دودھ پیئے۔

۲۳۴۵ - ۲۳۴۶ —— شرح : اس حدیث سے امام شافعی اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ راہن مرہون جانور پر خرچ کرنے کے عوض

بَابٌ اِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ وَنَحْوُهٗ فَالْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ

۲۳۴۸ حَدَّثَنَا خَلَّادُ ابْنُ يَحْيٰى ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ اِلَىَّ اِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ ۔

۲۳۴۷ —— ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھ دی ۔

۲۳۴۷ —— شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلموں سے معاملات کرنے جائز ہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم زاہد اور عظیم متواضع تھے ۔ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پاس ہوتے ہوئے بھوکے وقت گزارتے تھے اور بسا اوقات رہن رکھ کر قرض حاصل کرتے تھے ۔ بعض صحابہ کرام مال دار بھی تھے لیکن ان سے یہ معاملہ نہ کیا کیونکہ یہ ڈر تھا کہ وہ آپ سے غلہ کی قیمت نہیں لیں گے یا اس وقت ان کے پاس زائد غلہ نہ ہوگا ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب جب راہن اور مرتہن یا کوئی اور لوگ اختلاف کریں تو مدّعی پر گواہ پیش کرنا اور مدعیٰ علیہ پر قسم واجب ہے ”

۲۳۴۸ —— ترجمہ : ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا تو انھوں نے مجھے جواب لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ قسم مدعیٰ علیہ پر واجب ہے ۔

۲۳۴۸ —— شرح : یعنی مثال کے طور پر اگر راہن اور مرتہن قرضہ کی مقدار میں اختلاف کریں اور مرہون موجود ہو ۔ راہن کہے میں نے ایک سو روپیہ کے عوض رہن رکھا ہے ۔ اور مرتہن کہے میں نے دو سو روپیہ کے عوض لیا ہے ۔ تو حضرات ائمہ کرام امام ابوحنیفہ ، ابویوسف ، محمد ، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک قول راہن کا معتبر ہے اور وہ قسم کھائے گا کیونکہ وہ زیادتی کا منکر ہے اور قول منکر کا معتبر اور وہ قسم کھائے گا کیونکہ وہ زیادتی کا منکر ہے اور قول منکر کا معتبر ہے ۔ مرتہن پر بیّنہ واجب ہے کیونکہ وہ مدعی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْعِتْقِ

بَابٌ فِی الْعِتْقِ وَفَضْلِهٖ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ يَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ

۲۳۵۰ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنِیْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٌ اَعْتَقَ اُمْرَءً مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَعَمَدَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اِلٰی عَبْدٍ لَّهٗ قَدْ اَعْطَاهُ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ الْاٰفِ دِرْهَمٍ اَوْ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَاَعْتَقَهٗ -

---

تصدیق نازل فرمائی پھر یہ آیت کریمہ پڑھی - اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا .... وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ" - (حدیث ۲۲۰۳ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْعِتْقِ

باب — غلام آزاد کرنا اور اس کی فضیلت میں روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! غلام آزاد کرنا یا بھوک کے دن کسی رشتہ دار یتیم کو کھانا کھلانا،،

قَالَ اِيمَانٌ بِاللهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ قُلْتُ فَاَيُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَعْلَاهَا ثَمَنًا وَّاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِينُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعَتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ وَالْاٰيَاتِ

۲۳۵۲ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ مَسْعُودٍ ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ هِشَامٍ۔

۲۳۵۳ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ ثَنَا عَثَّامٌ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ عِنْدَ الْكُسُوفِ بِالْعَتَاقَةِ۔

اعمال سے افضل تھا۔ اخرق ،، کا معنی ہے جو ہنر مند نہ ہو۔ ابن بطال نے کہا اس کا معنی فقیر ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ شر کا ترک کرنا بہتر اور موجب ثواب ہے۔ اور مومن کا اقل مرتبہ یہ ہے کہ شر سے رکا رہے۔ ایک عمدہ غلام سے دو غیر عمدہ غلام آزاد کرنے بہتر ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ کیا وجہ ہے کہ دو کمزور بکریوں سے ایک موٹی تازی بکری کی قربانی بہتر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قربانی میں گوشت مقصود ہوتا ہے۔ اور موٹے تازے جانور کا گوشت لاغر جانوروں کے گوشت سے بہتر ہوتا ہے اور غلام آزاد کرنے میں مقصود یہ ہوتا ہے کہ انسان کو غلامی سے چھڑایا جائے اور زیادہ لوگوں کو غلامی سے نجات دلانا بہتر ہوتا ہے۔

باب ــــ سورج گرہن اور دوسری نشانیوں کے وقت غلام آزاد کرنا مستحب ہے

۲۳۵۲ــــ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔ علی نے دراوردی کا ہشام سے روایت کرنے میں موسی بن مسعود کی متابعت کی۔

۲۳۵۳ــــ شرح : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کو سورج گرہن کے وقت غلام

۲۳۵۶ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلِّهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ عَلَى الْمُعْتِقِ فَأُعْتِقَ مِنْهُ مَا أُعْتِقَ۔

۲۳۵۷ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اخْتَصَرَهُ ح وَثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ بِقِيمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ قَالَ نَافِعٌ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي أَشَيْءٌ قَالَهُ نَافِعٌ أَوْ شَيْءٌ فِي الْحَدِيثِ۔

اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو غلام کی کل قیمت کو پہنچتا ہو تو غلام عادلانہ قیمت کی جائے گی اور وہ اپنے شریکوں کو ان کے حصے دے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا ورنہ جتنا آزاد ہُوا اتنا ہی آزاد رہے گا۔

۲۳۵۶ ــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مشترک غلام کا اپنا حصّہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس مال ہے جو غلام کی قیمت کو پہنچے تو وہ سارا غلام آزاد کرے اور اگر اس کے پاس مال نہیں تو غلام کی عادلانہ قیمت کی جائے گی اور جتنا اُس نے آزاد کیا اتنا ہی آزاد ہوگا۔

۲۳۵۷ ــــ ترجمہ: بشر نے عبیداللہ سے اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے۔
نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مملوک میں اپنا حصہ یا غلام میں اپنا حصّہ آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو مملوک کی عادلانہ قیمت کو پہنچتا ہے تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا نافع نے کہا اگر اس کے پاس مال نہیں تو وہ آزاد ہوگا۔ ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ نافع نے یہ اپنی طرف سے کہا ہے یا یہ حدیث میں مذکور ہے۔

۲۳۵۸ ــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مشترک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو غلام کی عادلانہ کل قیمت کو پہنچتا ہو۔ تو وہ غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ نافع نے کہا ورنہ جو حصّہ آزاد ہو گیا وہی آزاد ہوگا۔ ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ نافع نے اپنی طرف سے کہا ہے یا یہ حدیث میں مذکور ہے۔

بَابُ اِذَا اَعْتَقَ نَصِيْبًا فِيْ عَبْدٍ وَّلَيْسَ لَهٗ مَالٌ اُسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ عَلٰى نَحْوِ الْكِتَابَةِ

۲۳۶۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ قَتَادَةَ ثَنِي النَّضْرُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا مِّنْ عَبْدٍ ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ نَصِيْبًا اَوْ شَقِيْصًا فِيْ مَمْلُوْكٍ فَخَلَاصُهٗ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهٖ اِنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ وَّاِلَّا قُوِّمَ عَلَيْهِ فَاسْتُسْعِيَ بِهٖ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ تَابَعَهٗ حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ وَّاَبَانُ وَمُوْسَى بْنُ خَلَفٍ عَنْ قَتَادَةَ اخْتَصَرَهٗ شُعْبَةُ۔

باب — اگر مشترک غلام میں اپنا حصّہ آزاد کر دیا حالانکہ اس کے پاس مال نہیں تو غلام سے اس حال میں محنت کرائی جائے کہ اس کو تکلیف میں نہ ڈالا جائے جس طرح مکاتبت میں کیا جاتا ہے،،

۲۳۶۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غلام میں اپنا حصّہ آزاد کر دیا تو اس کے مال سے اس کو پورا آزاد کرنا اس کے ذمّہ ہے اگر اس کے پاس مال ہے ورنہ غلام کی قیمت کی جائے گی اور اس سے اس حال میں محنت کرائی جائے گی کہ اس پر مشقت نہ ڈالی جائے۔ سعید کی حجاج بن حجاج، ابان اور موسیٰ بن خلف نے قتادہ سے روایت کرنے میں متابعت کی شعبہ نے اس کو مختصر ذکر کیا ہے۔

۲۳۶۰ — شرح: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو تو اس کے شریک کے حصّہ کے متعلق کئی مذاہب ہیں۔ پہلا مذہب جمہور علماء کا ہے کہ اس کے آزاد کرنے سے غلام آزاد ہو جائے گا اور پورے غلام کی قیمت ادا کرنے کا وہ ذمّہ دار ہے اور پورے غلام کی ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور اس کا شریک اس سے صرف اپنے حصّہ کی قیمت کا مطالبہ

۲۳۶۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ ۔

۲۳۶۲ ـــ ترجمہ : علقمہ بن وقاص لیثی نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نیّت کے ساتھ ہیں اور ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیّت کرے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسُول کے لئے ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسُول کے لئے ہی ہوگی اور جس کی ہجرت دُنیا کے لئے ہے جس کی وہ خواہش کرتا ہے یا عورت کے لئے ہے جس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کی وہ نیّت کرے ۔

۲۳۶۱ - ۲۳۶۲ شرح : اس امت کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کے قلوب پر آنے والے خطرات معاف ہیں جبکہ وہ مستقر نہ ہوں یعنی ان پر عمل نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کے ساتھ کلام کیا جائے جبکہ پہلی امتوں سے ان پر مواخذہ کیا جاتا تھا ۔ حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ شروع اسلام میں خطرات قلوب پر مواخذہ کیا جاتا تھا پھر منسوخ ہوگیا اور اس امت سے تخفیف کی گئی ہے ۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے ۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ،، یعنی اللہ تعالیٰ ہر نفس کی طاقت کے مطابق اسے تکلیف دیتا ہے ۔ بعض اہل علم نے کہا کہ یہ منسوخ نہیں صرف اس اُمت کی خصوصیت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ،، اگر یہ کہا جائے کہ جو شخص دل میں گناہ کا قصد کرے اگرچہ اس پر عمل نہ کرے ۔ کیا اس پر مواخذہ ہوگا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معصیت (گناہ) پر عزم کرنا اسی طرح قلب کے تمام اعمال حسد اور بری چیزوں کی اشاعت سے محبت وغیرہ پر عزم کرنے پر مواخذہ ہے جبکہ ان پر قلب کا استقرار ہو اور حدیث میں مذکور وہ خطرہ ہے جو مستقر نہ ہو اور اس کو ھَمّ کہا جاتا ہے ۔ جبکہ ہَمّ اور عزم میں واضح فرق ہے ۔ کیونکہ ہَمّ ،، وہ ہے جو دل میں آئے اور اس کا استقرار نہ ہو ۔ اور ,,عزم ،، وہ ہے جو دل میں جم جائے اور مستقر ہو جائے ۔ گناہ پر نفس اصرار اور عزم معصیت لکھی جاتی ہے اور جب اس پر عمل کرے گا تو دوسری معصیت لکھی جاتی ہے ۔ اور اگر اللہ سے ڈر کر اسے ترک کردے تو نیکی لکھی جاتی ہے ۔ اگرچہ لوگوں سے حیاء کر کے ترک کردے اور ہَمّ جو لکھا نہیں جاتا وہ قلب کے خطرات ہیں جو مستقر نہیں ہوتے اور نہ ہی ان پر عقد اور عزم ہوتا ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کے یہ الفاظ ,, مَا لَمْ تَعْمَلْ ،، دلالت کرتے ہیں کہ جو شی دل میں آجائے وہ مستقر ہو یا نہ اس پر مواخذہ نہیں حالانکہ ایسا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا محمل وہ شئی ہے جو

بَابٌ اِذَا قَالَ لِعَبْدِهٖ هُوَ لِلّٰهِ وَنَوَی الْعِتْقَ وَالْاِشْهَادَ فِی الْعِتْقِ

۲۳۶۳ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ

کے روزے بھی نیت کے محتاج نہیں۔ بشرطیکہ مسافر یا مریض نہ ہو۔ اور حدیث میں کچھ الفاظ مقدر ہیں وہ یہ کہ ثَوَابُ الْاَعْمَالِ بِالنِّیَّاتِ ،، کیونکہ اکثر اعمال ایسے ہیں جو شریعت میں نیت کے بغیر معتبر ہوتے ہیں اور صحت کی نفی سے ثواب کی نفی نہیں ہوتی لہٰذا ثواب کو مقدر ماننا سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ کیونکہ صحت کی نفی سے ثواب کی نفی ہو جاتی ہے۔ اور ثواب کی نفی سے صحت کی نفی نہیں ہوتی اور اس میں جواز اور صحت کی نسبت اضمار کم ہے۔ لہٰذا ثواب کو مقدر ماننا اچھا ہے۔ کیونکہ عدمِ نیت سے اصلِ عمل باطل نہیں ہوتا اور صحت کی تقدیر پر اس کی نفی سے عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جب عمل کے بطلان اور عدمِ بطلان میں شک واقع ہوا تو شک سے عمل باطل نہ ہوگا۔ نیز "لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی ،، کی ثواب پر دلالت ہے۔ کیونکہ جو انسان کے لئے ہے وہ تو ثواب اور اجر ہے عمل تو انسان پر ہے۔ اس کے لئے نہیں لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔ علاوہ ازیں مذکور حدیث عام ہے اور اس سے بعض افعال مخصوص ہیں۔ چنانچہ قرض ادا کرنا، امانت واپس کرنا اذان، تلاوت، اذکار و اوراد، راستہ بتانا، اور اس سے کانٹے وغیرہ دُور کرنا تمام عبادات ہیں اور بالاتفاق نیت کے بغیر صحیح ہیں۔ لہٰذا وضوء اور غسل میں بھی نیت معتبر نہیں اور علماء سلف اور خلف میں سے کسی نے ان اعمال میں نیت کو شرط قرار نہیں دیا ہے۔ اگرچہ ان اعمال کے وقت نیت ہوتی ہے مگر نیت شرط نہیں اور دعویٰ بھی یہی ہے کہ ان اعمال میں نیت شرط نہیں ہے مثلاً قرض ادا کرنے والا جب بری الذمہ ہونے کا قصد کرے گا تو قرض اداء کرنے وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ اور اس کو ثواب حاصل ہوگا اس میں کوئی نزاع نہیں اور جب ذمہ کی برأت کے قصد کے بغیر قرض ادا کرے تو جب بھی وہ بریٔ الذمہ ہوگا لیکن ثواب نہ ہوگا (عینی) الحاصل حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ثَوَابُ الْاَعْمَالِ بِالنِّیَّةِ ،، کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے جس کسی نے ہجرت اس نیت سے کی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے دنیا یا عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی نیت سے ہجرت کی تو اس کو یہی کچھ ملے گا اور آخرت میں کچھ ثواب نہ ملے گا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں ایک ہی شئی شرط اور وہی جزاء ہے حالانکہ شرط و جزاء متغایر ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جزاء عینِ شرط نہیں بلکہ جزاء محذوف ہے اور حدیث میں مذکور جزاء کے قائم مقام ہے۔ اور وہ پہلی صورت میں " وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ،، اور دُوسری صورت میں " فَہِیَ حَظُّہٗ وَلَا نَصِیْبَ لَہٗ فِی الْاٰخِرَةِ ،، ہے پہلی تعظیم کے لئے اور دُوسری تحقیر کے لئے لہٰذا شرط و جزاء متحد نہیں ہیں۔ اس حدیث سے متعلق کچھ حدیث ۱ کی شرح میں ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے۔ مدینہ پہنچ کر ابو ہریرہ کہتے ہیں۔
؎ میں رات کی درازی اور سختیوں کی شکایت کرتا ہوں علاوہ اس کے کہ اُس نے دارِ کفر سے نجات دلائی۔

۲۳۶۴ ——— ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو میں نے راستہ میں کہا ؎ رات کی درازی اور اس کی سختیوں سے شکایت ہے۔ علاوہ اس کے کہ اس نے دارِ کفر سے نجات دلائی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا راستہ میں میرا غلام بھاگ گیا جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ میں آپ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ اچانک غلام بھی آگیا تو مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ہریرہ! یہ تیرا غلام ہے۔ میں نے کہا یہ اللہ کے لئے آزاد ہے اور میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ ابو کریب نے جو ابو اسامہ سے روایت کی ہے اس میں آزاد کا لفظ نہیں ہے۔

۲۳۶۵ ——— **ترجمہ** : قیس نے کہا جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور ان کے ساتھ ان کا غلام تھا جبکہ وہ اسلام قبول کرنے آئے تھے تو ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے بھٹک گیا اور کہا یا رسُول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" میں آپ گواہ بناتا ہوں کہ وہ اللہ کیلئے ہے (آزاد ہے)

۲۳۶۳ تا ۲۳۶۵ ——— **شرح** : اس باب کے دو عنوان ہیں ایک یہ کہ اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا وہ اللہ کے لئے ہے۔ اس حال میں کہ اُس نے غلام آزاد کرنے کی نیّت کی ہو تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ دوسرا عنوان یہ ہے کہ اس باب میں غلام کے آزاد کرنے پر گواہی کا ذکر ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں مذکور شعر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے لیکن ابو ہریرہ کا شعر کہنا غیر معروف ہے۔ ابن تین نے کہا یہ ابو ہریرہ کے غلام کا شعر ہے۔ علامہ فاکہی نے کتاب مکہ میں ذکر کیا کہ یہ بیت ابو مرثد کا ہے۔ اس تقدیر پر ممکن ہے کہ ابو ہریرہ نے اس کا شعر پڑھا ہو۔ سب علماء کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام سے ہے کہ وہ آزاد ہے یا اللہ کی رضاء کے لئے اس کو آزاد کیا یا وہ اللہ کے لئے ہے اور آزادی کی نیّت کرے تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ بلکہ متکلم کا ہر کلام جس سے غلام کی آزادی مفہوم ہو اس سے غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی شخص اپنی اُمید کو پالے یا اس کو کسی مصیبت سے نجات ملے تو اس کیلئے غلام آزاد کرنا مستحب ہے۔ اسی لئے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے جب دارِ کفر سے نجات پائی تو اُنھوں نے غلام آزاد کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چھ ہجری میں اسلام قبول کیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ایسے اشعار پڑھنے جائز ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی ثنا کرنا مقصود ہو۔ یا ان میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء ہو بشرطیکہ اس میں غلو نہ ہو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا یا خُدا کا بیٹا نہ بنائے اس کے علاوہ جو ثناء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کہے جائز ہے۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارىٰ فِیْ نَبِیِّهِمْ ∴ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَكِمْ " یعنی جو نصاریٰ

ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی ''

۲۳۶۶ ـــــ ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عُتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا اپنے قبضہ میں لے لے عُتبہ نے کہا وہ میرا بیٹا ہے ۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے زمانہ میں مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حضرت سَعْد نے زَمعہ کی لونڈی کا بیٹا پکڑا اور اس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور عبد بن زمعہ کو بھی ساتھ لے آئے سَعْد نے کہا یا رسُولَ اللہ ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اُس نے مجھے وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے ۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسُول اللہ ! یہ میرا بھائی ہے زمعہ کی لونڈی کا بیٹا ہے ۔ اس کے بستر پر پیدا ہُوا ہے ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھا وہ سب لوگوں میں سے عتبہ کے زیادہ مشابہ تھا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ تیرا ہے کیونکہ تیرے والد کے بستر پر پیدا ہُوا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سَودہ بنت زمعہ اس سے حجاب میں رہنا کیونکہ آپ نے اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی تھی ۔ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں ۔

۲۳۶۶ ـــــ شرح : عبد بن زمعہ نے کہا یہ لڑکا میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہُوا ہے ۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ اس کا بھائی ہے ۔ اس سے معلوم ہُوا کہ اس لڑکے کی ماں اُمّ ولدہ ہے یہی باب کا عنوان ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس میں ام ولد کی آزادی اور غلامی کا ذکر تک نہیں ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ام ولد کی آزادی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس کو زمعہ کا فراش بنایا ہے لہٰذا اس میں ام ولد اور بیوی دونوں برابر ہیں ۔ لہٰذا ام ولدہ اپنے مالک کی وفات کے بعد آزاد ہو جائے گی ۔ اس حدیث کی مزید تفصیل حدیث ۱۹۲۷ کی شرح میں دیکھیں ۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مقام میں اشکال یہ ہے کہ عبد بن زمعہ نے جب کہا کہ یہ میرا بھائی ہے تو اُس نے اپنے باپ پر دعویٰ کیا کہ یہ اس کا بیٹا ہے اور اس کے اقرار پر کوئی دلیل پیش نہ کی تو یہ دعویٰ کیسے قبول ہو سکتا ہے ؟ اسی لئے امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے یہ اختیار کیا کہ جب کوئی اپنی لونڈی سے صحبت کرے تو اس کے بعد جو بھی بچہ پیدا ہوگا وہ مالک کا ہی تصوّر ہوگا وہ اس کا دعویٰ کرے یا دعویٰ نہ کرے اور علماءِ کوفہ کہتے ہیں جب تک مالک اقرار نہ کرے وہ بچہ اس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " وہ تیرا ہے " اور یہ نہیں فرمایا وہ تیرا بھائی ہے لہٰذا اس کا یہ معنیٰ ہو سکتا ہے کہ وہ تیرا مملوک ہے اور تجھے اس پر تصرف کا حق حاصل ہے ۔ اسی لئے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس سے پردہ کرو اگر آپ اس کو زمعہ کا بیٹا ہونے کا حکم فرماتے تو اس کی بہن کو اس سے پردہ کرنے کا حکم نہ فرماتے ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ابنِ زمعہ کا ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنا مباح تھا لیکن اس کی مشابہت عُتبہ سے تھی اس لئے تَنَزُّهًا فرمایا کہ وہ اس سے پردہ کرے ۔ بعض علماء نے کہا کہ اس حدیث سے

بَابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ

۲۳۶۸ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ۔

۲۳۶۹ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ فَأَعْتَقْتُهَا فَدَعَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا ثَبَتُّ عِنْدَهُ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا۔

باب ـــ ولاء کی بیع اور اس کا ہبہ کرنا

۲۳۶۸ ـــ ترجمہ : عبد اللہ بن دینار نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کی بیع اور اس کو ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

۲۳۶۸ ـــ شرح : اگر کوئی شخص اپنا غلام آزاد کر دے تو غلام کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ کا استحقاق آزاد کرنے والے کے لئے ہوتا ہے۔ اس کو بیچنا اس لئے ممنوع ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوَرَّثُ" اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ اور تحویل نسب کے عدمِ جواز پر اجماع قائم ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو اپنی نسبت اپنے والد کے غیر کی طرف کرے اور ولاء نسب کی طرح ہے اس لئے جو حکم نسب کا ہے وہی حکم ولاء کا ہے جیسے نسب کو بیچنا اور اس کا ہبہ کرنا جائز نہیں ایسے ہی ولاء کا نقل کرنا جائز نہیں ایسے ہی ولاء کا نقل کرنا جائز نہیں وہ صرف آزاد کرنے والے کے لئے ہے۔ اس کو ولاء العتاقہ کہتے ہیں اس کا سبب آزاد ہونا ہے آزاد کرنا نہیں کیونکہ اگر ولاء کا سبب اِعتاق (آزاد کرنا) ہو تو جب غلام خود بخود آزاد ہو جائے تو اس کی ولاء کا حق نہیں ہونا چاہیئے جیسے کوئی اپنے ذی محرم کو خریدے تو وہ فوراً آزاد ہو جاتا ہے اگرچہ اس کو آزاد نہ کرے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۲۳۶۹ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے بریرہ کو خریدا تو اس کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط کی (کہ بریرہ کی ولاء ان کے لئے ہے) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابٌ اِذَا اُسِرَ اَخُو الرَّجُلِ اَوْ عَمُّهُ

هَلْ يُفَادَى اِذَا كَانَ مُشْرِكًا وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ لَهُ نَصِيْبٌ فِيْ تِلْكَ الْغَنِيْمَةِ الَّتِيْ اَصَابَ مِنْ اَخِيْهِ عَقِيْلٍ وَعَمِّهِ عَبَّاسٍ۔

۲۳۷۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْاَنْصَارِ اِسْتَاذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِئْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ اُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآءَهُ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا۔

باب — جب کسی کا بھائی یا چچا قید ہو جائے

کیا اگر وہ مُشرک ہو تو فدیہ دے کر اس کو چھڑایا جا سکتا ہے؟

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے اپنا فدیہ دیا اور عقیل کا فدیہ دیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غنیمت میں حصّہ تھا جو ان کو اپنے بھائی عقیل اور چچا حضرت عباس سے ملا تھا۔

۲۳۷۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار سے بعض لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

۲۳۷۰ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے عنوان کا حکم ذکر نہیں کیا کیونکہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کی حدیث سے استدلال کیا کہ اگر کوئی اپنے چچا یا بھائی اسی طرح چچا کے بیٹے کا مالک ہو جائے وہ آزاد نہ ہوں گے۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں اپنے چچا عباس اور چچا کے بیٹے عقیل کے مالِ غنیمت کے عوض جو آپ کا حصہ تھا مالک ہو گئے تھے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عقیل اور چچا عباس کے غنیمت میں

عقیل ابو طالب کے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس (۲۰) برس بڑے تھے۔ وہ اور حضرت عباس جنگِ بدر میں مشرکوں کے ساتھ مجبوراً شریک ہوئے اور قید ہوگئے تو حضرت عباس نے اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کیا اور قید سے رہائی پائی۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وَلاء کی بیع یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام کی ولاء کو مال کے عوض فروخت کر دیتا تھا یہ عربوں میں رواج تھا۔ یا کوئی شخص کسی کے پاس غلام اس شرط پر فروخت کرتا کہ وہ اس کو آزاد کر دے اور اس کی وَلاء بائع کے لئے ہوگی۔ اور وہ قیمت فروخت میں سے کچھ رقم کم کر دیتا تھا۔ یہ وَلاء کی بیع ہے۔ اس تقریر کے بعد علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جنگِ بدر میں جہاں اور مشرک قیدی ہوئے وہاں حضرت عباس اور عقیل بھی قیدی ہوئے۔ تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فدیہ لے کر چھوڑنے کا حکم دیا تو انصار نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کے باعث حضرت عباس کے فدیہ سے درگزر کرنا چاہا۔ نیز حضرت عباس کی انصار سے قرابت بھی تھی کیونکہ حضرت ہاشم بن عبد مناف نے بنی نجار قبیلہ کی عورت سے شادی کی تھی اور ان سے عبد المطلب پیدا ہوئے تھے اس لئے حضرت عباس کی دادی انصار سے تھی اسی لئے اُنھوں نے کہا تھا کہ عباس ہمارا بھانجہ ہے ان کے فدیہ سے درگزر کریں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی اس درخواست کو شرفِ قبولیت نہ فرمایا۔ جبکہ حضرت عباس مالدار تھے تو ان سے فدیہ لے کر مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ اس قصہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جو کوئی چچا یا چچا کے بیٹے کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مُشرک کا آزاد کرنا

۲۳۷۱ — ترجمہ: ہشام سے روایت ہے کہ میرے باپ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اُنھوں نے جاہلیت میں ایک سَو غلام آزاد کئے تھے اور سَو اُونٹ سواری کے لئے دیئے (خیرات کی) جب وہ مسلمان ہوئے تو ایک سو اونٹ سواری کے لئے دیئے اور سَو غلام کو آزاد کیا اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چند اشیاء کے متعلق بتائیں جو میں جاہلیت کے زمانہ میں کرتا رہا ہوں میں وہ چیزیں ثواب کے لئے کرتا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسلام لے آئے ہو اور جو نیک کام تم نے پہلے کئے ہیں وہ قائم رہیں گے!

۲۳۷۱ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرک کا ثواب کے لئے غلام آزاد کرنا جائز ہے۔ لیکن اس کا ثواب جب ہی ملے گا کہ وہ اسلام قبول کرلے چنانچہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَیْرٍ" اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ کفر کی حالت میں عبادت صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کافروں کی عبادت بے کار ہے۔ بلکہ اس کے بعد جب مسلمان ہوگا تو کفر کی حالت میں

امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ اُنھوں نے باب کی احادیث سے استدلال کیا ہے علماء کوفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قولہ وقولہ تعالیٰ الخ یعنی یہ باب کا دُوسرا عنوان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے عبد مملوک مطلقاً ذکر کیا ہے۔ مقید ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہوا اس حکم میں اعرابی اور عجمی میں کوئی فرق نہیں۔ اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو امثال بیان کرنے سے منع فرمایا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا ''لَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ'' یعنی اللہ کے لئے امثال و اشباہ بیان نہ کرو۔ وہ ہر شئی کو جانتا ہے اور ان کو بتایا کہ مثال کیسے بیان کی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا تمہارا بتوں کو اللہ کا شریک بنانے کی مثال اس شخص کی مثل ہے جس نے عبد مملوک جو تصرف کرنے سے قاصر ہو اور آزاد شخص جو مالک ہو اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں جیسے چاہے تصرف کرتا ہے، میں برابری کرتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں یعنی تمہارے شرکاء بُت محض عاجز ہیں وہ اللہ کا شریک کیسے ہو سکتے ہیں۔ لیکن مشرک چونکہ جاہل ہیں اس لئے وہ اس فرق کو نہیں جانتے ہیں۔

۲۳۷۲ **ترجمہ:** عروہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ مروان بن حکم اور مسوّر بن مخرمہ نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جبکہ آپ کے پاس قبیلہ ہوازن کا وفد آیا اور اُنھوں نے آپ سے سوال عرض کیا کہ آپ اُن کے مال اور قیدی واپس کر دیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھ اور لوگ بھی ہیں جنہیں تم دیکھ رہے ہو میرے نزدیک اچھی بات وہ ہے جو سچی ہو۔ تم دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو یا تو مال لے لو یا قیدی چھڑا لو۔ میں نے تو ان کا انتظار کیا تھا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دن سے زائد ان کا انتظار کیا پھر آپ طائف سے واپس ہوئے تھے۔ جب انھیں یہ معلوم ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دو چیزوں سے صرف ایک چیز واپس کریں گے تو اُنھوں نے کہا ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں خُطبہ دیا اور اللہ کی ثناء کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر فرمایا اَمَّا بعد! تمہارے بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ میں اُن کو ان کے قیدی واپس کر دوں۔ جو کوئی تم میں سے بخوشی یہ کرنا چاہے وہ کرے۔ اور جو کوئی اپنا حصہ پسند کرتا ہے حتی کہ ہم اس کو وہ پہلی غنیمت سے دیں جو اللہ تعالیٰ ہمیں دے گا تو وہ بھی کرے (قیدی واپس کرے) لوگوں نے کہا ہم بخوشی یہ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے اجازت نہیں دی تم سب واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ ہمارے پاس تمہارے نمبردار تمہاری رائے ظاہر کریں۔ پس لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے گفتگو کی پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ اُنھوں نے بخوشی کیا ہے اور سب نے اجازت دے دی ہے۔ یہ واقعہ ہے جو ہمیں قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کی طرف سے پہنچا ہے۔ انس نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا ہے (غزوۂ بدر میں)

۲۳۷۲ **شرح:** ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اس کی روایت

الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ وَاَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَآءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى ذَرَارِيَّهُمْ وَاَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ ثَنِيْ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْجَيْشِ ۔ ۲۳۷۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا سَعِيْدٍ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِّنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَآءَ فَاشْتَدَّ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ فَاَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَلَّا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ ۔

قیدی بنا لیا اور اس روز آپ نے جُویریہ کو پایا مجھ سے عبداللہ بن عمر نے یہ بیان کیا جبکہ وہ اس لشکر میں تھے۔

۲۳۷۴ ـــ ترجمہ : ابن مُحَیریز نے کہا میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان سے عزل کے متعلق پُوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ غزوۂ بنی مصطلق میں نکلے تو ہم کو عرب کے چند قیدی ہاتھ لگے ہم کو عورتوں کی خواہش تھی کیونکہ عورتوں سے علیحدگی ہمارے لئے سخت دشوار تھی۔ اس لئے ہم نے عزل کرنا چاہا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تم پر حرج نہیں کہ عزل نہ کرو کوئی بھی جان نہیں جو قیامت تک پیدا ہونے والی ہو مگر وہ پیدا ہو کر رہے گی۔

۲۳۷۳ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بنی مصطلق کے قیدی مجاہدین میں تقسیم کر دیئے تو جُویریہ بنت حارث حضرت ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچا کے بیٹے کے حصہ میں آئی۔ تو اُس نے عقدِ کتابت کر لیا اور وہ بڑی خوش طبع تھی۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئی جبکہ آپ سے کتابت کی رقم اداء کرنے میں مدد چاہتی تھی۔ اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم" میں جُویریہ بنت حارث ہوں میرا باپ اپنی قوم کا سردار تھا میں مصائب میں مبتلاء ہو چکی ہوں جو آپ پر مخفی نہیں۔ میں ثابت بن قیس یا ان کے چچا کے بیٹے کے حصہ میں آئی ہوں اور میں نے ان سے کہا ہے کہ اتنی رقم اداء کرنے پر مجھے آزاد کر دو جس کو اُنھوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ اب میں حاضر ہوئی ہوں کہ عقدِ کتابت میں میری مدد فرمائیں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں تجھے اس سے بہتر مشورہ نہ دوں؟ عرض کیا یا رسُولَ اللہ! وہ کیا ہے فرمایا میں تیری کتابت کی رقم اداء کر دوں اور تجھ سے نکاح کر لوں عرض کیا یا رسُولَ! میں راضی ہوں۔ لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جُویریہ بنت حارث سے نکاح کر لیا ہے تو اُنھوں نے کہا کہ جُویریہ کا خاندان تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سسرال ہو گئے تو اُنھوں نے تمام قیدی بخوشی آزاد کر دیئے

۲۳۷۵ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيْمٍ ح وَحَدَّثَنِي ابْنُ سَلَّامٍ أَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَازِلْتُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلٰثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّهَا مِنْ وُلْدِ إِسْمٰعِيْلَ۔

۲۳۷۵ — ترجمہ : ابوزُرعہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں ہمیشہ سے بنی تمیم سے محبت کرتا ہوں جبکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق تین باتیں سُنیں۔ میں نے آپ کو ان کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ وہ میری اُمّت میں دجّال پر بہت سخت ہیں۔ ایک دفعہ ان کے صَدَقات آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کے صَدَقات ہیں۔ ان میں سے ایک قیدی عورت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دو کیونکہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

۲۳۷۵ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمیم افضل مال صدقہ کیا کرتے تھے اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت خوش تھے چونکہ وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں بہت مخلص تھے۔ جبکہ وہ بہتر سے بہتر صدقہ کرتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر عرب کی طرح عربوں کو بھی غلام بنانا جائز ہے اور عربی غلام کو آزاد کرنا افضل ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عزل کرنا مکروہ نہیں کیونکہ جب لوگوں نے آپ سے عزل کے متعلق عرض کیا تو آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا کہ جب بچّہ کی پیدائش اس کا مقدّر بن چکی ہو تو عزل منع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ عورت کے رحم میں نطفہ پہنچا دے جس سے بچہ پیدا ہو جائے۔ اگرچہ اقل قلیل نطفہ ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ!

۲۳۷۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اَیَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا وَاصِلُ الْاَحْدَبُ قَالَ سَمِعْتُ الْمَعْرُوْرَ بْنَ سُوَیْدٍ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِیَّ وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ وَّعَلٰی غُلَامِهٖ حُلَّةٌ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّیْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَشَكَانِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ اَعَیَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَیْدِیْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ یَدِهٖ فَلْیُطْعِمْهُ مِمَّا یَاْكُلُ وَلْیُلْبِسْهُ مِمَّا یَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا یَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا یَغْلِبُهُمْ فَاَعِیْنُوْهُمْ۔

کا ارشاد" اللہ کی عبادت کرو اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ، رشتہ دار یتیموں، مسکینوں، قریب پڑوسیوں اور بعید پڑوسیوں، ساتھ بیٹھنے والو، مسافروں لونڈیوں اور غلاموں سے اخلاص کرو۔ بے شک اللہ متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ذِی الْقُرْبٰی سے مراد رشتہ دار اور جُنُب سے مراد اجنبی اور جار جُنُب سے مراد سفر کا ساتھی ہے"

شرح ترجمۃ الباب" اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ کیونکہ وہی خالق و رزاق اور حقیقی منعم ہے جو ہر حال میں اپنے بندوں پر مہربانی کرتا ہے۔ پھر والدین سے احسان کرنا ذکر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو عدم سے وجود کی طرف لانے کا ان کو سبب بنایا ہے پھر رشتہ داروں سے احسان کو ذکر کیا کیونکہ ان سے احسان کرنے میں زیادہ ثواب ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ مسکین پر صدقہ کرنے سے صرف صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور رشتہ دار پر احسان کرنے سے صدقہ اور صلہ رحمی کا ثواب ملتا ہے۔ پھر یتامیٰ کو ذکر کیا کیونکہ ان کے احوال کی اصلاح کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ان کی کفالت کرنے والا ہوتا ہے جو ان پر خرچ وغیرہ کرے پھر مساکین کو ذکر کیا کیونکہ یہ تمام حاجت مندوں سے زیادہ محتاج ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی دیکھ بھال اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کا حکم فرمایا پھر قریب اور بعید پڑوسیوں کو ذکر کیا کیونکہ شریعت میں ان کی بہت اہمیت ہے۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خوف لاحق ہوا کہ اس کو میرا وارث بنا دے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا" ذِی الْقُرْبٰی" قریبی مرد و عورتیں ہیں چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ذی القربیٰ وہ ہیں جن کی تم سے قرابت ہو اور" جُنُب غریب وہ ہے جس کی تم سے قرابت نہ ہو۔ مجاہد نے کہا" جار جُنُب"

۲۳۷۹ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَ أَيُّمَا عَبْدٍ أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ

باب ــ غلام جب اپنے ربّ کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مالک سے اخلاص (بھلائی) کرے

۲۳۷۸ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت اچھی طرح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا ۔

۲۳۷۹ ــــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مرد کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے اور اس کو آزاد کر دے پھر اس سے نکاح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا اور جو غلام اللہ تعالیٰ کا حق اور اپنے مالکوں کا حق اداء کرے اس کو دوہرا ثواب ملے گا ۔

۲۳۷۸ ، ۲۳۷۹ ــــ شرح : مذکور غلام کو دوہرا ثواب اس لئے ملتا ہے کہ وہ دو حق ادا کرتا ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک عمل پر دو مرتبہ ثواب دیا جاتا ہے حالانکہ ایک عمل پر ایک ہی دفعہ ثواب ملتا ہے لیکن غلام کو دوہرا ثواب اس لئے ملتا ہے کہ وہ دو عمل کرتا ہے ایک وہ اللہ کی عبادت کرتا ہے دوسرے مالک کی خیر خواہی کرتا ہے۔ اسی طرح جو کوئی دو عمل کرے اس کو ہر عمل پر ثواب ملتا ہے اس میں غلام کی کیا خصوصیت ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دوہرا ثواب اس عمل کے ساتھ مختص ہے جس میں اللہ کی طاعت اور مالک کی طاعت متحد ہوں تو وہ ایک عمل کرے گا اور دو اعتباروں سے اس پر دوہرا ثواب حاصل کرے گا اور جن اعمال کی جہتیں مختلف ہوں اسکا دوہرے ثواب سے قطعًا اختصاص نہیں ہے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو غلام اللہ کا حق اور اپنے مالک کا حق اداء کرے وہ آزاد شخص سے افضل ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۳۸۱ —— حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ مَالِاَحَدِهِمْ یُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَیَنْصَحُ لِسَیِّدِهٖ۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيْقِ وَقَوْلِهٖ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ وَقَالَ عَبْدًا مَّمْلُوْكًا وَالْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَی الْبَابِ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ مِنْ فَتَیَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِكُمْ وَاذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ یَعْنِیْ عِنْدَ سَیِّدِكَ ——

۲۳۸۱ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ غلام بہت اچھا ہے جو اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مالک سے خیر خواہی کرے۔

۲۳۸۱ —— شرح : قولہ "نِعِمَّا" نون مفتوح عین مکسور اور "ما" مشدد ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے " اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ " اور مخصوص بالمدح محذوف ہے اور وہ المملوک ہے۔ یعنی نِعْمَ الْمَمْلُوْكُ لِاَحَدِهِمْ یُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَیَنْصَحُ لِسَیِّدِهٖ یعنی واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب —— غلام پر تکبر کرنے کی ممانعت، اور یہ کہنا میرا عبد، میری لونڈی ،،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تمہارے نیک غلام اور نیک لونڈیاں اور فرمایا مملوک غلام اور فرمایا۔ ان دونوں نے اپنے سردار کو دروازہ کے پاس پایا اور فرمایا تمہاری مومن لونڈیاں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا ،، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "تمہارا سردار کون ہے؟ ،،

شرح ترجمۃ الباب : یعنی غلام پر دست درازی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ سب لوگ اللہ کے بندے ہیں اور

۲۳۸۲ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهٗ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ۔

۲۳۸۳ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمَمْلُوْكِ الَّذِيْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَيُؤَدِّيْ اِلٰى سَيِّدِهِ الَّذِيْ لَهٗ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيْحَةِ وَالطَّاعَةِ اَجْرَانِ۔

۲۳۸۴ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ اِسْقِ رَبَّكَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ اَمَتِيْ وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَغُلَامِيْ۔

۲۳۸۲ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی غلام اپنے مالک کی خیرخواہی کرے اور اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے

۲۳۸۳ ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اس پر جو مالک کا حق ہے وہ ادا کرے اور اسی کی خیرخواہی اور تابعداری کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔ (ان دونوں حدیثوں کی شرح عنقریب گزری ہے)۔

۲۳۸۴ ــــ ترجمہ : ہمام بن مُنبّہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اپنے رب (مالک) کو کھانا کھلا اور اپنے رب (مالک) کو وضوء کرا اپنے رب (مالک) کو پانی پلا، بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اے میرے آقا و مالک اور تم میں سے کوئی شخص "عبدی امتی" میرا غلام میری لونڈی نہ کہے یہ کہنا چاہیے۔ فَتَائِیْ وغلامی"

۲۳۸۴ ــــ شرح : یعنی مالک اپنے مملوک سے یہ نہ کہے "اَطْعِمْ رَبَّكَ"، اپنے مالک کو کھانا کھلا، کیونکہ اس میں تکبر اور فخر وغرور پایا جاتا ہے اور نہ ہی غلام کوئی ایسا لفظ کہے جس میں پوری تعظیم ہو بلکہ وہ یہ کہے میں نے اپنے سید اور اپنے آقا کو کھانا کھلایا۔ اور کسی پر "رب" کا اطلاق مطلق

۲۳۸۷ــــ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَبِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ۔

بَابُ اِذَا اَتَاهُ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ

۲۳۸۸ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ اَوْ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ فَاِنَّهٗ وَلِيَ عِلَاجَهٗ۔

۲۳۸۷ــــ ترجمہ : عُبَیداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے یہ روائت کرتے ہُوئے سُنا کہ آپ نے فرمایا جب لونڈی زناء کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر زناء کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر زناء کرے تو اس کو کوڑے مارو تیسری یا چوتھی بار فرمایا اس کو بیچ دو اگرچہ رسّی کے عوض بیچو ! (اس حدیث کی شرح حدیث ع ۲۰۲۱ ، ۲۰۲۲ کے تحت دیکھیں)

ان تینوں حدیثوں کی مناسبت باب کے عنوان سے اس طرح ہے کہ حدیث ع ۲۳۸۵ میں اگر غلام کا کچھ حصہ آزاد کیا جائے اور آزاد کرنے والا مالدار ہو تو اگر پُورے غلام کی آزادی کا فیصلہ نہ کیا جائے تو یہ غلام پر دست درازی ہوگی جو مکروہ ہے اور حدیث ع ۲۳۸۶ میں اگر غلام اپنے مالک کی خیر خواہی نہ کر سکے اور اس کا حق اداء نہ کر سکے تو اس کو اس کی مدد کرنی چاہیئے اور اس پر دست درازی نہیں کرنی چاہیئے اور حدیث ع ۲۳۸۶ میں لونڈی جب زناء کرے تو اس پر دست درازی مکروہ نہیں۔ دست درازی اس وقت مکروہ ہے جبکہ وہ اپنے مالک کی خیر خواہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا حق اداء کرے اور اگر وہ زناء کرے تو دونوں حقوق ضائع ہو جاتے ہیں اس لئے اس کو تادیب کرنی چاہیے اور اگر اس کے باوجود وہ نہ رُکے تو اس کو فروخت کر دے اگرچہ رسی کے عوض فروخت کرنا پڑے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم

باب ــــ جب کسی کا خادم اس کے پاس کھانا لے کر آئے ،،

۲۳۸۸ــــ ترجمہ : محمد بن زیاد نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابٌ اِذَا ضَرَبَ الْعَبْدَ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ

٢٣٩٠ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ ابْنُ فُلَانٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ ابْنُ حَرْبٍ اَلَّذِيْ قَالَ ابْنُ فُلَانٍ هُوَ قَوْلُ ابْنِ وَهْبٍ وَهُوَ ابْنُ سِمْعَانَ ۔

مرد اپنے گھر کا نگران ہے۔ اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے یہ کلمات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مرد اپنے باپ کے مال کا نگران ہے۔ اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا پس تم سب نگران ہو اور سب سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(اس حدیث کی شرح حدیث ۲۲۴۹ کے تحت دیکھیں)

باب — اگر غلام کو مارے تو چہرہ سے بچے

۲۳۹۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جھگڑ پڑے تو چہرہ پر مارنے سے بچے۔

۲۳۹۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جب کافر کے چہرہ پر مارنے سے بچنا ضروری ہے۔ تو مومن غلام کے چہرہ پر مارنے سے بچنا بطریقِ اولیٰ ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ الْمُكَاتَبِ

باب — اس شخص کا گناہ جو اپنے غلام پر تہمت لگائے اور مُکاتب اور اس کی قسطیں "ہر سال ایک قسط"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور جو لوگ تمہارے غلام اور لونڈیوں میں کتابت کرنا چاہیں تو ان سے کتابت کرلو اگر ان میں بھلائی سمجھو اور ان کو اللہ کے مال میں سے دو جو اس نے تم کو دیا ہے"

شرح ترجمة الباب : مکاتب غلام کا اپنے آپ کو قسطوں پر بیچنا ہے جو وہ قسطوں میں ادا کرے گا۔ جوہری نے کہا مکاتب وہ ہے جو اپنے آپ پر اپنی قیمت فرض کر لیتا ہے جس کو وہ ادا کرکے آزاد ہو جاتا ہے "نجم" کا معنیٰ قسط ہے۔ علامہ رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "نجم" دراصل وقت ہے۔ عرب اپنے جملہ امور ستارہ کے طلوع ہونے پر کرتے تھے کیونکہ وہ حساب نہ جانتے تھے چنانچہ کوئی یہ کہتا کہ جب نجم ثریا طلوع ہوگا میں تیرا قرض ادا کردوں گا اس لئے اوقات کو نجوم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پھر جو شئ وقت میں ادا کی جائے اس کو نجم کہا گیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ مکاتب بناتے تھے۔ اسلام میں سب سے پہلے بریرہ رضی اللہ عنہا کو مکاتب بنایا گیا بعض علماء نے کہا مردوں میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے عقدِ کتابت کیا تھا جبکہ وہ کسی کے غلام تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا غلام اَبُو امیہ کو مکاتب بنایا گیا پھر حضرت انس کے غلام سیرین کو!

جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ غلام کو مکاتب بنانا مستحب ہے۔ اور آیت کریمہ میں خیر سے مراد کسب کرنے کی قوت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر غلام کوئی کسب نہ جانتا ہو تو اس کو مکاتب بنانا مکروہ ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "خیر" سے مراد صدق و امانت اور وفاء ہے۔ مجاہد نے کہا "خیر" سے مراد مال ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ غلام تو خود اپنے مالک کا مال ہے۔ اس کا مال کیسے ہو سکتا ہے؟ لہٰذا آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر تم اپنے مملوک کو دیندار اور باصلاحیت دیکھو اور تمہیں یہ علم ہو کہ وہ تمہارے ساتھ اچھا معاملہ کریں اور مالِ کتابت جو ان کے ذمہ ہے اس کے اداء کرنے میں کوئی حیل وحجت سے کام نہ لیں گے تو ان کو مکاتب بنا دو۔ اور جو

۲۳۹۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِيْنُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِيْ اِلٰى اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ اَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَاءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنُ لَنَا وَلَاؤُكِ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِيْ فَاَعْتِقِيْ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ اُنَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهٗ وَاِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ۔

شرح ترجمۃ الباب : قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زیادہ ظاہر یہی ہے کہ اللہ کی شرط وہ ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اور وہ یہ کہ ولاء کا مستحق وہی ہے جو آزاد کرے۔ دُوسرا یہ کہ آپ نے فرمایا "جن لوگوں نے غلام آزاد کیا ہو وہ ان میں سے ہے۔ اور ایک روائت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا "اللہ کی کتاب زیادہ لائق ہے۔ اس حدیث کی شرح کئی بار گزری ہے۔

باب ــــ مکاتب کی طرف سے کونسی شرط جائز ہے

اور جس نے کوئی شرط لگائی حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ــــ"

۲۳۹۱ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کے پاس بریرہ آئی جبکہ اپنی کتابت میں ان سے استعانت کرتی تھی اور ابھی تک اپنی کتابت سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اپنے مالکوں کے پاس واپس جاؤ اگر وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ میری تیری کتابت کی رقم اداء کردوں اور تیری ولاء میرے لئے ہو تو میں کرتی ہوں۔ بریرہ نے اپنے مالکوں سے یہ ذکر کیا تو اُنھوں نے انکار کردیا اور کہا اگر وہ ثواب کی غرض سے کرنا چاہتی ہیں تو کریں اور تیری ولاء ہمارے لئے ہوگی۔ ام المؤمنین نے یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

باب — مکاتب کا مدد چاہنا اور لوگوں سے مدد کا سوال کرنا

۲۳۹۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ بریرہ آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ چاندی پر کتابت کی ہے جو ہر سال ایک وقیہ ادا کرنا ہوگی۔ آپ میری مدد کریں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر تیرے مالک یہ پسند کریں کہ میں ان کو ایک ہی بار ساری رقم ادا کر دوں اور تجھے آزاد کر دوں تو میں کرتی ہوں اور تیری ولاء میرے لئے ہوگی۔ وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا۔ بریرہ نے کہا میں نے یہ معاملہ ان پر پیش کیا ہے انھوں نے انکار کر دیا ہے مگر یہ کہ ولاء کے مالک وہ ہوں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سُنا تو مجھ سے دریافت کیا میں نے آپ سے سارا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا اس کو لے لو اور آزاد کر دو اور ان کے لئے ولاء کی شرط کر لو۔ ولاء کا مالک صرف وہ ہوتا ہے جو آزاد کرے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اما بعد! تم میں سے ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو بھی شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط ہو اللہ کا فیصلہ قبول کے زیادہ لائق ہے۔ اور اللہ کی شرط مضبوط ہے تم میں سے ان لوگوں کو کیا ہو گیا جو ان میں سے کوئی کہتا ہے اے فلاں! تو آزاد کر اور ولاء کا مالک میں ہوں۔ ولاء کا مالک صرف وہ ہے جو آزاد کرے۔

۲۳۹۳ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے فرمایا کہ ان کے لئے شرط کر لو اور خرید لو یہ بظاہر مشکل ہے کیونکہ شرط عقد کو فاسد کر دیتی ہے۔ نیز اس میں فروخت کرنے والوں کو دھوکہ میں ڈالنا ہے۔ جبکہ ان کے لئے ولاء کی شرط کر کے خریدنے کے بعد ان کو ولاء سے محروم کر دیا گیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ان پر یہ شرط کرو اور لام علیٰ کے معنیٰ میں ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا، فَلَهَا، عَلَيْهَا ،، کے معنیٰ میں ہے یعنی اگر تم نے گناہ کیا تو اس کا بوجھ اس پر ہے۔ اسی طرح حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ان پر شرط کرو لہٰذا اس میں صاف صاف واضح کر دیا گیا کہ شرط ان کے فائدہ کے لئے نہیں ہے یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ان کے لئے ولاء کا حکم ظاہر کر دو" یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر و توبیخ کے لئے فرمایا تھا کیونکہ ان کو واضح کر دیا گیا تھا کہ یہ شرط جائز نہیں جب انھوں نے اپنے لئے شرط لگانے پر اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی پرواہ نہ کرو شرط کرو یا نہ کرو ولاء تو اسی کی ہے جو آزاد کرے۔ صحیح تر جواب یہ ہے کہ اس میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت ہے۔ یہ حکم عام نہیں۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجازت دینا پھر شرط کو باطل کر دینے میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کی غلط عادت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا جائے اور

شئ باقی ہو"

شرح المترجمہ : مکاتب جب مالِ کتابت اداء کرنے سے عاجز نہ ہو اور اپنی بیع سے راضی ہو تو اس کی بیع جائز ہے۔ امام احمد، اوزاعی، امام مالک ایک قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہم نے اسی کو پسند کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور صحیح تر قول کے مطابق امام شافعی اور بعض مالکی یہ کہتے ہیں کہ یہ بیع جائز نہیں۔ علامہ ابوعمرو نے تمہید میں ذکر کیا ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک مکاتب مالِ کتابت اداء کرنے سے عاجز نہ ہو اس کی بیع جائز نہیں اور اگر وہ اس سے عاجز نہ ہو تو وہ نہ تو اپنے آپ کو بیچ سکتا ہے اور نہ ہی اس کے مالک کو اس کے فروخت کرنے کا حق ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جب تک مکاتب ہے اس کی بیع جائز نہیں ہاں اگر وہ مالِ کتابت اداء کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس کی بیع جائز ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ جب مصر میں تھے تو یہی فتویٰ دیتے تھے۔ اور جب عراق میں گئے تو اس کے برعکس کو اختیار کیا لیکن مکاتب کی کتابت کی بیع کسی حال میں جائز نہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تک مکاتب پر ایک درہم باقی ہو اور وہ اس کے اداکرنے سے عاجز ہو جائے تو وہ عبد ہے اس کی بیع جائز ہے۔ یہی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا وہ اپنی زندگی میں جب تک اس پر ایک درہم باقی ہو غلام ہی شمار ہوتا ہے۔ جب تک مالِ کتابت اداء نہ کرے گا آزاد نہ ہوگا۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور جب مالِ کتابت پورا ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کا مالک یہ نہ کہے کہ جب تو مالِ کتابت اداء کر دے گا تو آزاد ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔ البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں اس کے مالک کا یہ کہنا ضروری ہے کہ وہ غلام سے کہے اگر تو مالِ کتابت اداء کر دے تو آزاد ہے۔

اور اگر مکاتب مر جائے اور اس کے پاس مال موجود ہو تو احناف کا مذہب یہ ہے کہ اس کی کتابت فسخ نہ ہوگی اور کتابت کا بدل اس سے اداء کیا جائے گا اور وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں آزاد ہو جائے گا۔

اور اس کا ترکہ اگر بدلِ کتابت سے زیادہ ہے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہوگا اور کتابت کے زمانہ میں اس کی اولاد سب آزاد ہو جائے گی۔

حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، حسن بصری اور محمد بن سیرین رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں البتہ امام شافعی کہتے ہیں کہ جب مکاتب غلام مر جائے تو اس کی کتابت باطل ہو جاتی ہے اور اس کا سارا ترکہ اس کے مالک کی مِلک متصور ہوگا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔

اور مکاتب کی جنائت کی صورت میں اس کا مالک اس کی ایک بار کی قیمت جنائت میں دے گا اور اس پر زیادہ نہ کیا جائے گا اگرچہ وہ بار بار جنائت کرے البتہ غلام نے اگر بار بار جنائت کی تو بار بار اس کو جنائت کے عوض دفع کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ كُنْتُ غُلَامًا لِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ وَمَاتَ وَوَرِثَنِي بَنُوْهُ وَأَنَّهُمْ بَاعُوْنِي مِنِ ابْنِ أَبِي عَمْرٍو الْمَخْزُوْمِيِّ فَأَعْتَقَنِي ابْنُ أَبِي عَمْرٍو وَاشْتَرَطَ بَنُوْ عُتْبَةَ الْوَلَاءَ فَقَالَتْ دَخَلَتْ بَرِيْرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ اشْتَرِيْنِيْ وَاعْتِقِيْنِيْ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لَا يَبِيْعُوْنِيْ حَتّٰى يَشْتَرِطُوْا وَلَائِيْ فَقَالَتْ لَهَا لَا حَاجَةَ لِيْ بِذٰلِكَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَغَهٗ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ مَا قَالَتْ لَهَا فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَاعْتِقِيْهَا وَدَعِيْهِمْ يَشْتَرِطُوْا مَا شَاءُوْا فَاشْتَرَتْهَا عَائِشَةُ فَأَعْتَقَتْهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنِ اشْتَرَطُوْا مِائَةَ شَرْطٍ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا میں عُتبہ بن ابو لہب کا غلام تھا وہ مر گیا ہے اور اس کے بیٹے میرے وارث بنے ہیں۔ اُنھوں نے مجھے ابو عمرو کے بیٹے کے پاس فروخت کر دیا ہے اور اُس نے مجھے آزاد کر دیا ہے۔ اور عُتبہ کے بیٹے میری ولاء کی شرط لگاتے ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا بریرہ "میرے پاس" آئی جبکہ وہ مکاتبہ تھی۔ اور مجھ سے کہنے لگی کہ مجھے خرید کر کے آزاد کر دیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہاں "میں یہ کرتی ہوں" بریرہ نے کہا وہ مجھے فروخت نہیں کریں گے حتیٰ کہ میری ولاء کی شرط لگائیں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سُنا یا آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ام المؤمنین سے یہ واقعہ دریافت کیا تو اُنھوں نے جو کچھ بریرہ نے کہا تھا بیان کیا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خرید لو اور آزاد کر دو اور وہ جو بھی شرط لگائیں اس کا خیال نہ کرو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے اگرچہ وہ سَو شرطیں لگائیں۔

۲۳۹۵ —— شرح : یہ عُتبہ بن ابولہب وہ نہیں جس کے لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بددُعاء فرمائی تھی جبکہ ابولہب کے بیٹے نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو طلاق دی تو آپ نے فرمایا "اے اللہ کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط فرما"، چنانچہ ایک سفر میں جنگل کے شیر نے اس کو ہلاک کر دیا۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب کا سوال کر کے مال اپنے مالک کو دینا جائز ہے۔ اور اس کے مالک کے لئے وہ پاک مال ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریرہ پر جو گوشت صدقہ کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے لئے ہدیہ اور نذرانہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتابت کا عقد کرنے سے وہ آزاد نہ ہوگا جب تک سارا مال کتابت ادا نہ کرے کیونکہ جب تک ایک درہم بھی مکاتب کے ذمہ باقی ہو وہ غلام ہی رہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شادی شدہ لونڈی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عقدِ کتابت کر سکتی ہے اگرچہ اس کا نتیجہ ان میں فراق اور جدائی ہو اور وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر آزادی حاصل کر سکتی ہے۔ بعض علماء نے بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ایک سَو مسائل کا استخراج کیا ہے۔

۲۳۹۷ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْاُوَيْسِيُّ ثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ اُخْتِيْ اِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ اِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ اَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ وَمَا اُوْقِدَتْ فِيْ اَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَا خَالَةُ مَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ قَالَتِ الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ اِلَّا اَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يَمْنِحُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِيْنَاهُ۔

۲۳۹۷ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عُروہ سے فرمایا اے میرے بھانجے واقعہ یہ ہے کہ ہم ایک چاند دیکھتے پھر دُوسرا چاند دیکھتے۔ دو ماہ میں تین چاند دیکھتے دو ماہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں سُلگتی تھی میں نے کہا اے خالہ! آپ کو کون سی چیز زندہ رکھتی تھی تو اُنھوں نے فرمایا۔ دو کالی چیزیں یعنی کھجور اور پانی۔ البتہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاری ہمسائے تھے ان کے پاس دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیتے تو آپ ہم کو پلاتے تھے۔

۲۳۹۷ــــ شرح : حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مذکور حدیث ع۲۳۹۶ میں تحفے تحائف اور ہدیہ دینے کی رغبت دلائی ہے۔ اگرچہ قلیل ترشئ ہی ہدیہ دی جائے کیونکہ اس طرح محبت بڑھتی ہے اور دشمنی اور حسد و بُغض زائل ہوتا ہے۔ اور معیشت میں ایک دوسرے کی مدد ہوتی ہے۔ اور معاشرہ میں اتحاد و اتفاق ہوتا ہے۔ اور اگر ہدیہ تھوڑا تو اس سے محبت کی راہ ملتی ہے اور مشقت بھی کم ہوتی ہے اس میں ہدیہ دینے والے کے لئے سہولت ہے۔ اور کھر سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ ہدیہ دو اگرچہ قلیل تر ہو حقیقۃً کھر مراد نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تَهَادَوْا تَحَابُّوْا" ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ دو تم آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مذکور حدیث ع۲۳۹۷ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دُنیا میں زہد اور قلیل ترین شئ پر صبر و اکتفاء کرنا اور دُنیا پر آخرت کو ترجیح ظاہر ہوتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سُنّت یہ ہے کہ مال دار شخص غریب سے اچھا سلوک کرے اور اس کو اپنے مال میں سے عطیہ کرتا رہے اور دُنیا میں تھوڑی شئ پر قناعت کرے کیونکہ قناعت میں عزت و آبرو ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۳۹۹ ـــــ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِی مَرْیَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلٰی امْرَأَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَکَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ قَالَ لَهَا مُرِیْ عَبْدَكِ فَلْیَعْمَلْ لَنَا اَعْوَادَ الْمِنْبَرِ فَاَمَرَتْ عَبْدَهَا فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَاءِ فَصَنَعَ لَهٗ مِنْبَرًا فَلَمَّا قَضَاهُ اَرْسَلَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَدْ قَضَاهُ قَالَ اَرْسِلِیْ بِهٖ اِلَیَّ فَجَاؤُا بِهٖ فَاحْتَمَلَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهٗ حَیْثُ تَرَوْنَ۔

۲۴۰۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِیْ مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ السَّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کُنْتُ یَوْمًا جَالِسًا

۲۳۹۹ ـــــ ترجمہ : حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہاجرہ عورت کو پیغام بھیجا جس کا غلام ترکھان تھا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ اپنے غلام سے کہو کہ وہ ہمارے لئے منبر کی لکڑیاں تیار کرے اس عورت نے اپنے غلام کو حکم دیا وہ جنگل کی طرف چلا گیا اور جھاؤ کی لکڑی کاٹ لایا اور آپ کے لئے منبر بنایا جب اُس نے منبر تیار کر لیا تو اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام عرض کیا کہ غلام نے منبر تیار کر دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرے پاس بھیج دو لوگ منبر لے کر آئے تو آپ نے اس کو اُٹھایا اور اس جگہ رکھ دیا جہاں تم دیکھتے ہو۔

۲۳۹۹ ـــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو پیغام بھیجا کہ اپنے غلام سے کہے ہمارے لئے منبر تیار کرے۔ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس عورت سے ہدیہ طلب فرمایا تھا یہی باب کا عنوان ہے۔ اس حدیث میں مہاجرہ عورت ذکر کیا ہے اور بعض روایات میں انصاریہ عورت مذکور ہے۔ اس میں تطبیق اس طرح ہے کہ وہ عورت مہاجرہ تھی۔ اور انصار کا فرد تھی اس میں تضاد نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۰۰ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے باپ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی، اُنھوں نے کہا میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض لوگوں کے ساتھ مکہ کے راستہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آگے تشریف فرما تھے۔ اور لوگوں نے احرام باندھا ہوا تھا۔ اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ اُنھوں نے ایک گورخر دیکھا جبکہ میں اپنی جوتیاں ٹانکنے میں

بَابُ مَنِ اسْتَسْقٰی

وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْقِنِیْ ،،

۲۴۰۱ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ثَنِیْ اَبُوْطُوَالَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ دَارِنَا هٰذِهٖ فَاسْتَسْقٰی فَحَلَبْنَا شَاةً لَنَا ثُمَّ شُبْتُهٗ مِنْ مَاءِ بِئْرِنَا هٰذِهٖ فَاَعْطَیْتُهٗ وَاَبُوْبَکْرٍ عَنْ یَسَارِهٖ وَعُمَرُ تُجَاهَهٗ وَاَعْرَابِیٌّ عَنْ یَمِیْنِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا اَبُوْبَکْرٍ فَاَعْطَی الْاَعْرَابِیَّ فَضْلَهٗ ثُمَّ قَالَ الْاَیْمَنُوْنَ الْاَیْمَنُوْنَ اَلَا فَیَمِّنُوْا قَالَ اَنَسٌ فَهِیَ سُنَّةٌ فَهِیَ سُنَّةٌ فَهِیَ سُنَّةٌ۔

باب جس نے پانی طلب کیا

سہل نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے پانی پلاؤ ،،

۲۴۰۱ — ترجمہ : ابوطوالہ جن کا نام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ہے نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمارے گھر تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔ ہم نے آپ کو اپنی بکری کا دودھ دوھا پھر اس کو اپنے کنوئیں کے پانی سے ملایا اور آپ کو دیا جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں جانب، عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے اور ایک اعرابی آپ کی دائیں جانب بیٹھے تھے۔ جب آپ پی کر فارغ ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ ابوبکر ہے تو آپ نے اعرابی کو دبچا ہوا پانی دیا پھر فرمایا دائیں جانب والے دائیں جانب والے ہیں خوب سُن لو پس دائیں طرف والے کو دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سنّت ہے یہ سنت ہے۔ یہ تین بار فرمایا۔

۲۴۰۱ — شرح : یعنی دائیں جانب والے مقدم ہیں ,, اَلْاَیْمَنُوْنَ اَلْاَیْمَنُوْنَ ،، کی ترکیب یہ ہے کہ ایمنون مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی اَلْاَیْمَنُوْنَ مُقَدَّمُوْنَ اور دُوسرا ایمنون تاکید کے لئے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شئ لوگوں میں معروف ہو جیسے پانی اور دودھ وغیرہ کا طلب کرنا جائز ہے اس میں بخل نہ کیا جائے۔ خصوصًا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقدس زمانہ میں تو قطعًا بخل نہ کیا جاتا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآن کریم میں صفت کی ہے کہ وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو

۲۴۰۳ ـــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ أَنَّهُ أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِهِ قَالَ أَمَا إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ

۲۴۰۲ ـــــ شرح : مرّ ظہران ،، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب پانچ میل دُور ایک جگہ ہے۔ قولہ لا شک فیہ ،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شعبہ نے پہلے فخذین میں شک کیا تھا پھر ان کو اس کا یقین ہوگیا اسی طرح آخر میں کھانے میں شک کیا اور اپنی حدیث کو قبول پر موقوف کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شکار پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑنا جائز ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ابوداؤد ترمذی، اور نسائی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ غفلت اس تقدیر پر ہے جبکہ وہ پیچھا کرنے میں دُور نکل جائے حتیٰ کہ اس کی نماز فوت ہو جائے۔ یا شکار کا پیچھا کرنے میں دینی یا دنیاوی مصلحتیں جاتی رہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب شکار کے پیچھے بہت لوگ دوڑیں تو جو کوئی اس کو پکڑلے وہی اس کا مالک ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ اس میں شریک نہیں ہو سکتے ہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خرگوش کا کھانا مباح ہے۔ چاروں ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ البتہ عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آزاد کردہ غلام عکرمہ اس کو کھانا مکروہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن عام علماء اس کو کھانا مباح کہتے ہیں۔ اور اس کی اباحت میں کثیر احادیث نسائی، ابن ماجہ، بیہقی اور طبرانی میں مذکور ہیں۔ البتہ طبرانی میں عبداللہ بن مُغفّل رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرگوش کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ میں نہ تو اس کو کھاتا ہوں اور نہ ہی حرام کرتا ہوں۔ لیکن یہ اباحت کے منافی نہیں ہے اور یہ مسئلہ واضح ہوگیا کہ جس شیٔ کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حرام نہ فرمائیں وہ مباح ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۰۳ ـــــ ترجمہ : صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گورخر ہدیہ بھیجا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَبْوَاء یا وَدّان میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اس کو واپس کر دیا اور جب اس کے چہرہ کا رنگ دیکھا تو فرمایا ہم نے صرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم احرام سے ہیں۔

۲۴۰۳ ـــــ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ آپ نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے شکار قبول فرمایا اور صعب بن جثامہ کا شکار کیوں واپس کر دیا۔ حالانکہ دونوں حالتوں میں آپ

۲۴۰۶ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مَعْنٌ ثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَلَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهٖ فَاَكَلَ مَعَهُمْ۔

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پنیر، گھی اور گوہ بطور ہدیہ بھیجے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور گھی تو کھالیا اور گوہ کو نفرت کرتے ہوئے ترک کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پہ گوہ کھائی گئی۔ اگر وہ حرام ہوتی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی نہ جاتی۔

۲۴۰۵ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور گھی کھایا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے اُم حفید کا ہدیہ قبول فرمایا تھا۔ اُم حفید،، کا نام ہُزیلہ ہے۔ وہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں اور گاؤں میں رہتی تھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ بھیجنا اور اس کو قبول کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کی روایت

سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ بھیجنا اور اس کو قبول کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کی روائت سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ گوہ کو کھانا جائز ہے۔ کیونکہ اگر وہ حرام ہوتی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔ صاحبِ ہدایہ نے کہا گوہ کا کھانا ممنوع ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس سے منع فرمایا جبکہ اُنھوں نے آپ سے پوچھا کہ وہ گوہ کا گوشت کھا سکتی ہیں؟ ابوداؤد نے کتاب الاطعمہ میں عبدالرحمٰن بن شبل سے روائت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ سے منع فرمایا۔ ابوداؤد کا اس حدیث پر سکوت کرنا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ امام طحاوی نے شرح معانی الاثار میں عبدالرحمٰن بن حَسَنَہ سے ذکر کیا کہ اُنھوں نے کہا ہم ایک زمین میں ٹھہرے جہاں گوہ بہت تھیں ہمیں بھوک لگی تو ہم نے گوہ کا گوشت پکایا ابھی گوشت پک رہا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا یہ کیا پک رہا ہے؟ ہم نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کی ایک جماعت مسخ ہوگئی تھی۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ یہی ہے لہٰذا ہنڈیوں کو اُلٹ دو۔

جہاں تک احناف کے مذہب کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ جن احادیث میں گوہ کے کھانے کا ذکر ہے۔ وہ سب منسوخ ہیں۔ کیونکہ جب ایک حدیث سے حرمت اور دُوسری سے اباحت ثابت ہو تو حرمت ثابت کرنے والی حدیث کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ جو حدیث حرمت کو واجب کرے وہ اس حدیث سے متاخر ہوتی ہے جو اباحت کو ثابت کرے ورنہ نسخ مرتین لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں لہٰذا معلوم ہُوا کہ گوہ کا کھانا حرام ہے۔ واللہ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۰۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب

۲۴۰۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ اَعِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهٖ اُمُّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتَ اِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ اِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا ۔

بَابُ مَنْ اَهْدٰى اِلٰى صَاحِبِهٖ وَتَحَرّٰى بَعْضَ نِسَائِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ ۔ ۲۴۱۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ

۲۴۰۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو بریرہ کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط لگائی (کہ ولاء ان کے لئے ہوگی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خرید لو اور آزاد کردو ولاء صرف اس کے لئے ہے جو آزاد کرے اور بریرہ کو گوشت بھیجا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے اور اس کو (شوہر کے بارے میں) اختیار دیا گیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا اس کا شوہر حُرّ (آزاد) تھا یا غلام تھا۔ شُعبہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن سے اس کے شوہر کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ وہ حُرّ تھا یا غلام تھا۔ (کئی بار یہ حدیث گزری ہے)

۲۴۰۹ — ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے اُنھوں نے کہا صرف بکری کا گوشت ہے جو ام عطیہ نے بریرہ کو صدقہ بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ اپنے مقام کو پہنچ چکا ہے۔

۲۴۰۹ — شرح : یعنی وہ اب صدقہ نہیں رہا اور ہمارے لئے جائز ہوچکا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے تغیر سے شئ میں تغیر آجاتا ہے۔

باب — جس نے اپنے دوست کو ہدیہ بھیجا۔ اور اس نے اس دن کا ارادہ کیا جس میں وہ اپنی کسی ایک بیوی کے پاس ہو"

حِيْنَ دَارَ اِلَيْهَا فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا فَسَأَلْنَهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْهِ حَتّٰى يُكَلِّمَكِ فَدَارَ اِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ اَذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اِنَّ نِسَاۤءَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَابُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ فَقَالَتْ بَلٰى فَرَجَعَتْ اِلَيْهِنَّ فَاَخْبَرَتْهُنَّ فَقُلْنَ ارْجِعِيْ اِلَيْهِ فَاَبَتْ اَنْ تَرْجِعَ فَاَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ فَاَتَتْهُ فَاَغْلَظَتْ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاۤءَكَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ ابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتّٰى تَنَاوَلَتْ عَائِشَةَ وَهِيَ قَاعِدَةٌ فَسَبَّتْهَا حَتّٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْظُرُ اِلٰى عَائِشَةَ هَلْ تَكَلَّمُ قَالَ فَتَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ تَرُدُّ عَلٰى زَيْنَبَ حَتّٰى اَسْكَتَتْهَا قَالَتْ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَائِشَةَ وَقَالَ اِنَّهَا بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ وَقَالَ اَبُوْ مَرْوَانَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَرَجُلٍ مِنَ الْمَوَالِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْ فَاطِمَةُ۔

حفصہ، صفیہ اور سودہ تھیں اور دوسری جماعت ام سلمہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویاں تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کو جانتے تھے۔ جب کسی کے پاس کچھ ہدیہ ہوتا اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجنے کا ارادہ کرتا تو اس میں تاخیر کرتا حتی کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما ہوتے تو ہدیہ بھیجنے والا عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہدیہ بھیجتا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جماعت نے گفتگو کی اور ان سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں عرض کریں کہ آپ لوگوں سے کلام کریں اور فرمائیں کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجنا چاہے وہ آپ کو ہدیہ بھیج دیا کرے آپ

بَابُ مَالَا یُرَدُّ مِنَ الْهَدِیَّةِ

۲۴۱۲ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتِ الْاَنْصَارِیِّ ثَنِیْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَیْهِ فَنَاوَلَنِیْ طِیْبًا قَالَ کَانَ اَنَسٌ لَا یَرُدُّ الطِّیْبَ قَالَ وَزَعَمَ اَنَسٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَرُدُّ الطِّیْبَ۔

طبعی شئی ہے اس پر انسان کو قدرت نہیں اور افعال مقدورہ سے خارج ہے۔ البتہ علماء کا اس بات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ پر بیویوں کے پاس جانے کی باری لازم تھی یا نہیں محققین کی رائے یہ ہے کہ تقسیم آپ پر واجب نہیں تھی صرف آپ بیویوں کے تطیین قلوب کے لئے مساوی تقسیم کرتے تھے قولہ اِنَّھَا بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ ،، یعنی عائشہ شریفہ اور عقلمند ہیں اور معاملات کو خوب پہچانتی ہیں جیسے ان کا والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شریف اور عاقل ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مدح وثناء کے وقت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کی نسبت ان کے باپ کی طرف کی اور اس سے پہلے ابوقحافہ کی طرف نسبت کی جبکہ ان کی طرف سے انتقام لینے کا ارادہ کیا تھا تاکہ اس معاملہ میں حضرت ابوبکر صدیق کو درمیان سے نکال دیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بہت ہے اور شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بعض بیویوں کو تحف وتحائف سے مختص کرے۔ البتہ اس پر ان امور میں مساوات لازم ہے جن کا تعلق رہائش، نفقہ اور لباس وغیرہ سے ہو اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کی متعدد بیویاں ہوں اور وہ آپس میں جھگڑنے لگیں تو شوہر کو خاموش رہنا چاہیئے۔ اس حدیث کے سیاق سے واضح ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہیبت تھی اور وہ آپ سے بہت حیاء کرتی تھیں اسی لئے اُنھوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی خدمت میں بھیجا جو آپ کے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ معزز تھیں۔ اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا یہ جرأت کرنا اس لئے تھا کہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھی جبکہ ان کی والدہ "اُمیمہ،، حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھی۔ اُنھوں نے ہی پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا تھا پھر خود تشریف لے گئیں۔

اس حدیث میں راویوں کے تصرف کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آخری کلام سیدہ فاطمہ کا قصہ ہشام بن عروہ سے منقول ہے کیونکہ اس حدیث کو بعض راویوں نے زیادہ اور بعض نے کم ذکر کیا ہے حتی کہ بعض نے اس کی تین حدیثیں بنادی ہیں۔ "ابومروان،، یحیی بن یحیی زکریا غسانی ہے وہ واسط میں سکونت پذیر تھے۔ ایک سو نوے ہجری میں فوت ہوئے۔ علامہ کرمانی نے کہا بعض علماء کا کہنا ہے کہ ان کا نام محمد بن عثمان ہے مگر یہ محض وہم ہے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محمد بن عثمان کی کنیت بھی ابومروان ہے لیکن اُس نے ہشام بن عروہ کو نہیں پایا۔ وہ ان سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ الْمُكَافَأَةِ فِي الْهِبَةِ

۲۴۱۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ وَكِيعٌ وَمُحَاضِرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ۔

کرتا ہے وہ قیدی واپس کر دے اور جو شخص اپنا حصہ قائم رکھنا چاہے حتیٰ کہ سب سے پہلے جو اللہ تعالیٰ ہم کو غنیمت دے ہم اس کو دے دیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم بخوشی یہ کرتے ہیں۔"

۲۴۱۳ — شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کے قیدیوں کو تقسیم سے پہلے چھوڑ دیا تھا۔ گویا کہ وہ غائب تھے اور ان کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ترک کر دینا ہبہ تھا۔ امام بخاری نے اس باب کے عنوان سے یہی ارادہ کیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ عنوان قائم کرکے اس حدیث کو ذکر کرنے میں تعسّف ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس کے مالک نہ تھے اگرچہ مستحق تھے۔ دُوسرے یہ کہ ترک پر ہبہ کا اطلاق بہت بعید ہے تیسرے یہ کہ یہ ہبہ مجہول شئ کا ہے کیونکہ تقسیم سے پہلے ہر ایک کا استحقاق معلوم نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — ہبہ کا بدلہ دینا"

۲۴۱۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔ وکیع اور محاضر نے بواسطہ ہشام، عروہ، ام المؤمنین عائشہ سے روایت نہیں کی۔

۲۴۱۴ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ کا بدلہ دیتے تھے۔ صاحبِ توضیح نے کہا ہمارے نزدیک اس میں مطلقاً ثواب نہیں چاہیے۔ اعلیٰ ادنیٰ کو ہدیہ دے یا ادنیٰ اعلیٰ کو دے یا اپنے برابر کے کسی کو ہدیہ دے۔ مہلّب نے کہا ہدیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہدیہ ہے جس کا بدلہ لینا مطلوب ہو یہ بیع ہے اس میں بدلہ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ دُوسرا وہ ہدیہ ہے جو محض اللہ کے لئے اور صلہ رحمی کے لئے ہدیہ دیا جاتا ہے۔ اس میں بدلہ دینا ضروری نہیں۔ اگر دیدے تو اچھا ہے۔ جو شخص ہبہ کرکے اس کا بدلہ طلب کرے اس میں علماء کے آراء مختلف ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اس شخص کا حال دیکھا جائے اگر اس جیسا شخص موہوب لہ سے بدلہ طلب کرتا ہے جیسے فقیر مال دار کو ہبہ کرے یا مرد اپنی بیوی کو ہبہ کرے تو اس کو ہبہ کا بدلہ دیا جائے

۲۴۱۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ نَحَلْتُ اِبْنِىْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ۔

باپ اگر اس مال سے بیٹے کو ہبہ کرے تو لازم آئے گا کہ اس کا مال اسی کو ہبہ کیا جائے اندفاع کی وجہ حدیث سے ظاہر ہے اور اَنْتَ وَمَالُكَ صحیح حدیث ہے۔ اس مسئلہ میں جبکہ والد بعض اولاد کو کوئی شئی ہبہ کردے علماء کا اختلاف ہے۔ طاؤس، عطاء بن ابی رباح، عروہ، ابراہیم نخعی، شعبی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اس کو باطل قرار دیتے ہیں۔ ابوعمرو نے کہا امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے صحیح تر یہ منقول ہے کہ جب باپ اپنی بعض اولاد کو عطیہ دے تو اس کو واپس کرنے کا حکم دیا جائے اور اگر وہ واپس نہ کرے اور مرجائے تو اگر اس نے صحت کی حالت میں عطیہ دیا تھا تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد اور شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر باپ نے اپنی بعض اولاد کو عطیہ میں مخصوص کیا تو جائز ہے۔ اس باب کے عنوان میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ والد اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرنے کے بعد اس کو واپس لے سکتا ہے؟ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا واہب کوئی شئی ہبہ کرکے واپس نہیں لے سکتا البتہ والد اپنے بیٹے کو ہبہ کرکے واپس لے سکتا ہے۔ اور والد کے علاوہ دوسرے آباؤ اجداد جو اس کے اصول ہیں بھی والد کی طرح ہیں۔ امام شافعی کا صحیح تر قول یہی ہے۔ توضیح میں ذکر کیا ہے کہ اصول میں سے باپ ہو یا ماں یا دادا ہو رجوع کرسکتے ہیں ان کے علاوہ دوسرے رجوع نہیں کرسکتے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں والدہ کے سوا اور کوئی رجوع نہیں کرسکتا احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر ذی رحم محرم (یعنی جن سے نکاح حرام ہے) کو کوئی شئی ہبہ کی تو اس کو واپس نہیں کرسکتا جیسے باپ بیٹا، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی وغیرہ امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ دستور کے مطابق والد اپنے بیٹے کے مال سے کھا سکتا ہے۔ حاکم نے اپنے اسناد سے مرفوع روائت ذکر کی کہ انسان کا پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کمائے اور اس کا بیٹا اس کی اپنی کمائی ہے لہٰذا تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھا سکتے ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر باپ غریب ہو اور اس کا بیٹا کہیں غائب ہوگیا ہو تو وہ اس کا مال اپنے خرچہ کے مطابق بیچ سکتا ہے کیونکہ ضرورت کے وقت والد بیٹے کے مال کا مالک ہو جاتا ہے لیکن اس کی زمین فروخت نہیں کرسکتا۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ والد اپنا خرچہ پورا کرنے میں بیٹے کا مال اور زمین فروخت کرسکتا ہے اور اس بات میں اتفاق ہے کہ والدہ اپنے بیٹے کا مال نہیں بیچ سکتی اگرچہ بیٹا چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ واللہ اعلم!

عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ أَعْطَيْتُ ابْنِيْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِيْ أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ۔

بَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا

قَالَ إِبْرَاهِيْمُ جَائِزَةٌ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَا يَرْجِعَانِ وَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِيْ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

شرح : ۲۴۱۶ ـــــ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی اولاد لڑکے ہوں یا لڑکیاں ہبہ وغیرہ میں ان میں مساوات کرنی چاہیئے ۔ اگر بعض کو ہبہ کیا اور دوسروں کو نہ دیا تو یہ حرام نہیں مکروہ ہے اور ہبہ صحیح ہے ۔ امام احمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ حرام اور ظلم ہے ۔ کیونکہ بعض روایات میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا"، اس کا جواب یہ ہے کہ ظلم کا معنی حد اعتدال سے میلان کرنا ہے ۔ اس لحاظ سے مکروہ بھی ظلم ہے ۔ نیز اس کے معارض دوسری روائت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو ۔ اگر یہ عطیہ حرام ہوتا تو آپ اس پر کسی اور کو گواہ بنانے کی ترغیب کیوں دلاتے ۔ اور یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عاصم کو عطیہ دیا اور باقی اولاد کو نہیں دیا تھا ۔ اگر یہ سوال ہو کہ بشیر نے عطیہ واپس کر لیا تھا اگر یہ جائز ہوتا تو واپس کیوں کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ بشیر رضی اللہ عنہ کا عطیہ واپس کر لینا ان کے اپنے اختیار سے تھا ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے واپس نہ کیا تھا ۔ کیونکہ اُنھوں نے یہ سُنا تھا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ "اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو"، اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں صراحتہً واپس کر لینے کا حکم ہے جبکہ آپ نے فرمایا اس کو واپس کر لو ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امر ایجاب کے لئے نہیں آپ نے یہ بطور احسان فرمایا تھا ۔ کما مر ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ـــــ شوہر کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا اپنے شوہر کو ہبہ کرنا

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ہبہ جائز ہے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا

۲۴۱۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی اَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ وَجَعُهٗ اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَهٗ اَنْ یُّمَرَّضَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَذِنَّ لَهٗ فَخَرَجَ بَیْنَ رَجُلَیْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ وَکَانَ بَیْنَ الْعَبَّاسِ وَبَیْنَ رَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ فَذَکَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِیْ وَهَلْ تَدْرِیْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِیْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔

ہبہ کیا اور اس نے بدلہ نہ دیا تو جب تک موہوب قائم ہے اس کو واپس لے سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق، علی ابن ابی طالب، عبد اللہ بن عمر، ابوہریرہ اور فضالہ بن عبید اللہ سے بھی یہی منقول ہے اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہبہ کرکے واپس لینے والے کی مثال کتے کی طرح ہے جو قے کرکے کھاجاتا ہے یہ تشبیہ بظاہر قبیح ہے اور مروت کے خلاف ہے۔ لیکن شرعاً مروت کے خلاف نہیں کیونکہ کتا حلال وحرام میں مکلف نہیں تو معنی یہ ہوگا کہ ہبہ واپس لینے والا ابدی شئ کی طرف لوٹتا ہے جیسے کتا غلاظت کھاجاتا ہے۔ تو اس سے ہبہ میں رجوع کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ لیکن یہ اچھا نہیں اور احناف بھی اس کو مکروہ کہتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ ۲۴۱۷ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھارے ہوگئے اور آپ کا مرض سخت ہوگیا تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ مرض کی حالت میں میرے گھر رہیں۔ تو انھوں نے آپ کو اجازت دیدی۔ آپ دو شخصوں کے درمیان باہر نکلے اس حال میں کہ آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ جبکہ آپ حضرت عباس اور ایک اور شخص کے درمیان تھے عُبید اللہ نے کہا میں نے ابن عباس سے ام المؤمنین عائشہ کا قول ذکر کیا تو انھوں نے کہا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو کہ جس کا عائشہ نے نام نہیں لیا؟ میں نے کہا نہیں ابن عباس نے کہا وہ حضرت علی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

شرح ۲۴۱۷ — اس حدیث سے روافض استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے حضرت علی کا نام اس لئے ذکر نہیں کیا کہ وہ حضرت علی سے عداوت رکھتی تھیں لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے جو آخر تک رہے اور دوسری طرف تین شخص تھے جو باری باری آپ کو اٹھاتے تھے اور وہ حضرت علی، فضل بن عباس اور اسامہ بن زید تھے چونکہ ان میں سے کوئی ایک معین نہ تھا اس لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ دوسری طرف ایک اور شخص تھا اس تعبیر کو عداوت پر محمول کرنا بعید از انصاف ہے۔ بلکہ ام المؤمنین کے متعلق سوء ظن پر مبنی ہے۔ اعاذنا اللہ منه!

٢٤١٩ — حَدَّثَنَا أَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ مَالٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَأَتَصَدَّقُ قَالَ تَصَدَّقِيْ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعَىٰ عَلَيْكِ۔

٢٤٢٠ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ۔

٢٤٢١ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ نہیں دے سکتی البتہ اپنے مال کی تہائی سے صلۂ رحمی یا خیرات کر سکتی ہے وہ اس کو وصیت پہ قیاس کرتے ہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قولہ اِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ ،، اذا شرطیہ نہیں بلکہ ظرفیہ ہے۔ کیونکہ کلام اس تقدیر پہ ہے جبکہ اس کا شوہر عتق اور ہبہ کے وقت موجود ہو اور اگر اس کا شوہر نہ ہو تو بلا نزاع اس کا عتق اور ہبہ کرنا جائز ہے۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

٢٤١٩ — ترجمہ : اَسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسُول اللہ! میرے پاس کچھ مال نہیں سوا اس کے جو مجھ کو زُبَیر دے تو کیا میں وہ صدقہ میں دے سکتی ہوں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کر اور مت روک ورنہ اللہ تجھ سے روک لے گا۔

٢٤٢٠ — ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال خرچ کرو اور اس کو محفوظ نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تجھ سے محفوظ کرے گا اور روک کر نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تم سے روک لے گا۔

٢٤١٩ ، ٢٤٢٠ — شرح : اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت زُبیر بن عوام کی بیوی ہے۔ اس حدیث میں "اِحْصَاء اور اِیْعَاء ،، کی نسبت اللہ کی طرف بطور مشاکلت ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " تصدقی ،، اس پہ دلالت کرتا ہے کہ جس عورت کا شوہر ہو وہ اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کر سکتی ہے۔ اور ہبہ کا لغوی معنیٰ مراد ہے اور وہ صدقہ کو بھی شامل ہے۔

٢٤٢١ — ترجمہ : ابن عباس کے غلام کُریب سے روایت ہے کہ میمونہ بنت حارث

بَابُ بِمَنْ يُبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ

وَقَالَ بَكْرٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا لَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ أَخْوَالِكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ ۔

۲۴۲۳ —— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

لئے ہبہ کردیا تھا وہ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہتی تھیں۔

۲۴۲۲ —— شرح : اس حدیث کی مطابقت عنوان کے ساتھ اس طرح ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری دن رات ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہبہ کردی تھی۔ جو ان کے شوہر کی غیر تھیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس بیوی کو چاہے سفر میں ساتھ لے جائے اگرچہ سفر کس قسم کا ہو۔ قرعہ اندازی صرف اطمینانِ قلب کے لئے ہے!

باب — کس کو ہدیہ پہلے دیا جائے

ترجمہ : بکر نے بواسطہ عمرو، بکیر، کریب، مولی ابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی لونڈی آزاد کی تو آپ نے انھیں فرمایا اگر اسے اپنے ماموں کو پہنچادیتی تو تمہیں بہت ثواب ہوتا۔

شرح : اس حدیث میں دو چیزیں ہیں ایک لونڈی کو آزاد کرنا دوسری اپنے ماموں کو دینا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ اپنے ماموں کو لونڈی دینے میں صلہ رحمی ہے اور یہ اچھا ہے اس میں ثواب بہت ہے۔

۲۴۲۳ —— ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں بر ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے زیادہ قریب ہے۔ (کتاب الشفعہ کی حدیث ۲۱۱۷ کے تحت اسکی شرح دیکھیں)

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْاُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ قَالَ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ بَيْتِ اُمِّهٖ فَيَنْظُرَ اَيُهْدٰى لَهٗ اَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهٗ رُغَآءٌ اَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْنَا عُفْرَةَ اِبْطَيْهِ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا۔

بَابٌ اِذَا وَهَبَ هِبَةً اَوْ وَعَدَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ اَنْ تَصِلَ اِلَيْهِ

وَقَالَ عَبِيْدَةُ اِنْ مَاتَ وَكَانَتْ فُصِلَتِ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدٰى لَهٗ حَيٌّ فَهِيَ لِوَرَثَتِهٖ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ فُصِلَتْ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الَّذِيْ اَهْدٰى وَقَالَ الْحَسَنُ اَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الْمُهْدٰى لَهٗ اِذَا قَبَضَهَا الرَّسُوْلُ۔

آئے گا اگر وہ اونٹ ہو تو اس کی آواز ہوگی اگر گائے ہو تو اس کی آواز ہوگی اگر بکری ہو تو وہ بول رہی ہوگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے حتیٰ کہ ہم نے ان کی بغلوں کی سپیدی دیکھ لی (اور دعا فرمائی) اے اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا اے اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا یہ تین بار فرمایا۔

۲۴۲۵ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی فراہمی کرنے والوں کا وظیفہ بیت المال میں سے دیا جائے اور وہ مال صدقہ سے امام کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے "رُغآء" اونٹ کی آواز، خوار گائے بیل کی آواز اور "تیعر" بکری کی آواز کا نام ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مقروض سے نذرانہ لینا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جب کوئی شئ ہبہ کی یا وعدہ کیا پھر موہوب لہ تک ہدیہ پہنچنے سے پہلے فوت ہوگیا"

۲۴۲۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا ثَلٰثًا فَلَمْ يَقْدَمْ حَتّٰى تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِيْ فَحَثٰى لِيْ ثَلٰثًا۔

بَابُ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كُنْتُ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ۔ ۲۴۲۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

۲۴۲۶ — ترجمہ: ابن منکدر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر بحرین" سے مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا اتنا دوں گا (تین بار فرمایا) چنانچہ بحرین سے مال نہ آیا حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ کیا ہو یا آپ پر اس کا قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے چنانچہ میں اُن کے پاس گیا اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا تو اُنھوں نے مجھے تین لپ بھر کر دیئے

۲۴۲۶ — شرح: کتاب الکفالہ میں گزرا ہے کہ ہر ایک لپ پانچ سو درہم پر مشتمل تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر سے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا اور اس کی وفاء سے پہلے آپ انتقال فرما گئے۔ اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں لازم نہ تھا لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے احسان کے طور پر یہ کیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اس میں سے کوئی شیٔ لازم نہ تھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے طریقہ کی اقتداء کرتے ہوئے وعدہ پورا کیا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر ہی عظیم انسان تھے جو لوگوں کے عہد اور وعدے پورے کیا کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — غلام اور سامان پر کس طرح قبضہ کیا جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں سرکش اونٹ پر سوار تھا۔ تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدا اور فرمایا اے عبداللہ یہ تیرا ہے"

بَابٌ اِذَا وَهَبَ هِبَةً فَقَبَضَهَا الْاٰخَرُ وَلَمْ يَقُلْ قَبِلْتُ

۲۴۲۸ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِاَهْلِیْ فِیْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰی اَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ ـــــ

میں فوت ہوئے اس حدیث میں اس شخص کے قول کی تردید ہے جس نے کہا کہ مخرمہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی آپ سے کچھ سُنا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تالیف قلب کرنا اچھا ہے اور موہوب شئی کا موہوب لہ کی طرف منتقل ہو جانے سے اس پر قبضہ تصور ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ جب کوئی شئ ہبہ کی اور دوسرے نے اس پر قبضہ کر لیا اور یہ نہ کہا کہ میں نے قبول کیا،،

۲۴۲۸ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہُوا۔ اس نے کہا میں نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی غلام ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو دو مہینے متواتر روزے رکھ سکتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ اتنے میں ایک انصاری عَرَق لے آیا۔ عَرَق ٹوکرا ہے جس میں کھجور تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لے جاؤ اور اس کو صدقہ کر دو اُس نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بھیجا ہے۔ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اپنے بال بچوں کو یہ کھلا دو۔

۲۴۲۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللهِ أَنَا يُونُسُ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوا أَبِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِي وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَلٰكِنْ قَالَ سَأَغْدُو عَلَيْكَ قَالَ فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ فَدَعَا فِي ثَمَرِهِ بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ حُقُوقَهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا بَقِيَّةٌ ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ اسْمَعْ وَهُوَ جَالِسٌ يَا عُمَرُ فَقَالَ عُمَرُ أَلَّا نَكُونُ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ وَاللهِ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ۔

توامام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ جائز ہے جبکہ قرض کا استمام اس کے حوالہ کر دے اور اگر استمام حوالہ نہ کرے اور اس کا اعلان کر دے تو جائز ہے۔ ابوثور نے کہا جب وہ اس کا پختہ اقرار کرلیں تو جائز ہے۔ اعلان کریں یا نہ کریں۔ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ ہبہ جائز نہیں کیونکہ ان کے مذہب کے مطابق ہبہ میں قبضہ شرط ہے جو یہاں نہیں پایا جاتا۔ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو اپنا قرضہ ہبہ کر دیا تھا اس میں بھی اختلاف نہیں کیونکہ یہ دراصل قرض سے بریٔ الذمہ کرنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کسی کا کوئی حق ہو تو وہ اس کو ادا کرے یا اس سے معاف کرا لے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ قتل ہوگیا اور ان پر قرض تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرض خواہوں سے فرمایا کہ میرے باغ کا پھل قبول کرلیں اور میرے باپ کا قرض معاف کر دیں۔ اس میں بھی اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۲۹ — ترجمہ: ابن کعب بن مالک نے کہا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے تو اُن کے قرضخواہوں نے اپنے حقوق کا سختی سے مطالبہ کیا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے ان سے کہا کہ میرے باغ کا پھل قبول کرلیں اور میرے والد کا قرض معاف کر دیں اُنھوں نے اس کا انکار کر دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میرا باغ نہ دیا اور نہ اُن کے لئے پھل تڑوایا لیکن یہ فرمایا کہ میں کل تمہارے پاس آؤں گا آپ اگلے روز صبح کو ہمارے پاس تشریف لائے اور کھجوروں کے درختوں میں گھومے اور پھل میں برکت

۲۴۳۰ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ إِنْ أَذِنْتَ لِي أَعْطَيْتُ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأُوثِرَ بِنَصِيبِي مِنْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحَدًا فَتَلَّهُ فِي يَدِهِ۔

ذخیرہ ہے لیکن یہاں وہ جگہ مراد جو مدینہ منورہ کے قریب اس کے عوالی میں ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس ترکہ کا ایک لاکھ اسماء کو دیتے تھے مگر اُنھوں نے اُن کے ہاتھ فروخت نہ کیا اور اپنے دونوں بھتیجوں کو ہبہ کر دیا اور دو پر جمع کا اطلاق ہوتا رہتا ہے اس لئے یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ اس سے بخاری کا مقصد یہ کہ ایک شخص جماعت کو ہبہ کر سکتا ہے۔ اس کو ہبہ مُشاع کہا جاتا ہے۔ وہ اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کا رد کرتے ہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ مشاع کا ہبہ ناجائز قرار دیتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مُشاع کے ہبہ کے عدم جواز کی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف صحیح نہیں۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس مشاع اور مشترک شئ کے ہبہ کو جائز نہیں کہتے جو تقسیم کیا جا سکتا ہو اور جو مشاع اور مشترک شئ تقسیم نہیں ہو سکتی اس کا ہبہ جائز ہے۔ نیز اس شیوع کا اعتبار ہے جو قبض کے وقت ہو عقد کے وقت شیوع کا اعتبار نہیں۔ لہٰذا اگر مشاع و مشترک شئ کو ہبہ کیا اور اس کو تقسیم کر کے موہوب لہ کے حوالہ کر دیا تو یہ ہبہ جائز ہے۔ الحاصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں قبض کے وقت شیوع نہیں ہونا چاہیئے! ہو سکتا ہے کہ مذکور ترکہ تقسیم کر کے ان کے قبضہ میں دیا ہو۔ لہٰذا امام صاحب کا مسلک مذکور اثر کے خلاف نہیں۔

۲۴۳۰ ـــ ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا پیالہ حاضر کیا گیا تو آپ نے پانی پیا جبکہ آپ کی دائیں جانب غلام تھا اور بائیں طرف کبار صحابہ کرام بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام سے فرمایا اگر تو مجھے اجازت دے تو میں پیالہ میں بچا ہوا پانی ان کو دے دوں؟

غلام نے کہا میں آپ کے جھوٹے سے اپنا حصہ کسی کو دینا پسند نہیں کرتا تو آپ نے زور سے پیالہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

(حدیث ۲۱۹۹ اور ۲۲۸۸ کی شرح کا مطالعہ کریں)

۲۴۳۱ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَوَزَنَ قَالَ شُعْبَةُ اُرَاهُ فَوَزَنَ لِيْ قَالَ فَاَرْجَحَ فَمَا زَالَ شَيْءٌ حَتّٰى اَصَابَهَا اَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ۔

۲۴۳۲ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ اَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ وَاللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا فَتَلَّهُ فِيْ يَدِهٖ۔

۲۴۳۳ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَقَالَ اشْتَرُوْا لَهٗ سِنًّا فَاَعْطُوْهَا اِيَّاهُ فَقَالُوْا اِنَّا لَا نَجِدُ سِنًّا اِلَّا سِنًّا هِيَ اَفْضَلُ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ فَاشْتَرُوْهَا فَاَعْطُوْهَا اِيَّاهُ فَاِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ اَوْ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً ـــــ

۲۴۳۱ ـــــ ترجمہ : محارب سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سفر میں اونٹ فروخت کیا جب میں مدینہ منورہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں آؤ۔ اور دو رکعتیں نماز پڑھو اور آپ نے اس کی قیمت تول کر دی۔ شعبہ نے کہا میرا خیال ہے آپ نے مجھے تول کر دی اور جھکتی ہوئی دی۔ وہ زیادتی میرے پاس ہمیشہ رہی تاآنکہ حرہ کے روز شامیوں نے اس کو چھین لیا۔

۲۴۳۲ ـــــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا پیالہ لایا گیا آپ کی دائیں طرف غلام اور بائیں طرف کبار صحابہ کرام تھے آپ نے غلام سے فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں (بچا ہوا پانی) ان لوگوں کو دوں غلام نے کہا بخدا! آپ کے جھوٹے میں اپنا حصہ کسی کو دینا پسند نہیں کرتا تو آپ نے زور سے اس کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔

(اس سے بھی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ غیر مقسومہ کا ہبہ جائز ہے۔ مگر اس سے استدلال صحیح

أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَاءِ جَاءُونَا تَائِبِينَ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيهِ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنَا مِنْ سَبْيِ هَوَازِنَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا الْآخِرُ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنَا۔

جب ان کو واضح ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دو چیزوں میں سے صرف ایک ان کو واپس کریں گے تو انھوں نے کہا ہم اپنے قیدیوں کو پسند کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر فرمایا حمد و ثنا کے بعد! تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس مسلمان ہوکر آئے ہیں اور میں ان کو ان کے قیدی واپس کرنا چاہتا ہوں تم میں سے جو کوئی پسند کرتا ہے کہ خوشی سے یہ کرے تو وہ کرے اور جو کوئی یہ پسند کرے کہ وہ اپنے حصہ پر قائم رہے حتیٰ کہ ہم اس کو پہلی غنیمت سے دیں جو اللہ تعالیٰ ہم کو غنیمت دے وہ کرے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم راضی ہیں آپ نے انھیں فرمایا ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اجازت اور کس نے اجازت نہیں دی تم واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ ہمارے پاس تمہارے نمبردار تمہاری رائے پہنچائیں چنانچہ لوگ واپس ہوگئے اور ان کے نمبردار نے ان سے کلام کیا پھر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ وہ خوش ہیں اور انھوں نے (قیدی آزاد کرنے کی) اجازت دیدی ہے۔ قبیلہ ہوازن کے قیدیوں سے یہ خبر ہم کو ملی ہے۔ یہ زہری کا آخری قول ہے یعنی فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنَا، زہری کا آخری قول ہے۔

٢٤٣٤ —— شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ غانمین نے ان کو قیدی

۲۴۳۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ وَکَانَ عَلٰی بَکْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ وَکَانَ یَتَقَدَّمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُ اَبُوْهُ یَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا یَتَقَدَّمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِیْهِ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ لَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَ لَكَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ۔

بَابٌ اِذَا وَهَبَ بَعِیْرًا لِرَجُلٍ وَهُوَ رَاکِبُهٗ فَهُوَ جَائِزٌ

۲۴۳۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق سے زیادہ دیا اور اس کے حق سے زیادہ دینا ہدیہ تھا اور اس کے ساتھ قرضخواہ مخصوص تھا اور وہاں موجود لوگ اس میں شریک نہ ہوئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہارون الرشید نے بہت سا مال ہدیہ بھیجا حالانکہ ان کے پاس اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے تو کسی نے ان سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پاس بیٹھنے والے تمہارے شریک ہیں۔ قاضی ابو یوسف نے فرمایا اس جیسے مال میں کوئی حدیث وارد نہیں البتہ معمولی ہدیہ کے متعلق حدیث منقول ہے۔ اور وہ یہ کہ کھانے پینے کی چیزوں میں پاس بیٹھنے والے بھی شریک ہوتے ہیں۔

۲۴۳۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اور عمر فاروق کے سرکش اونٹ پر سوار تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ جاتا تھا تو ان کے والد عمر فاروق کہتے اے عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کوئی نہیں بڑھتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اس کو میرے ہاتھ بیچ دو۔ عمر فاروق نے عرض کیا یہ آپ کا ہے۔ آپ نے اس کو حضرت عمر سے خرید لیا پھر فرمایا اے عبداللہ یہ اونٹ تیرا ہے۔ جو چاہو اس کے ساتھ کرو۔ (حدیث ۱۹۸۶ کی شرح دیکھیں)

باب جب کسی کو اونٹ ہبہ کرے حالانکہ وہ اونٹ پر سوار ہو تو یہ جائز ہے"

۲۴۳۸ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا فَقَالَ مَالِي وَلِلدُّنْيَا فَأَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِيَأْمُرْنِي فِيهِ بِمَا شَاءَ قَالَ تُرْسِلُ بِهِ إِلَى فُلَانٍ أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ پھر بڑی بڑی چادریں آئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک عمر فاروق کو دی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے یہ مجھے دی ہے حالانکہ آپ نے حلّہ عطارد کے متعلق اس طرح فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو یہ پہننے کے لئے نہیں دی تو عمر فاروق نے وہ چادر مکہ میں اپنے مشرک بھائی کو دے دی!

۲۴۳۷ ــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حلّہ ہدیہ بھیجا حالانکہ اس کا پہننا مکروہ تھا۔ اس طرح حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے۔

کتاب الجمعہ باب احسن مایجدُ کی حدیث ع۸۴۸ کی شرح دیکھیں!

"حلّہ" یمنی چادر ہے جو دو کپڑوں تہبند اور چادر سے بنائی جاتی ہے۔ حضرت عمر فاروق نے جس کو مکہ چادر بھیجی تھی۔ وہ اُن کا اخیافی بھائی تھا بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ اُن کا رضاعی بھائی تھا! واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۳۸ ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور گھر میں داخل نہ ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو سیدہ نے ان سے یہ واقعہ ذکر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں نے اُن کے دروازہ پر نقش ونگار سے سجا ہوا پردہ دیکھا اور فرمایا مجھے دُنیا سے کیا سروکار! حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے یہ واقعہ ذکر کیا تو سیدہ نے فرمایا اس کے متعلق آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں اہل خانہ کے پاس بھیج دے جو غریب ہیں۔

۲۴۳۸ ــــ شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کے لئے ریشم کو مکروہ خیال فرمایا کیونکہ ریشمی کپڑے آخرت میں پہنا جائے گا تو آپ ان کی دُنیاوی زندگی میں ان کے لئے یہ پسند نہ کیا یا اس میں صورتیں اور نقوش تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اکیدر دومۃ الجندل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی جبہ ہدیہ بھیجا
نیز احمد اور بزار نے اپنے مُسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اکیدر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترنجبین کا مٹکا
بھیجا آپ نے وہ صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ بزار نے کہا آپ نے اس کو قبول فرمایا۔ ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کی کہ ذی یزن نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۳۲ اونٹنیوں کے عوض بہت بڑی چادر خرید کر بھیجی
تو آپ نے اس کو قبول فرما لیا۔ ابو داؤد نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، کیا تو نے چار اونٹنیاں بیٹھی ہُوئی نہیں دیکھیں؟ میں نے عرض کیا، دیکھی ہیں آپ نے فرمایا وہ اونٹنیاں اور جو کچھ
اُن پر سامان ہے وہ تیرا ہے۔ ان پر کپڑا اور طعام ہے جو فدک کے حاکم نے بھیجا ہے وہ قبضہ کر لو اور اپنا قرض ادا کرو۔ مُسند
امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قیمتی چادر ہدیہ پیش
کی تو آپ نے فرمایا ہم مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کرتے البتہ ہم اس کو خرید لیتے ہیں۔ حکیم بن حزام نے کہا جب آپ نے ہدیہ قبول کرنے
سے انکار کر دیا تو میں نے وہ آپ کے ہاتھ فروخت کر دی۔ بزار نے مُسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مقوقس
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالہ ہدیہ بھیجا آپ اس میں پانی پیا کرتے تھے۔ طبرانی نے کبیر میں روایت ذکر کی کہ مقوقس نے
آپ کو خچر ہدیہ بھیجی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول کر لیا۔ ترمذی نے شعبی سے روایت کی کہ دحیہ کلبی نے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو موزے ہدیہ بھیجے آپ وہ پہنا کرتے تھے۔ اگر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے اس عنوان کی حدیث سے
مشرک کا ہدیہ قبول کرنے پر استدلال کیا ہے۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ ان احادیث میں مشرک کا ہدیہ قبول کرنے میں جناب رسُول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص ہے۔ دُوسرے امراء کے لئے مشرک کا ہدیہ قبول کرنے کی اجازت نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ منع کی
احادیث سے قبول کی احادیث منسوخ ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حضرت سارہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی ان کی فرمانبردار بیوی تھی وہ حسن وجمال میں یکتائے زمان تھیں۔
حضرت ابراہیم، لوط اور سارہ علیہم السلام مصر کی سرزمین میں سفر کر رہے تھے تو مصر کے جابر بادشاہ کو کسی نے سارہ کے
حسن وجمال سے آگاہ کیا۔ تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور کہا تمہارے ساتھ وہ عورت کون ہے آپ نے فرمایا وہ
میری بہن ہے کیونکہ یہ خطرہ تھا کہ اگر آپ سارہ کو اپنی بیوی ظاہر کرتے تو وہ آپ کو قتل کر دیتا اُس نے کہا اسے میرے پاس
بھیجو میں اسے دیکھوں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس گئے اور اُن سے فرمایا۔ اس جابر بادشاہ نے تمہارے
متعلق مجھ سے پوچھا ہے میں نے اس کو کہا ہے کہ وہ میری بہن ہے تو نے یہی کہنا کہ وہ میرا بھائی ہے کیونکہ اللہ کی کتاب میں
تو میری بہن ہے کیونکہ رُوئے زمین پر ہمارے سوا کوئی مسلمان نہیں صرف ہم تینوں مسلمان ہیں (یہاں یہ یاد رہے کہ ہر بیوی
خاوند آپس میں اسلامی بہن بھائی ہیں) پھر سارہ جابر بادشاہ کے پاس چلی گئیں اور ابراہیم علیہ السلام نے نماز شروع
کر دی۔ جب اُس نے سارہ کو دیکھا تو بُری نیت سے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ سینہ تک خشک ہو گیا۔
جب جابر بادشاہ نے یہ دیکھا تو اس کے دل پر سارہ کی عظمت غلبہ کر گئی اور کہنے لگا کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ
ٹھیک کر دے۔ بخدا میں تمہیں کوئی اذیت نہیں پہنچاؤں گا۔ سارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اے اللہ! اگر یہ اپنے کلام میں

۲۴۴۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُوْمَةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا فَجِيْءَ بِهَا فَقِيْلَ اَلَا تَقْتُلُهَا قَالَ لَا قَالَ فَمَا زِلْتُ اَعْرِفُهَا فِيْ لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جنت میں عالی مقام کی طرف اشارہ ہے اور ان کا ادنیٰ کپڑا ریشمی جُبّہ سے افضل ہے کیونکہ رومال ادنیٰ کپڑا ہے اور میل کچیل کے لئے بنایا جاتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے سردار ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "سید الانصار" کا لقب دیا تھا حضرت سعد بن معاذ کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ خوش ہونے والے لوگ انصار تھے۔ اس لئے فرمایا تمہارے سردار کا رومال اس سے بہتر ہے صاحب استیعاب نے کہا کہ حضرت سعد کے جنازہ میں جبرائیل علیہ السلام ریشمی عمامہ باندھ کر شامل ہوئے تھے۔ "اُکیدر" عبدالمالک کندی کا بیٹا نصرانی تھا اور "دُومہ" کا بادشاہ تھا اس کے اسلام میں اختلاف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف خالد بن ولید "رضی اللہ عنہ" کو لشکر دیکر بھیجا اس کے بھائی کو تو قتل کر دیا اور اس کو مدینہ منورہ میں لے آئے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جزیہ ادا کرنے پر صلح کرلی تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو مسلمان ہوگیا اور اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو وہ مرتد ہوگیا اور جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق سے شام کی طرف لشکر لے کر گئے تو اس کو قتل کر دیا۔

"اکیدر" دومہ کا بادشاہ تھا۔ دومہ شام میں تبوک کے قریب ایک شہر ہے۔ اس کو دومۃ الجندل بھی کہا جاتا ہے "جندل" چھوٹے چھوٹے پتھر ہیں دومۃ الجندل پتھریلی زمین ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکیدر دومہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا تحفہ بھیجا آپ نے وہ حضرت علی کو دیا اور فرمایا اس کو فواطم میں تقسیم کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کے چار ٹکڑے کئے اور وہ اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد اور اپنی زوجۂ محترمہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب اور فاطمہ بنت ابی طالب ام ہانی کو تقسیم کر دیئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۴۱ —— ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکری کا گوشت لائی جس میں زہر ملا یا گیا تھا آپ نے اس سے کچھ کھایا پھر اس عورت کو حاضر کیا گیا تو آپ سے عرض کیا گیا کیا آپ اس کو قتل نہیں

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس طعام ہے۔ چنانچہ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا ایک صاع کے قریب آٹا تھا۔ وہ گوندھا گیا پھر ایک مشرک بکھرے بالوں والا بکریاں ہانکتا ہوا آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ بیچو گے یا عطیہ کرو گے یا فرمایا ہبہ کرو گے اُس نے کہا نہیں بلکہ بیچتا ہوں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی اسے ذبح کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلیجی بھننے کا حکم دیا۔ بخدا ایک سو تیس میں سے کوئی بھی نہیں تھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلیجی کا ٹکڑا نہ دیا ہو۔ موجود کو دیا اور غائب کے لئے چھپا رکھا پھر آپ نے اس کے دو پیالے بنائے اور تمام لوگوں نے کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا اور دو پیالوں میں گوشت بچ بھی گیا ہم نے اس کو اونٹ پر رکھ لیا جیسے راوی نے کہا۔

شرح: اس حدیث میں دو معجزے ہیں ایک یہ کلیجی کا زیادہ ہو جانا حتی کہ اس سے ایک سو تیس آدمی خوب سیر ہوئے۔ دوسرا یہ کہ ایک صاع آٹا اور گوشت کا زیادہ ہو جانا حتی کہ اس سے سب سیر ہو گئے۔ اور گوشت بچ بھی گیا۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مشرکین جیسے عیاض بن حمار کا ہدیہ مسترد کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ اہلِ کتاب کا قبول کر لیتے تھے۔ مشرکوں کا ہدیہ قبول نہ کرتے تھے یا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ان مشرکوں سے قبول کرتے جن کے ایمان کی توقع ہوتی اور کسی مصلحت کی وجہ سے قبول کرتے جس کی مسلمانوں کے لئے اُمید رکھتے تھے (کرمانی) وغیرہ

۲۴۴۲ ——

باب —— مُشرکوں کو ہدیہ دینا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد،، اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے نیکی کرنے اور ان سے انصاف کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے تم سے دین میں جھگڑا نہیں کیا اور نہ ہی تم کو گھروں سے نکالا ہے،،

اس آیتِ کریمہ کے ذکر کرنے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ کن مشرکوں کو ہدیہ دینا جائز اور

۲۴۴۴ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ اُمِّيْ قَالَ نَعَمْ صِلِيْ اُمَّكِ۔

بَابٌ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّرْجِعَ فِيْ هِبَتِهٖ وَصَدَقَتِهٖ

۲۴۴۵ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ۔

آپ نے اس کے متعلق اس طرح فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ اس کو پہنو تو اس کو عمر فاروق نے اپنی بھائی کو جو مکہ میں رہتا تھا اور ابھی مسلمان نہ ہوا بھیج دیا۔

۲۴۴۳ — ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک اخیافی یا رضاعی بھائی کو بھیجا تاکہ اس سے وہ اسلام سے انس ومحبت اور کفر و شرک کی غلاظت سے پاک ہو جائے چنانچہ وہ اس کے بعد مسلمان ہو گیا واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۴۴ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میری والدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں میرے پاس آئی حالانکہ وہ مشرکہ تھی۔ تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور میں نے کہا وہ اسلام سے اعراض کرتی ہے۔ کیا میں اس سے اچھا سلوک کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو (اچھا سلوک کرو)

۲۴۴۴ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدہ کافرہ سے اچھا سلوک کرنا جائز ہے اس حدیث سے بعض علماء یہ استدلال کرتے ہیں کہ کافر والدین کا نان نفقہ مسلمان بیٹے پر لازم ہے۔ اس حدیث سے اسماء رضی اللہ عنہا کی فضیلت واضح ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں سوچ بچار رکھتی تھیں۔ اسی لئے کافرہ والدہ سے سلوک کرنے میں تامل کیا حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے کے بعد اس کو گھر میں داخل ہونے دیا اور اس سے صلہ رحمی کی حالانکہ وہ بہت تحائف لائی تھی جنکو اُنھوں نے قبول نہ کیا اور حضرت کے فرمانے سے قبول کئے متفق علیہ۔

باب — کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے ہبہ اور صدقہ کو واپس لے

بَابٌ ۲۴۴۸ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ بَنِيْ صُهَيْبٍ مَوْلٰى ابْنِ جُدْعَانَ ادَّعَوْا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى ذٰلِكَ صُهَيْبًا فَقَالَ مَرْوَانُ مَنْ يَّشْهَدُ لَكُمَا عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ فَدَعَاهُ فَشَهِدَ لَاَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً فَقَضٰى مَرْوَانُ بِشَهَادَتِهٖ لَهُمْ۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰى جَعَلْتُهَا لَهٗ اِسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا جَعَلَكُمْ عُمَّارًا

باب — ۲۴۴۸ — ترجمہ : عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی مُلیکہ نے بیان کیا کہ بنی صہیب جو ابن جُدعان کے غلام ہیں نے دو مکان اور ایک حُجرے کے متعلق دعویٰ کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ صہیب کو دیئے تھے۔ مروان نے کہا تمہارے لئے اس پر کوئی گواہی دے گا اُنھوں نے کہا ابن عمر گواہی دیں گے۔ مروان نے ان کو بُلایا تو اُنھوں نے گواہی دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صُہیب کو دو مکان اور حجرہ دیئے تھے تو ان کی گواہی پر مروان نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

۲۴۴۸ — شرح : یعنی اگر ہبہ کرنے والوں اور موہوب لہ کے وارثوں کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو ان میں فیصلہ کا وہی طریقہ ہے جو دُوسرے دعاوی میں ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے یا مدعی علیہ قسم کھائے ! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی گواہی اور قسم پر فیصلہ کر دیا تھا اور قسم کا حدیث میں ذکر نہیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ ایک گواہ کی شہادت پر فیصلہ نہیں دیا جا سکتا لہٰذا فیصلہ کرنے کے لئے دو گواہ یا ایک گواہ اور قسم کا ہونا ضروری ہے۔ یہ اس شخص کے مذہب کے مطابق ہے جو اس کو جائز سمجھتا ہے'' لیکن احناف کہتے ہیں کہ ایک گواہ اور قسم والی حدیث منسوخ ہے کیونکہ یہ نصِ قطعی کے خلاف ہونے کے علاوہ مشہور حدیث کے بھی خلاف ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدعی دو گواہ پیش کرے یا مُدعیٰ علیہ قسم کھائے۔ واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب — عُمریٰ اور رُقبیٰ کا بیان

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفَرَسَ وَالدَّابَّةَ وَغَيْرَهَا

۲۴۵۱ —— حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ اَبِىْ طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا۔

اور رُقبیٰ،، کوئی شئ نہیں اور ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رُقبیٰ اور عُمریٰ ،، نہ کرو ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے مال روک رکھو اور ان کو خراب نہ کرو " مسلم شریف" تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث کا محمل یہ ہے کہ عُمریٰ اور رُقبیٰ سے اگر تمہارا مقصد یہ ہے کہ تمہارا مال تم کو واپس آجائے گا تو عُمریٰ نہ کرو کیونکہ جب تم نے عُمریٰ کردیا تو وہ تم کو واپس نہیں ہوگا اس لئے فرمایا اپنی مالیت کو خراب نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہیں واپس نہیں ہوگی لہذا جواز اور نہی کی حدیثوں میں تعارض نہ رہا،،

باب —— جس نے لوگوں سے گھوڑا اور چارپایہ وغیرہ مستعار لیا

۲۴۵۱ —— ترجمہ : قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک بار مدینہ منورہ میں لوگوں کو دشمن کے حملہ کا خوف ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے گھوڑا مستعار لیا جس کو " مَنْدُوب ،، کہا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور جب واپس آئے تو فرمایا ہم نے کوئی شئ نہیں دیکھی (لہٰذا تم مت گھبراؤ) اور ہم نے اس گھوڑے کو نہ پایا مگر یہ دریا ہے،،

۲۴۵۱ —— شرح : حضرت ابوطلحہ انصاری کے گھوڑے کا نام " مَنْدُوب" تھا۔ کیونکہ اس کے جسم پر زخم کا نشان تھا۔ اور ندب کا معنی زخم کا نشان ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو امن و امان کی خوشخبری دینا مستحب ہے۔ اور ایک شئ کو دوسری شئ کے ساتھ تشبیہ دینا جائز ہے۔ جانوروں کا نام رکھنا اور ان کو مستعار لینا جائز ہے۔

قولہ " اِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا ،، میں اِن نافیہ ہے۔ اور " لَبَحْرًا ،، میں لام اِلّا کے معنی میں ہے یعنی ہم نے اس کو نہ پایا مگر دریا۔ اور بحر گھوڑوں کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۵۴ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ وَ اِسْمٰعِیْلُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ۔

۲۴۵۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ثَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِیْنَةَ مِنْ مَكَّةَ وَلَیْسَ بِاَیْدِیْهِمْ شَیْءٌ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ اَهْلَ الْاَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْاَنْصَارُ عَلٰی اَنْ یُّعْطُوْهُمْ ثِمَارَ اَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَیَكْفُوْهُمُ الْعَمَلَ وَالْمُؤْنَةَ وَ كَانَتْ اُمُّهٗ اُمُّ اَنَسٍ اُمُّ سُلَیْمٍ كَانَتْ اُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ فَكَانَتْ اَعْطَتْ

دودھ دینے والی صاف اونٹنی اور صاف بکری جو صبح کو برتن بھر کر دودھ دے اور شام کو برتن بھر کر دودھ دے اچھا اور عمدہ عطیہ ہے۔

۲۴۵۳ ـــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا منیحہ مستعار جانور ہے جس کے منافع حاصل کرنے مطلوب ہوتے ہیں اور وہ جانور بدستور مستعار منہ کی ملک ہوتا ہے۔ لقحہ لقحہ ،، دودھ والی اونٹنی ہے ۔ قولہ ’’ اللقحۃ الصفی ،، میں صفی لقحہ کی صفت ہے ۔ اس کا وزن فعیل یا فعول ہے ۔ اس میں مذکر مونث یکساں ہوتے ہیں اس لئے اس پہ تانیث کی تاء نہیں لائی گئی اور منیحہ پر تانیث کی تاء لائی گئی ہے۔ حالانکہ اس کا وزن بھی فعیل ہے کیونکہ یہ لفظ وصفیت سے اسمیت کی طرف منقول ہوچکا ہے یا اس لئے کہ تذکیرو تانیث میں یکسانیت اس وقت ہے جبکہ موصوف مذکور ہے (کرمانی)

سنت یہ ہے کہ مستعار جانور سے جب منافع حاصل کر لئے جائیں تو اس کو واپس کر دیا جائے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس کی والدہ کو ان کے عطایا واپس کر دیئے جبکہ ان سے مستغنی ہوگئے تھے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۴۵۴ ـــــ ترجمہ : ترجمہ عبد اللہ بن یوسف اور اسماعیل نے مالک سے ’’نِعْمَ الصَّدَقَة‘‘ روایت کی ہے۔

۲۴۵۵ ـــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب مہاجرین مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور انصار زمین اور مکانات کے مالک تھے تو انصار نے مہاجرین کو زمین اور جائیدادیں اس شرط پر تقسیم کر دیں کہ وہ ہر سال ان کے پھل اور پیداوار دیا کریں گے اور مہاجرین محنت اور مشقت کیا کریں گے اور انس کی والدہ ام سلیم جو عبد اللہ بن ابی طلحہ کی بھی ماں ہے اور انس کی ماں نے

۲۴۵۶ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ثَنِى الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِى كَبْشَةَ السَّلُولِىِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً اَعْلَاهُنَّ مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا اِلَّا اَدْخَلَهُ بِهَا الْجَنَّةَ قَالَ حَسَّانُ فَعَدَدْنَا مَا دُوْنَ مَنِيْحَةِ الْعَنْزِ مِنْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِمَاطَةِ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَنَحْوِهٖ فَمَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً ــــ

زید بن حارثہ سے اس کا نکاح کر دیا۔ اور ان سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے جس سے آپ بہت محبت کیا کرتے تھے۔ ان کا رنگ کالا تھا۔ انھوں نے ۵۸ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں وفات پائی ایمن" ان کا اخیافی بھائی تھا جو غزوہ حنین میں شہید ہو گیا تھا (رضی اللہ عنہ)۔ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پانچ ماہ بعد فوت ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

۲۴۵۶ــــ ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چالیس خصلتیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ کسی کو بکری عطاء کرنا ہے جو کوئی ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت پر ثواب کی اُمید اور اس کے وعدہ کی تصدیق کی غرض سے عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ حسان نے کہا ہم نے بکری عطاء کرنے کے سوا جو شمار کیں وہ سلام کا جواب، چھینک لینے والے کا جواب، راستہ سے اذیت وغیرہ دُور کرنا وغیرہ وغیرہ ہیں اور ہم پندرہ خصلتیں شمار نہ کر سکے!

۲۴۵۶ــــ شرح: ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس خصلتیں کسی مقصد کے تحت ذکر نہ فرمائیں۔ کیونکہ وہ ان کے ذکر کرنے کی نسبت ہمارے لئے زیادہ مفید تھا۔ وہ یہ کہ ان کی تعیین سے دُوسرے نیک کاموں میں کمی نہ ہو۔ حسان کا یہ کہنا کہ ہم پندرہ خصلتیں شمار نہ کر سکے اس کو یہ لازم نہیں کہ ان کے علاوہ اور لوگ بھی شمار نہیں کر سکے۔ ابن بطال نے کہا ہم کو معلوم ہوا ہے کہ ہمارے بعض معاصرین نے ان کو احادیث میں تلاش کیا تو ان کو چالیس سے زیادہ پایا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابٌ اِذَا قَالَ اَخْدَمْتُكَ هٰذِهِ الْجَارِيَةَ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائِزٌ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ هٰذِهِ عَارِيَةٌ وَاِنْ قَالَ كَسَوْتُكَ هٰذَا الثَّوْبَ فَهٰذِهِ هِبَةٌ۔ ۲۴۵۹ —— حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ فَاَعْطُوْهَا اٰجَرَ فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ اَشَعَرْتَ اَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَاَخْدَمَ وَلِيْدَةً وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ۔

علماء اس کو باب افتعال کا مضارع پڑھتے ہیں۔ اس وقت تاء مشدد پڑھیں گے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تخفیف کی روائت صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۵۸ —— ترجمہ : طاؤس نے کہا مجھے صحابہ میں سے بڑے عالم یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمین کے پاس سے گزرے جس میں فصل لہلہا رہے تھے فرمایا یہ کس کی زمین ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کو فلاں شخص نے کرایہ پر لے رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! اگر وہ اس کو عطیہ کر دیتا تو اس سے بہتر ہوتا کہ اس پر مقررہ اجرت لے۔

۲۴۵۸ —— مشرح: یعنی اگر یہ زمین کسی غریب کو عطیہ کر دیتا تو اس پر مقررہ اجرت لینے سے بہتر تھا۔ کیونکہ اس میں ایک تو ثواب زیادہ ہے۔ دوسرے یہ کہ لوگ زمین کے کرایہ میں اختلاف کرتے ہیں نیز زمین کی کاشت میں مشغول ہونے سے جہاد فی سبیل اللہ سے قاصر ہو جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب —— اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے تجھے یہ لونڈی لوگوں کے عادات کے مطابق خدمت کیلئے دی تو یہ جائز ہے!

بعض لوگوں نے کہا یہ عاریہ ہے اور اگر یہ کہے کہ میں نے تجھے یہ کپڑا پہننے کو دیا تو یہ ھبہ ہے ''

۲۴۵۹ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کے ساتھ ہجرت کی تو کافروں نے ان کو آجرہ دی وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس واپس آئیں تو کہنے لگیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو ذلیل کیا اور اس نے ایک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الشھادات

باب ما جاء فی البینۃ علی المدعی

لقولہٖ یا ایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الیٰ اجل مسمّی فاکتبوہ الاٰیۃ وقولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین الی قولہ بما تعملون خبیرا۔

۲۴۶۰ — ترجمہ : حمیدی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اُنھوں نے کہا میں نے مالک سے سُنا کہ وہ زید بن اسلم سے دریافت کرتے تھے (کہ گھوڑے پر سوار کرنے کا حکم کیا ہے) تو اُنھوں نے کہا میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ عمر فاروق نے کہا "میں نے گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا پھر اس کو دیکھا کہ وہ فروخت ہو رہا ہے تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس کو مت خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

۲۴۶۰ — شرح : اس عنوان سے بھی امام بخاری امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر کوئی گھوڑا کسی کو سواری کے لئے دے تو امام ابوحنیفہ کے مذہب میں وہ رجوع کر سکتا ہے حالانکہ یہ عُمریٰ اور صدقہ کی طرح ہے۔ اور عُمریٰ کو جب معمر لہ قبضہ میں کرلے تو اس میں رجوع جائز نہیں اسی طرح صدقہ میں رجوع جائز نہیں ایسے ہی گھوڑا سواری کے لئے دینے کے بعد اس میں رجوع جائز نہیں۔ کیونکہ گھوڑے پر سوار کرنے سے مراد اس کا مالک بنا دینا ہے تو وہ صدقہ کی طرح ہے اور اگر اس کو اللہ کی راہ میں محبوس رکھنا ہے تو وقف ہے۔ لہٰذا اس میں رجوع کرنا جائز نہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ع۲۴۵۹ کی شرح میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ گھوڑا سواری کے لئے دینے میں تملیک نہیں پائی جاتی یہ تو صرف عاریہ ہے اور معترض بھی اس کو تسلیم کرتا ہے کہ عاریۃً دینے والا اس میں رجوع کر سکتا ہے۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی رضا کے لئے گھوڑا اپنی ملک سے باہر کر دیا ہو اور ان کے دل میں اس کا کچھ خیال ہو تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر شفقت فرماتے ہوئے یہ خطرہ محسوس کیا کہ اس خیال سے ان کی نیت میں فساد نہ آئے جس سے ثواب ضائع ہو جائے تو ان کو وہ گھوڑا

بَابُ اِذَا عَدَّلَ رَجُلٌ اَحَدًا فَقَالَ لَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا اَوْمَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا۔ ۲۴۶۱ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ ثَنَا يُوْنُسُ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَاُسَامَةَ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَامِرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ اَهْلِهٖ فَاَمَّا اُسَامَةُ فَقَالَ اَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا وَقَالَتْ بَرِيْرَةُ اِنْ رَاَيْتُ عَلَيْهَا اَمْرًا اَغْمِصُهٗ اَكْثَرَ مِنْ اَنَّهَا حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ اَهْلِهَا فَتَاْتِي الدَّاجِنُ فَتَاْكُلُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا۔

سے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ اگر گواہ کے بغیر مدّعی کا قول مُعتبر ہوتا تو کتابت کی ضرورت نہ پڑتی لیکن کتاب کی ضرورت کے پیشِ نظر گواہ لانا مدّعی کے ذمّہ ہے۔ دُوسری آیت سے استدلال کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کے حق کا اقرار کرے لہٰذا مدعی علیہ کا قول معتبر ہوگا لیکن جب مدّعی اس کی تکذیب کر دے تو اس بینہ ضروری ہے۔ شہادت اور روایت میں فرق یہ ہے کہ روایت میں مُخبَر عنہٗ عام ہوتا ہے اور کسی معیّن شئی کے ساتھ خاص نہیں ہوتا جیسے حدیث "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" وَالشُّفْعَةُ فِيْمَا لَمْ يُقْسَمْ "، کسی معین شئی کے مختص نہیں بلکہ تمام مخلوق اور ہر زمانہ اور ہر شئی میں یہ حکم نافذ ہے۔ بخلاف عادل کا یہ کہنا کہ فلاں کا اس کے پاس دینار ہے۔ یہ معیّن شخص پر الزام ہے۔ اس کا حکم دُوسرے کسی شخص پر عائد نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ اگر کوئی شخص کسی کی تعدیل کرے اور کہے کہ ہم اسے نہیں جانتے مگر بھلا آدمی۔ یا کہے میں نے نہیں جانا مگر بھلا آدمی!

۲۴۶۲ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ الْاَنْصَارِیُّ یَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِیْ فِیْهَا ابْنُ صَیَّادٍ حَتّٰی اِذَا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ یَخْتِلُ اَنْ یَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَیَّادٍ شَیْئًا قَبْلَ اَنْ یَّرَاهُ وَابْنُ صَیَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰی فِرَاشِهٖ فِیْ قَطِیْفَةٍ لَهٗ فِیْهَا رَمْرَمَةٌ اَوْزَمْزَمَةٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَیَّادٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَیَّادٍ اَیْ صَافِ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَی ابْنُ صَیَّادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَکَتْهُ بَیَّنَ ۔

شرح : یعنی چھپ کر گواہ بننے والے کی گواہی جائز ہے یا نہیں؟ عمرو بن حریث اس کو جائز کہتے ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "وَکَذٰلِكَ یُفْعَلُ بِالْکَاذِبِ الْفَاجِرِ،، کا معنیٰ یہ ہے کہ جس نے کسی کا قرض دینا ہو جس کا وہ بظاہر اقرار نہیں کرتا پھر قرضخواہ اس کو تنہائی کے مقام میں لے جاتا ہے جہاں کوئی شخص چھپا بیٹھا تھا جب تنہائی کے مقام میں قرضخواہ کے پاس قرض کا اقرار کرتا ہے تو وہاں چھپنے والا شخص اس کے اقرار کو سن لیتا ہے۔ پھر اس کے بعد چھپنے والا شخص عدالت میں گواہی دے تو عمرو بن حریث کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ ایسے جھوٹے دغاباز کے ساتھ اس طرح ہی کرنا چاہیئے لیکن شعبی اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مُختَبِی کی گواہی جائز نہیں کیونکہ جب وہ اس شخص سے چھپ گیا جس پر وہ گواہی دینا چاہتا ہے تو وہ عادل نہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے اور قدیم قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔

قولہ قَالَ الشَّعْبِیُّ الخ یعنی جب کسی سے کوئی شئی سُنی اور اُس نے اس کو اس پر گواہ نہ بنایا تو شعبی، ابن سیرین، عطاء اور قتادہ کے نزدیک اس کی گواہی مقبول ہے جبکہ وہ یہ کہے کہ میں نے اس سے سُنا ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی شخص کسی سے کوئی بات سُنے تو وہ قاضی کے پاس آئے اور کہے اُنھوں نے مجھے گواہ تو نہیں بنایا لیکن میں نے ایسا ایسا سُنا ہے۔ "عمرو بن حُرَیْث،، مخزومی ہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر بارہ برس تھی۔ وہ پہلے قریشی ہیں جنہوں نے کوفہ میں مکان بنایا تھا اور وہیں ۸۵ ہجری میں فوت ہوئے،،

۲۴۶۲ — ترجمہ : سالم نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اُبی بن کعب اس باغ کا ارادہ کر کے چلے جس میں ابن صیاد تھا حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو آپ کھجوروں کی آڑ میں چھپ چھپ کر چلنے لگے تاکہ

بَابٌ اِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ اَوْ شُهُوْدٌ بِشَیْءٍ فَقَالَ اٰخَرُوْنَ مَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ يُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هٰذَا كَمَا اَخْبَرَ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ الْفَضْلُ لَمْ يُصَلِّ فَاَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلَالٍ كَذٰلِكَ اِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ اَنَّ لِفُلَانٍ عَلٰى فُلَانٍ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَشَهِدَ اٰخَرَانِ بِاَلْفٍ وَّخَمْسِمِائَةٍ يُقْضٰى بِالزِّيَادَةِ۔ ۲۴۶۴ — حَدَّثَنَا حِبَّانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا عُمَرُ —

کے پاس رفاعہ کی بیوی کی باتوں کو اچھا نہ سمجھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہ خاموشی فرمائی اور خالد نے اس عورت کی آواز دروازہ پہ سُنی تھی اس سُننے پر اس نے کلام کیا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ کیا لہٰذا خالد چھپنے والے کی طرح ہوئے جنہوں نے سُن کر گواہی دی۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے پھر وہ اس کو اپنی بیوی بنانا چاہے تو یہ ضروری ہے کہ وہ عورت کسی اور شخص سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر ہونے کے بعد اس کو طلاق دے۔ یہ حدیث مشہور ہے۔ اس سے نص قطعی پر زیادتی جائز ہے۔ خالد بن سعید بن عاص بنو امیہ سے ہیں اور ابتداء اسلام میں وہ مسلمان ہوئے وہ ان مہاجرین میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی۔ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے خیبر فتح کیا اس وقت مدینہ منورہ میں آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن میں صدقات کی فراہمی کے لئے بھیجا تھا وہ یمن میں ہی تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باب — جب ایک گواہ یا کئی گواہ کسی شئ سے متعلق گواہی دیں اور دُوسرے کہیں ہم اس کو نہیں جانتے تو ان لوگوں کے قول پر فیصلہ دیا جائے گا جنہوں نے گواہی دی۔

حُمیدی نے کہا یہ اس طرح ہے جیسے بلال نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے کعبہ میں نماز پڑھی اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نہیں پڑھی تو لوگوں نے بلال کی گواہی پر عمل کیا ایسے ہی اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص کا فلاں پر ایک ہزار درہم قرض ہے اور دُوسرے دو گواہوں نے

تَزَوَّجَ بِنْتًا لِاَبِیْ اِہَابِ بْنِ عَزِیْزٍ فَاَتَتْہُ امْرَاَۃٌ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَۃَ وَالَّتِیْ تَزَوَّجَ فَقَالَ لَہَا عُقْبَۃُ مَا اَعْلَمُ اَنَّکِ اَرْضَعْتِنِیْ وَلَا اَخْبَرْتِنِیْ فَاَرْسَلَ اِلٰی اٰلِ اَبِیْ اِہَابٍ فَسَاَلَہُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَکِبَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ فَفَارَقَہَا وَنَکَحَتْ زَوْجًا غَیْرَہٗ۔

بَابُ الشُّہَدَآءِ الْعُدُوْلِ

وَقَوْلِ اللّٰہِ وَاَشْہِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ وَمِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّہَدَآءِ

۲۴۶۵ — حَدَّثَنَا الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ ثَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُتْبَۃَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ اِنَّ اُنَاسًا کَانُوْا یُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْیِ فِیْ عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ وَاِنَّمَا نَاْخُذُکُمُ الْاٰنَ بِمَا ظَہَرَ لَنَا مِنْ اَعْمَالِکُمْ فَمَنْ اَظْہَرَ لَنَا خَیْرًا اَمِنَّاہُ وَقَرَّبْنَاہُ وَلَیْسَ اِلَیْنَا مِنْ سَرِیْرَتِہٖ شَیْءٌ اَللّٰہُ یُحَاسِبُہٗ فِیْ سَرِیْرَتِہٖ وَمَنْ اَظْہَرَ لَنَا سُوْٓءًا لَمْ نَاْمَنْہُ وَلَمْ نُصَدِّقْہُ وَاِنْ قَالَ اِنَّ سَرِیْرَتَہٗ حَسَنَۃٌ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مدینہ منورہ پہنچے اور آپ سے یہ دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ کہا گیا ہے (کہ اُس نے تمہیں دودھ پلایا ہے) تو عقبہ نے اپنی بیوی کو جدا کر دیا اور اس کے سوا کسی اور عورت سے نکاح کر لیا۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں نہ تو شہادت کا کہیں ذکر ہے

۲۴۶۴ — اور نہ ہی کوئی فیصلہ کیا گیا ہے۔ تو اس کی عنوان سے مطابقت کس طرح ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو تورُّعًا اور تنزہًا جدا کرنے کا حکم فرمایا جبکہ آپ نے فرمایا "کیف" گویا کہ یہ آپ کا فیصلہ تھا اور اس عورت کا خبر دینا کہ اُس نے ان دونوں کو دُودھ پلایا ہے شہادت کی شکل ہے تفصیل مقام یہ ہے کہ ایک عورت کی گواہی ناقابلِ قبول ہے اور اس پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ کے طور پر ان میں جدائی کر دی تھی۔ البتہ امام احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک دودھ پلانے والی عورت کی

۲۴۶۷ ـــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ فَهُمْ يَمُوتُونَ مَوْتًا ذَرِيعًا فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلٰثَةٌ قَالَ وَثَلٰثَةٌ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ ـــــ

باب ـــــ کتنے آدمیوں کی تعدیل (نیک چلنی کی گواہی) جائز ہے

۲۴۶۶ ـــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی اچھی ثناء کی تو آپ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی بُرائی بیان کی یا اس کے علاوہ کچھ اور کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اس کے لئے فرمایا واجب ہوگئی اور اس کے لئے بھی فرمایا واجب ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کی گواہی مقبول ہے۔ مومن زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔

۲۴۶۶ ـــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نیک چلنی کی گواہی دینے والوں کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا جرح میں ان کی بات مقبول نہیں اور تعدیل کم از کم دو آدمی کر سکتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آدمی کی تعدیل اور جرح مقبول ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتے لیکن امام محمد اس مسئلہ میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔

۲۴۶۷ ـــــ ترجمہ : ابو اسود نے کہا میں مدینہ منورہ آیا جبکہ وہاں بیماری پڑی ہوئی تھی اور لوگ بہت تیزی سے فوت ہو رہے تھے۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا تو ایک جنازہ گزرا اور اس کی بھلائی بیان کی گئی تو عمر فاروق نے کہا واجب ہوگئی پھر دوسرا جنازہ گزرا اور اس کی بُرائی بیان کی گئی تو عمر فاروق نے کہا واجب ہوگئی۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین ! کیا واجب ہوگئی۔ اُنھوں نے کہا میں نے وہی کہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کی بھلائی کی چار آدمی گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ہم نے عرض کیا تین میں بھی؟ آپ نے فرمایا تین میں بھی۔ میں نے عرض کیا دو میں بھی؟ آپ نے فرمایا دو میں بھی پھر ہم نے ایک کے متعلق آپ سے نہ پوچھا (یہ حدیث باب الثناء علی المیت میں گزری ہے) حدیث ۱۲۸۰ کی شرح دیکھیں

۲۴۶۹ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا هَمَّامُ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بِنْتِ حَمْزَةَ لَا تَحِلُّ لِي يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ هِيَ بِنْتُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ۔

ہوئے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لوگوں سے سن کر نکاح میں گواہی دینا جائز ہے طلاق میں جائز نہیں اور احناف کے مذہب میں کسی شئی کی ملکیت سن کر اس پر گواہی دینا جائز نہیں ہے ۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نسب اور ولاء کے اثبات کے لئے مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی جائز نہیں ۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں ۔ وہ صرف اموال میں یہ جائز کہتے ہیں اور احناف کے مذہب میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے مال ثابت ہو جاتا ہے اور جس گواہی سے مال ثابت ہو اس سے رضاعت بھی ثابت ہو جاتی ہے ۔ البتہ تنہا عورتوں کی گواہی جائز نہیں ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں چار عورتوں کی گواہی سے رضاعت ثابت ہو جاتا ہے ۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صرف دو عورتوں کی گواہی کافی ہے اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دودھ پلانے والی عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رضاعی چچا محرم ہے ۔ اور عورت کے لئے جائز نہیں کہ غیر محرم کو اندر آنے کی اجازت دے اور اس سے پردہ لازم ہے ۔ محرم کو بھی اندر آنے کے لئے اجازت لینا ضروری ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ محرمہ ایسی حالت میں ہو کہ اس حال میں اس کو محرم کا دیکھنا حرام ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۴۶۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے متعلق فرمایا کہ وہ میرے لئے جائز نہیں اور جو نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام ہے وہ (حمزہ کی بیٹی) میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

۲۴۶۹ شرح : یعنی جو نسب میں حرام ہیں رضاعت میں حرام میں ہیں ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لفظ عام ہے اس کا معنی خاص ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ دودھ پلانے والی عورت اور اس کے محارم کا نکاح دودھ پینے والے سے جائز نہیں جیسے نسب میں ماں اور اس کے محارم سے نکاح جائز نہیں ۔ لیکن بچہ کی طرف سے یہ عموم نہیں کیونکہ اگر عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے تو وہ اس کی ماں تو بن جاتی ہے لیکن وہ بچہ کے باپ پر حرام نہیں اور نہ ہی اس کی اولاد کے سوا دوسرے نسبی اقارب پر وہ حرام ہے ۔ علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ جو نسب میں حرام وہ رضاعت میں بھی حرام ہے اس میں سے کوئی صورت مستثنیٰ نہیں ،، لیکن احناف کہتے ہیں کہ اس عموم سے بعض اشیاء مخصوص ہیں

۲۴۷۱ — **شرح** : یعنی جس رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بچہ کمسنی میں دودھ پیئے حتیٰ کہ صرف دودھ ہی اس کی بھوک روکے۔ اس کمسنی کی مدت دوسال "مفتیٰ بہ" ہے اگر دوسال کے بعد دودھ پیئے تو اس رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ دوسال کے بعد بچہ کی بھوک کو صرف دودھ نہیں روکتا بلکہ روٹی کھانے سے اس کی بھوک زائل ہوتی ہے۔

اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ یہاں دو مسئلے ہیں ایک یہ کہ امام شافعی اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ پانچ گھونٹ دودھ سے کم میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ ایک روایت کے مطابق امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے لیکن جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ ایک گھونٹ دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوجاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، سفیان ثوری، حضرت علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قرآن میں پہلے دس گھونٹ حرمت ثابت کرتے تھے پھر پانچ گھونٹ نازل ہوئے اور دس گھونٹ منسوخ ہوگئے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے اور قرآن میں پانچ گھونٹ پڑھے جاتے تھے۔ امام مسلم نے بھی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک گھونٹ یا دو گھونٹ دودھ سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے " وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ "، قرآن کریم میں دودھ کی مقدار ذکر نہیں کی ہے۔ اس سے مطلق دودھ مراد ہے کیونکہ مطلق اپنے اطلاق پر رہتا ہے اگر اس آیت کو تین یا پانچ گھونٹ سے مقید کیا جائے تو یہ قرآن پر زیادتی ہے اور خبر واحد سے قرآن پر زیادتی جائز نہیں کیونکہ یہ نسخ ہے اور خبر واحد سے نصِ قطعی کا نسخ جائز نہیں۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رضاع سے ہر وہ شئ حرام ہوجاتی ہے جو نسب میں حرام ہے اور جو امام شافعی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے وہ منسوخ ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ شروع اسلام میں ایک یا دو گھونٹ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہ ہوتی تھی لیکن اب ایک گھونٹ سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔ اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکور حدیث کو منسوخ قرار دیتے ہیں جس سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے۔ علاوہ ازیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ پہلے قرآن میں " عَشْرُ رَضَعٰتٍ "، پڑھا جاتا تھا جو " پانچ رَضَعٰت " سے منسوخ ہوگیا۔ یہ بہرحال خبر واحد ہے اور خبر واحد سے قرآن منسوخ نہیں ہوسکتا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رضاعت میں منقول تمام احادیث مضطرب ہیں ان کو چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں رضاعت کی مدت اڑھائی برس ہے جبکہ اُن کے تلامذہ ابویوسف اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما مدتِ رضاع دوسال بیان کرتے ہیں۔ امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم بھی صاحبین کے قول سے اتفاق کرتے ہیں۔ البتہ امام زفر مدتِ رضاع تین سال بتلاتے ہیں۔ صاحبین قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ " وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ "، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا "، استدلال کی وجہ

وَقَالَ الثَّوْرِيُّ إِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ أُعْتِقَ جَازَتْ شَهَادَتُهُ وَإِذَا اسْتُقْضِيَ الْمَحْدُودُ فَقَضَايَاهُ جَائِزَةٌ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ الْقَاذِفِ وَإِنْ تَابَ ثُمَّ قَالَ لَا يَجُوزُ نِكَاحٌ بِغَيْرِ شَاهِدَيْنِ فَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ مَحْدُودَيْنِ جَازَ وَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ عَبْدَيْنِ لَمْ يَجُزْ وَأَجَازَ شَهَادَةَ الْمَحْدُودِ وَالْعَبْدِ وَالْأَمَةِ لِرُؤْيَةِ هِلَالِ رَمَضَانَ وَكَيْفَ تُعْرَفُ تَوْبَتُهُ وَقَدْ نَفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّانِيَ سَنَةً وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ حَتّٰى مَضَى خَمْسُونَ لَيْلَةً ۔

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکرہ، شبل بن معبد اور نافع کو مغیرہ بن شعبہ کو تہمت لگانے کے سبب کوڑے مارے پھر ان سے توبہ کروائی اور فرمایا جو توبہ کرے میں اس کی گواہی قبول کر لوں گا۔ اور عبد اللہ بن عتبہ، عمر بن عبد العزیز، سعید بن جبیر، طاؤس، مجاہد، شعبی، عکرمہ، زہری، محارب بن دثار، شریح اور معاویہ بن قرہ نے اس کو جائز کہا۔ ابو الزناد نے کہا ہمارے نزدیک مدینہ منورہ میں حکم یہ ہے کہ اگر تہمت لگانے والا اپنے قول سے رجوع کرے اور اپنے رب سے معافی مانگے تو اس کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔ شعبی اور قتادہ نے کہا جب (تہمت لگانے والا) اپنے آپ کو جھٹلائے تو اس کو کوڑے مارے جائیں اور اس کی گواہی قبول کر لی جائے۔ ثوری نے کہا جب غلام کو کوڑے مارے جائیں پھر وہ آزاد ہو جائے تو اس کی گواہی جائز ہے۔ جس شخص کو حد لگائی جائے اگر اس کو قاضی بنایا جائے تو اس کے فیصلے جائز ہیں بعض لوگوں نے کہا قاذف (تہمت لگانے والا) کی گواہی جائز نہیں اگرچہ وہ توبہ کرے پھر کہا دو گواہوں کے بغیر نکاح جائز نہیں اور اگر دو محدود (جن کو حد لگائی) کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز ہے۔ اگر دو غلاموں کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز نہیں اور رمضان کا چاند دیکھنے کے لئے محدود (سزا یافتہ) غلام اور لونڈی کی گواہی کو جائز کہا ہے (نیز اس باب میں ہے) اور توبہ کیسے قبول ہوگی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو ایک سال ملک بدر کر دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک اور اس کے دونوں ساتھیوں سے کلام کرنے سے منع کر دیا حتیٰ کہ پچاس راتیں گزر گئیں۔

شرح: اس مقام میں تفصیل یہ ہے کہ احناف اور شوافع کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ فاسق جب توبہ کرلے تو اس کی گواہی قبول ہے یا نہیں۔ شوافع کہتے ہیں فاسق توبہ کرلے تو وہ مقبول الشہادت ہے۔ احناف اس کے خلاف ہیں اور دونوں حضرات قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں اور وجہ استدلال ہر ایک کی علیحدہ ہے۔ ارشاد الٰہی ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

یعنی جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں۔ پھر چار گواہ معائنہ کے لئے نہ لائیں تو انھیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ حضرات کو ذکر کیا کہ اُنھوں نے محدود کی گواہی کو قبول کیا۔ جبکہ وہ توبہ کرلے۔ لیکن جو علماء قاذف کی گواہی قبول نہیں کرتے اُنھوں نے کہا کہ ابن حزم نے جید اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا قاذف کی گواہی مقبول نہیں۔ اگرچہ وہ توبہ کرلے۔ یہ حضرت ابن عباس تنہا ہی گیارہ افراد کے مقابلہ میں کافی ہیں۔ اور ان پر فضیلت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان کا کلام حجت ہے۔ نیز ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابوداؤد طیالسی حماد بن سلمہ، قتادہ کے ذریعے حسن بصری اور سعید بن مسیّب سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا قاذف کی گواہی غیر مقبول ہے اور اس کی توبہ کو اللہ جانتا ہے یہ اسناد صحیح ہے اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوالزناد کا اثر اپنے مقصد کی تائید میں ذکر کیا اور کہا کہ شعبی اور قتادہ نے کہا جب قاذف اپنے آپ کو جھٹلا دے تو اس پر حدّ قائم کی جائے اور اس کی گواہی مقبول ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حزم نے شعبی سے روایت کی ہے کہ قاذف کی گواہی غیر مقبول ہے پھر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "قَالَ بَعْضُ النَّاسِ"، اس سے مراد حنفی ہیں۔ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ احناف کے کلام میں تناقض ہے۔ ع۱ حنفی قاذف (تہمت لگانے والا) کی گواہی قبول نہیں کرتے حالانکہ ان کا مذہب ہے کہ نکاح میں قاذف کی گواہی صحیح ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ محدود فی القذف کی گواہی نکاح میں اس لئے صحیح ہے کہ وہ والی بننے کا اہل ہے لہٰذا وہ شہادت کا اہل بھی ہے اگرچہ محدود کی گواہی عدالت میں مقبول نہیں یعنی محدود گواہی اُٹھا سکتا ہے اداء نہیں کرسکتا۔ اور ایسی گواہی نکاح میں معتبر ہے۔ کیونکہ نکاح گواہوں کی موجودگی پر موقوف ہے اداء کے وقت ان کی گواہی کی مقبولیت پر موقوف نہیں۔

(۲) حنفی نکاح میں محدود کی گواہی کو جائز کہتے ہیں اور غلام کی گواہی کو جائز نہیں کہتے حالانکہ محدود اور غلام ان کے نزدیک دونوں ناقص ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ غلام کی گواہی جائز نہیں کیونکہ شہادت کا تعلق ولایت اور حاکمیت سے ہے۔ غلام کو اپنے آپ پر ولایت حاصل نہیں تو دوسرے پر کیسے حاصل ہوگی اور محدود فی القذف میں یہ بات نہیں کیونکہ وہ ولایت کا اہل ہے لہٰذا شہادت کا بھی اہل ہے۔ لہٰذا نکاح میں غلاموں کو گواہ بنانا جائز نہیں۔

(۳) حنفی محدود اور غلام کی شہادت کو جائز نہیں کرتے حالانکہ رمضان مبارک کے چاند میں ان کی گواہی کو تسلیم کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ محدود، غلام اور لونڈی کی گواہی رمضان کا چاند دیکھنے میں اس لئے مقبول ہے کہ یہ صرف خبر ہے اس لئے اس میں لفظِ شہادت کی خصوصیت نہیں ہے۔ اور یہ لوگ خبر دے سکتے ہیں واللہ ورسولہ اعلم!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "کَیْفَ تُعْرَفُ تَوْبَتُہٗ"، اس کا شروع عنوان پر عطف ہے ایسا کرنا بخاری کی عادت ہے کہ وہ عنوان کے بعد عنوان ذکر کرتے رہتے ہیں۔ یعنی قاذف (تہمت لگانے والے) کی توبہ کیسے قبول ہوگی اس میں اختلاف ہے اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم ذکر نہیں کیا اکثر علماء کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلائے امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں اس طرح سیدنا عمر فاروق سے بھی منقول ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ نیک کام بکثرت کرنے لگے اور اپنے آپ کو جھٹلانا شرط نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ نفس الامر میں قاذف ہو۔ امام بخاری کا مسلک بھی یہی ہے اور

٢٤٧٤ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَأَلَتْ أُمِّي أَبِي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِي مِنْ مَالِهِ ثُمَّ بَدَا لَهُ فَوَهَبَهَا لِي فَقَالَتْ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِي وَأَنَا غُلَامٌ فَأَتَى بِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمَّهُ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْنِي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِهٰذَا فَقَالَ أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأُرَاهُ قَالَ لَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ وَقَالَ أَبُو حَرِيزٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ

عورت کا نام فاطمہ بنت اسود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چوری کے حکم میں عورت مرد جیسی ہے اور چور جب توبہ کرے اور اپنا حال درست کرے تو اس کے بعد اس کی گواہی مسترد نہیں ہوتی " اور حدیث ٢٤٧٣ کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کہ جس پر حد قائم کی گئی ہو، پر توبہ کرنا شرط نہیں لگائی۔ اس حدیث سے امام شافعی، مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ زانی جب شادی شدہ نہ ہو اس کو کوڑے مارنے کے بعد ایک سال ملک بدر کیا جائے گا لیکن احناف کہتے ہیں کہ حد اور جلاوطنی دونوں جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن کریم نے زانی کی حد صرف کوڑے ذکر کئے ہیں۔ اگر جلاوطنی کو حد میں شامل کر دیا جائے تو خبر واحد سے نص قطعی کا نسخ لازم آئے گا کیونکہ مطلق نص پر زیادتی نسخ ہے اور بخاری میں مذکور حدیث منسوخ ہے۔ نیز جلاوطنی فساد کا پیش خیمہ ہے کیونکہ زانی اور زانیہ ملک بدر ہو کر وہاں فساد برپا کریں گے اس لئے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جلاوطنی میں فتنہ ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جلاوطن کیا تو وہ مرتد ہو گیا (معاذ اللہ) اور کفار سے جا ملا۔ اس کے بعد انھوں نے قسم کھائی کہ آئندہ کسی کو جلاوطن نہیں کریں گے اسی لئے علماء احناف نے "تغریب عام" جلاوطنی کو سیاست پر محمول کیا ہے اور یہ حد میں داخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب کسی کو گواہ بنایا جائے تو وہ ظلم کی بات پر گواہی نہ دے

٢٤٧٤ — ترجمہ : نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میری والدہ نے میرے باپ سے کہا کہ اپنے مال سے میرے لئے کچھ ہبہ کرے۔ پھر ان کا خیال ہوا (انکار کے بعد) تو مجھے مطلوبہ شئے ہبہ کر دی۔ میری والدہ نے کہا میں خوش نہیں حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤ۔ میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا حالانکہ میں کمسن تھا اور مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور کہا اس کی والدہ بنت رواحہ نے کہا ہے کہ میں اسے کچھ ہبہ کردوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۴۷۶ —— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ اَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَكَانُوْا يَضْرِبُوْنَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ

خیانت اس قدر ظاہر ہوگی کہ ان میں سے کسی پر اعتماد نہ رہے گا اور وہ دیانتداری کھو بیٹھیں گے اور ان کا حال یہ ہوگا کہ ان کو شہادت کے لئے نہ کہا جائے گا لیکن وہ از خود شہادتیں دیتے پھریں گے۔ ہاں بعض ایسی شہادتیں ہیں جو مطالبہ کے بغیر شہادت دینا واجب یا مستحب ہے۔ اور وہ ایسی شہادتیں ہیں جن سے مظلوم کی مدد ہوتی ہو۔ مثلاً کسی شخص کا کسی نے حق غصب کر لیا اور اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ لیکن زید مثلاً اس واقعہ کے وقت حاضر تھا تو زید کو اگرچہ گواہ نہ بنایا وہ مغصوب منہ کے حق کی بازیابی کی گواہی دے سکتا ہے اور حدیث میں مذکور گواہی سے یہ گواہی مراد نہیں۔ ان لوگوں میں موٹاپا ظاہر ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ لوگ موٹاپا کو اچھا سمجھیں گے بعض لوگوں نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ لوگ اچھے کھانے پسند کرنے لگیں گے یہ بھی موٹاپے کے اسباب ہیں۔ ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس سے مراد موٹاپا کی مذمت ہے اور اگر کوئی طبعی طور پر موٹا ہو تو وہ اس میں داخل نہیں۔ اس کا معنی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں جو نہ ہوگا اس کا دعویٰ کریں گے اور لافیں مارنے لگیں گے کہ ہمارا اتنا مال ہے، اتنے مربعے ہیں، اتنے کارخانے ہیں، اتنی کوٹھیاں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال سارے معانی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۴۷۶ —— فرمایا بہتر لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے پھر قومیں پیدا ہوں گی ان میں ایک کی گواہی اس کی قسم سے آگے اور قسم شہادت کے آگے ہوگی۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہم کو گواہی اور عہد پہ مار پڑتی تھی۔

شرح : یعنی وہ لوگ گواہی اور قسم میں بہت تیز ہوں گے اور گواہی دینا ان کا شغف

۲۴۷۶ —— ہوگا وہ کبھی گواہی سے پہلے قسمیں کھائیں گے۔ کبھی قسم سے پہلے گواہی دیں گے جیسے آج کل پولیس کے ٹوٹ ہیں۔ انھوں نے گواہی اپنا پیشہ بنا رکھا ہے اور جھوٹی قسمیں کھانا ان کا معمول بن چکا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ دین کے احکام کی پرواہ نہیں کریں گے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا معنی یہ ہے کہ ہم چھوٹے تھے اور لوگ ہم کو شہادت اور عہد پہ قسم کھانے سے منع کیا کرتے تھے۔ کیونکہ گواہی دینے والا یہ کہتا تھا میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ ایسی ایسی بات ہے۔ اس سے ہم کو منع کیا جاتا تھا اور اس پہ ہم کو مار پڑتی تھی تاکہ لوگ اس طرح کی گواہی کو عادت نہ بنا لیں۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۷۸ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلٰثًا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔

ذکر کیا ہے کہ یہ سب سے بڑے ہیں چنانچہ حدیث ع۲۴۷۸ میں ان کی اہمیت مذکور ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو قتل کرنے پر وہی زجر اور تشدید فرمائی ہے جو شرک کرنے پر زجر فرمائی ہے چنانچہ فرمایا "مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ"، یعنی کسی مومن کو جائز سمجھ کر قصداً قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے۔ والدین کی نافرمانی بہت کبیرہ گناہ ہے اور وہ یہ کہ ہر غیر ضروری فعل کہ جس سے ماں باپ کو اذیت پہنچے وہ عقوق (نافرمانی) ہے۔ والدین کی طاعت واجب ہے اور ان کے حکم کی نافرمانی عقوق ہے بشرطیکہ ان کا حکم معصیت (اللہ کی نافرمانی) نہ ہو۔ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر شارع علیہ السلام نے خصوصاً زجر فرمائی ہو کہ اس کے مرتکب کو دنیا میں حد لگے گی اور آخرت میں عذاب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۷۸ ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تم کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں۔ یہ کلمہ تین بار فرمایا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیوں نہیں (آپ ضرور بیان فرمائیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ بیٹھ گئے حالانکہ آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ فرمایا خبردار جھوٹی گواہی راوی کا بیان ہے کہ آپ اس کو بار بار کہتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں۔ اسماعیل بن ابراہیم نے کہا ہم سے جریری نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہم کو عبدالرحمٰن نے خبر دی ہے!

۲۴۷۸ ــــ شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنے کی حرمت کی تاکید کرتے ہوئے بیٹھ گئے حالانکہ اس سے پہلے آپ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے لوگوں کا یہ کہنا کہ کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں اس لئے تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور سے بہت شفقت تھی اور آپ کی تکلیف کو وہ بُرا خیال کرتے تھے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس میں شک نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا بہت کبیرہ گناہ ہے۔ دوسروں کے بہت کبیرہ گناہ ہونے کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں اشراک باللہ کے مشابہ ہیں کیونکہ بظاہر والد بیٹے کے وجود کا سبب ہے اور وہ اس کی تربیت کرتا ہے اور جھوٹی گواہی غیر مستحق کے لئے حق ثابت کرتی ہے۔ اسی طریق سے اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن کریم میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا! وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا

۲۴۷۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ ثَنَا عِيْسَى ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِيْ كَذَا اٰيَةً اَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا وَزَادَ عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ تَهَجَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَسَمِعَ صَوْتَ عَبَّادٍ يُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَصَوْتُ عَبَّادٍ هٰذَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا۔

اُن سے کہا جاتا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے تو صبح کی دو رکعتیں پڑھتے۔ سلیمان بن یسار نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی تو اُنھوں نے میری آواز پہچان کر فرمایا سلیمان اندر آ جاؤ کیونکہ جب تک تم پر کچھ رقم باقی ہے تم غلام ہو۔ اور سمرہ بن جندب نے نقاب پوش عورت کی گواہی کو جائز کہا ہے۔"

شرح : نابینا کے عقلمند ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ ذہین ہو اور امور کی باریکی کو جاننے والا ہو ورنہ ہر شہادت میں گواہ کا عاقل ہونا ضروری ہے۔ شعبی کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ وہ کسی شخص کو بھیجتے کہ وہ جستجو کرے کہ سورج غروب ہو گیا ہے یا نہیں جب ان کو سورج غروب ہونے کی خبر دیتے تو وہ روزہ افطار کرتے۔ اس اثر میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غروب و طلوع میں نابینا شخص کسی کا قول قبول کرے تو جائز ہے اور اس میں نابینا کا کسی کو حکم دینے کا بیان ہے اس طرح یہ ترجمہ عنوان کے مطابق ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سلیمان بن یسار ام المؤمنین میمونہ کا مکاتب تھا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکاتب نہ تھا تو مائی صاحبہ کا سلیمان بن یسار کو یہ کہنا کہ اندر آ جاؤ تو غلام ہے جب تک تجھ پر کوئی پیسہ باقی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "اِسْتَاْذَنْتُ عَلٰی عَائِشَةَ"، میں کلمہ "علی" "من" کے معنیٰ میں ہے۔ یعنی سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں میمونہ کے پاس جانے کے لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی، یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مذہب ہے کہ غلام مستورات کو دیکھ سکتا ہے اگرچہ وہ کسی اور کا مملوک ہو۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ مائی صاحبہ کا غلام تھا لیکن صحیح نہیں کیونکہ سلیمان بن یسار میمونہ کا مکاتب تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۷۹ — **ترجمہ :** ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو سُنا کہ وہ مسجد میں پڑھ رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے اُس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلائی ہے جو میں فلاں فلاں سورت سے بھول گیا تھا۔

بَابُ شَهَادَةِ النِّسَاءِ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ

۲۴۸۲ــــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ زَيْدٌ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا

آئے تو میرے باپ نے مجھے کہا میرے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ اُمید ہے کہ آپ ہم کو کوٹوں میں کوئی کوٹ عطاء فرمائیں گے۔ میرے والد نے دروازہ پر کھڑے کھڑے کلام کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان لی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے حالانکہ آپ کے ہاتھ میں کوٹ تھا اور آپ میرے باپ کو اس کی خوبیاں دکھاتے تھے اور اور فرماتے تھے میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھا تھا میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھا تھا۔

۲۴۸۱ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخرمہ کو دیکھنے سے پہلے ان کی آواز پر اعتماد کیا (حدیث ۲۴۱۷ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

باب عورتوں کے گواہی دینے کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہی دیں)

۲۴۸۲ــــ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی نصف گواہی کے برابر نہیں ؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان کی عقل میں نقصان کے باعث ہے۔

۲۴۸۲ــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔ علماء کوفہ اور امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مسلک یہی ہے۔ نکاح، طلاق، عتق، نسب اور ولاء میں ان کی گواہی کو بعض علماء جائز کہتے ہیں لیکن امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ ان میں عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ بھی جائز نہیں اور علماء کوفہ کا مسلک یہ ہے کہ ان میں عورتوں کی مردوں کے ساتھ گواہی جائز ہے۔ نیز اس مسئلہ میں بھی علماء کا اتفاق ہے کہ حیض، ولادت، ولادت کے بچہ کا آواز بلند کرنا، عورتوں کے عیب اور وہ امور جن پر مرد اطلاع نہ پاسکیں۔ ان مسائل میں تنہا عورتوں کی گواہی جائز ہے البتہ رضاعت

۲۴۸۳ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللهِ ثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ ثَنِیْ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ اَوْسَمِعْتُهُ مِنْهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ اُمَّ يَحْيٰى بِنْتَ اَبِیْ اَهَابٍ قَالَ فَجَاءَتْ اَمَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ قَدْاَرْضَعْتُكُمَا فَنَهَاهُ عَنْهَا۔

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

۲۴۸۴ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَرْضَعْتُكُمَا فَاَتَيْتُ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ دَعْهَا عَنْكَ اَوْنَحْوَهُ۔

۲۴۸۳ ــــ ترجمہ : یحیٰی بن سعید نے ابن جُریج سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے ابن ابی مُلیکہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مجھ سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا یا مَیں نے اس سے سُنا کہ اُنھوں نے ایک عورت اُمّ یحیٰی بنت ابی اہاب سے نکاح کیا تو ایک کالی لونڈی آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے مجھ سے اعراض فرمایا میں ایک طرف ہو گیا اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "کیسے یہ ہوسکتا ہے،" حالانکہ اس عورت نے کہا ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اور عقبہ کو اس عورت سے منع کردیا"

۲۴۸۳ ــــ شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اگر اس عورت کی گواہی قبول نہ ہوتی تو اس پر عمل نہ کیا جاتا اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو اپنی بیوی سے علیحدہ ہوجانے کا حکم فرمایا۔ احناف اس حدیث کو تنزہ اور تقویٰ پر محمول کرتے ہیں کیونکہ تنہا ایک عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ دُودھ پلانے والی عورت کی گواہی کا بیان

۲۴۸۴ــــ ترجمہ : عُقبہ بن حارث نے کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک عورت آکر کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہُوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

أُنْزِلَ فِيهِ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ
وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ
فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ
صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ أَظْفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي
فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ فَأَقْبَلَ الَّذِينَ يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلٰى
بَعِيرِيَ الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا
لَمْ يُثْقِلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ وَإِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ
الْقَوْمُ حِينَ رَفَعُوهُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ
فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ
وَلَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِي كُنْتُ بِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِّي
فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ
الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأٰى
سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ

ہے ۔ اُن سب نے کہا کہ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں نکلنے کا ارادہ فرماتے تو
اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے ان میں جس کا قرعہ میں نام نکلتا اس کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے ۔ ایک جنگ میں
جانے کے لئے آپ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی تو میرا نام قرعہ میں نکلا اور میں آپ کے ساتھ نکلی جبکہ
پردہ کی آیت نازل ہو چکی تھی ۔ میں ہودج میں سوار رہتی اور اسی میں اُتاری جاتی تھی ۔ ہم چلے حتی کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے فارغ ہو گئے اور واپس ہوئے ۔ ہم مدینہ منورہ کے قریب آئے تو آپ نے رات کو کوچ
کا اعلان کر دیا میں اُٹھی جبکہ لوگوں نے کوچ کا اعلان کر دیا تھا ۔ میں اُٹھی اور چلتی رہی حتی کہ لشکر سے باہر چلی گئی اور
جب قضائے حاجت سے فارغ ہوئی تو ہودج کی طرف آئی تو میں نے اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرا
جزع اظفار کا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے میں واپس گئی اور ہار تلاش کرنے لگی تو اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا ۔
وہ لوگ جو میرا ہودج اُٹھاتے تھے آئے اور میرا ہودج اُٹھایا اور اس کو میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار
تھی ۔ ان کا خیال تھا کہ میں ہودج میں ہی ہوں ۔ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھی بھاری نہ ہوتی تھیں اور نہ ہی

أَستَيقِنَ الخَبَرَ مِن قِبَلِهِمَا فَاذِنَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيتُ أَبَوَيَّ
فَقُلتُ مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ فَقَالَت يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَى نَفسِكِ الشَّانَ فَوَاللهِ
لَقَلَّمَا كَانَتِ امرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ عِندَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا أَكثَرنَ عَلَيهَا
فَقُلتُ سُبحَانَ اللهِ وَلَقَد تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَت فَبِتُّ تِلكَ اللَّيلَةَ حَتّٰى
أَصبَحتُ لَا يَرقَأُ لِي دَمعٌ وَلَا أَكتَحِلُ بِنَومٍ ثُمَّ أَصبَحتُ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بنَ زَيدٍ حِينَ استَلبَثَ الوَحيُ
يَستَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيهِ بِالَّذِي يَعلَمُ فِي نَفسِهِ مِنَ
الوُدِّ لَهُم قَالَ أُسَامَةُ أَهلُكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَلَا نَعلَمُ وَاللهِ إِلَّا خَيرًا وَأَمَّا عَلِيُّ
بنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَن يُضَيِّقَ اللهُ عَلَيكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ
الجَارِيَةَ تَصدُقكَ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ يَا بَرِيرَةُ هَل
رَأَيتِ فِيهَا شَيئًا يَرِيبُكِ فَقَالَت بَرِيرَةُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ إِن رَأَيتُ فِيهَا أَمرًا
أَغمِصُهُ عَلَيهَا أَكثَرَ مِن أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنِ العَجِينِ فَتَأتِي الدَّاجِنُ
فَتَأكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مِن يَومِهِ فَاستَعذَرَ مِن عَبدِ اللهِ

اپنی بیماری کی حالت میں شک ہوا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ لطف اور مہربانی نہ دیکھتی تھی جو آپ سے بیماری کی حالت میں دیکھا کرتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور سلام فرماتے پھر فرماتے کیسا حال ہے۔ میں اس سے کچھ معلوم نہ کر سکی حتی کہ میں بیماری سے کمزور ہو گئی (ایک رات) میں اور مسطح کی والدہ مناصع کی طرف نکلے جو ہماری قضاء حاجت کی جگہ تھی۔ ہم رات ہی کو باہر جایا کرتے تھے! اور یہ اپنے گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے پہلے کی بات ہے۔ اور جنگل میں جا کر قضاء حاجت کرنے میں ہمارا دستور وہی تھا جو پہلے عربوں کا تھا۔ میں اور مسطح کی والدہ جو ابو رہم کی بیٹی ہے چل کر آ رہے تھے کہ اچانک وہ اپنی چادر میں پھسل کر گری اور کہا مسطح ہلاک ہو جائے میں نے اسے کہا تو نے بہت بری بات کی ہے کیا تو ایسے شخص کو گالی دیتی ہے جو جنگ بدر میں حاضر رہا ہے۔ اس نے کہا اے بھولی بی بی کیا تو نے نہیں سنا جو لوگ کہتے ہیں اور بہتان لگانے والوں کا واقعہ ذکر کیا میں پہلے بیمار تھی اس سے میری بیماری اور زیادہ ہو گئی جب میں اپنے گھر آئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تمہارا کیسا حال ہے میں نے عرض کیا مجھے اپنے ماں، باپ کے پاس جانے کی اجازت فرمائیں اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے والدین سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ جناب

اَظُنُّ اَنَّ الْبُكَآءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ قَالَتْ فَبَيْنَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَاَنَا اَبْكِيْ اِذَا
اسْتَاْذَنَتْ اِمْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيْ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ
اِذْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ يَوْمِ
قِيْلَ لِيْ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ فِيْ شَاْنِيْ شَيْءٌ قَالَتْ
فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً
فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِيْ اللّٰهَ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ فَاِنَّ
الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً وَ
قُلْتُ لِاَبِيْ اَجِبْ عَنِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ
مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّيْ اَجِيْبِيْ عَنِّيْ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا اَقْرَاُ كَثِيْرًا مِنَ

آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے گھریلو بکری آتی ہے اور اس کو کھا جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز خطبہ دیا اور عبد اللہ بن ابی بن سلول سے انصاف کی بات چاہی اور فرمایا "صلی اللہ علیہ وسلم" کون شخص ہے جو ایسے شخص کے مقابلہ میں میری مدد کرے جس سے مجھے میری بیوی کے متعلق اذیت پہنچی ہے۔ بخدا! میں نے اپنی بیوی کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا لوگوں نے ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ گھر داخل ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا! آپ کی طرف سے میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اس کی گردن اڑاتے ہیں اور اگر ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں ہم اس میں آپ کا حکم پورا کریں گے (یہ سن کر) سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اس سے پہلے وہ نیک شخص تھا لیکن قبیلہ کی غیرت نے اس میں غصہ بھر دیا اُس نے کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے تو اس کو قتل نہیں کر سکتا اور نہ ہی تجھے اس پہ قدرت ہے۔ اُسید بن حُضیر اُٹھا اور کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے۔ بخدا! ہم اس کو ضرور قتل کریں گے یقیناً تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف سے جھگڑا کرتا ہے۔ یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج بھڑک گئے حتی کہ لڑائی کو تیار ہو گئے اور جناب رسول اللہ

مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي يَوْمٍ شَاتٍ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِي يَا عَائِشَةُ احْمَدِي اللّٰهَ فَقَدْ بَرَّءَكِ اللّٰهُ فَقَالَتْ لِي أُمِّي قُوْمِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ الْآيَاتِ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِي بَرَآءَتِي قَالَ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا إِلَى قَوْلِهِ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ بَلَى وَاللّٰهِ إِنِّي

نہیں کرو گے اور اگر میں تمہارے سامنے کسی شئی کا اعتراف کروں اور بخدا! اللہ جانتا ہے کہ میں پاک دامن ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے! بخدا! میں اپنی اور تمہاری مثال یوسف کے باپ کی طرح پاتی ہوں جب اُنھوں نے کہا "صبر اچھا ہے اور جو باتیں تم بیان کرتے ہو ان میں اللہ ہی مددگار ہے۔ پھر میں نے اپنے بستر پر کروٹ بدل لیا حالانکہ مجھے یہ اُمید تھی کہ اللہ مجھے بری کرے گا لیکن خدا کی قسم میرا یہ خیال نہ تھا کہ میری شان میں اللہ قرآن نازل کرے گا۔ میں اپنے دل میں اپنے آپ کو اس کے لائق نہ سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو۔ لیکن مجھے یہ اُمید تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں خواب دیکھیں گے جس میں اللہ مجھے بری کرے گا خدا کی قسم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس سے جُدا نہ ہوئے اور نہ ہی کوئی گھر والوں سے باہر نکلا۔ حتیٰ کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔ اور آپ کو وہی شدت ہونے لگی جو نزولِ وحی کے وقت شدت ہوتی تھی حتیٰ کہ سخت سردی کے دن آپ سے موتیوں جیسے پسینے کے قطرے گرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی چلا گیا تو آپ ہنس رہے تھے اول پہلا کلمہ جو آپ نے ذکر فرمایا وہ یہ تھا اے عائشہ! اللہ کی حمد کرو اللہ نے تجھے بری کر دیا ہے۔ میری والدہ نے مجھے کہا عائشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھ کر جاؤ میں نے کہا اللہ کی قسم میں آپ کے پاس نہیں جاتی اور میں تو صرف اللہ کی حمد کرتی ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں "إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ" ، جب اللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی میں یہ نازل کیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ مسطح بن اُثاثہ پر اس کی قرابت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا جبکہ اُس نے عائشہ پر تہمت لگائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "تم میں سے صاحب فضل اور مال دار قسم نہ کھائیں "غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" تک، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! کیوں نہیں میں اس سے محبت کرتا ہوں کہ

اور سینتیس (۳۷) روز کے بعد ناپاک منصوبے کا خاتمہ ہوا اور اس غلیظ منافق کے ساتھیوں کو حدِ قذف اسی اسی کوڑے لگائے گئے۔ نیز اس واقعہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا امتحان بھی تھا کہ جب ان کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت کا یقین محکم تھا اور وہ جانتے تھے کہ نبی کا حرم پاک غلاظتِ فحش کے تصور سے بھی پاک و صاف ہے تو انہیں تہمت کی خبر ملنے کے بعد ذرہ بھر تامل نہیں کرنا چاہیئے تھا اور فوراً اس کو مسترد کر کے جانِ عالم کو راحت پہنچانی چاہیئے تھی چنانچہ قرآن کریم میں ہے: لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ، یعنی کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ، یعنی کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔ نیز خداوند قدوس نے فرمایا: يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ، یعنی اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بات تو واضح ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نفس الامر میں پاک و صاف تھیں اور بعض منافقوں کی گندہ ذہنی کا قرآن نے جواب دے دیا۔ اب نزولِ قرآن کے بعد کمزور ایمان والوں کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ورنہ نورِ ایمان کی سعادت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ رہا یہ کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی سے پہلے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا علم تھا یا نہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ احادیث کی روشنی میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی سے قبل برأت کا علم تھا۔ کیونکہ بخاری (ص ۵۵۱) میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ تم دو مرتبہ مجھے نیند میں دکھائی گئی ہو میں نے تجھے ریشمی لباس میں لپٹی ہوئی دیکھا اور مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس حدیث سے یہ صراحت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبتِ نکاح کی تھی اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہوتی ہیں اور اگر یہ وہم کر لیا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مائی صاحبہ کی براءت کا علم نہ تھا تو لازم آئے گا کہ آپ کا خواب اچھا نہ تھا حالانکہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اسی لئے خواب پر یقین کرتے ہوئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے جب اللہ تعالیٰ ام المؤمنین کی منگنی کرنے والا ہو تو کیا اللہ تعالیٰ جانتا نہیں کہ اپنے پیارے محبوب کو کیسی عورت بیوی بنا کر دے رہا ہے حالانکہ پاک مردوں کی بیویاں پاک ہوتی ہیں۔ ورنہ رب العزت کی ذات ستودہ صفات پر عدمِ علم کا بدنما دھبہ لگے گا (معاذ اللہ) نیز اگر حدیث کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو یہی سمجھ آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی سے پہلے برأت کا علم تھا۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے پاس جا کر بیٹھ گئے حالانکہ اس سے پہلے ایک ماہ تک کبھی نہیں بیٹھے تھے اور ام المؤمنین سے گفتگو فرمائی جو بخاری میں مذکور ہے۔ پھر وہیں بیٹھے رہے اور گھر والوں سے بھی کوئی باہر نہ نکلا تھا کہ برأت کی آیات نازل ہوئیں۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطبہ میں فرما چکے تھے۔ بخدا میں نے اپنی بیوی

رضی اللہ عنہا ۔ اس طرح اہلِ سیر اور بخاری کی روائت میں موافقت ہو جاتی ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

قولہ لا ندری ما نقول الخ یعنی جس شئ سے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ سے دریافت فرمایا ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے کسی زائد حکم پر واقف نہیں جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی سے پہلے ام المؤمنین سے حسن ظن ہے ۔ قولہ تُسَامِینِیْ الخ یعنی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے حسن و جمال اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مرتبہ میں وہ میری ہمسر ہے ۔ کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح آسمانوں پر کیا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی منگنی بھی اللہ تعالیٰ نے کی ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک حدیث کی روائت ایک جماعت اس طرح کرے کہ بعض لوگ حدیث کا ایک حصہ اور بعض اس کا دوسرا حصہ روائت کریں تو جائز ہے اور بیوی کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے اور عورت شوہر کی اجازت کے بغیر قضاء حاجت کے لئے باہر جا سکتی ہے ۔ اور عورتوں کے لئے ہار پہننا جائز ہے اور مرد کسی واقعہ میں اپنے خاص احباب سے مشورہ کر سکتا ہے ۔ اور قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے اگرچہ وہ گناہ گار ہوں اور فتنہ اور لڑائی جھگڑہ جلدی ختم کرنا چاہیئے ۔ اس حدیث سے ابوبکر صدیق، ام المؤمنین عائشہ صفوان، سعد بن معاذ، اُسید بن حُضیر اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہم کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے صاحبِ فضل فرمایا، ام المؤمنین کی برأت میں قرآن نازل فرمایا، حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی دی، سعد بن معاذ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے جواب میں سعیٔ جمیل کا اظہار فرمایا، اُسید بن حُضیر نے سعد کی تائید میں پورے اخلاص کا اظہار کیا اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے سونکن ہونے کے باوجود اپنے زہد و تقویٰ کے پیشِ نظر مائی صاحبہ کے متعلق اچھا خیال بیان فرمایا اس کے علاوہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی مزید عیاں ہوتی ہے کہ انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے جامع الفاظ بیان کئے اور بریرہ رضی اللہ عنہا بھی صد آفرین کے لائق ہیں کہ انھوں نے عجیب مثال ذکر کر کے نفس الامر میں حقیقت کی وضاحت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ،، عبداللہ بن ابی سلول رئیس المنافقین تھا اُبی اس کا باپ اور سلول ماں ہے جنگِ بدر کے بعد جبکہ مسلمانوں کو غلبہ ہوا اور صنادیدِ قریش قتل ہو گئے تو عبداللہ نے اپنے ماننے والوں سے کہا اب اس کے سوا ہمارے لئے کوئی راہ نہیں کہ ہم اسلام کا اظہار کریں ۔ اُمِّ مِسْطَح ،، کا نام سَلْمیٰ ہے یہ ابو رُہم کی بیٹی ہے وہ اپنے بیٹے پر بہت سختی کیا کرتی تھیں کیونکہ وہ صحیح مسلمان ہونے کے باوجود تہمت لگانے والوں میں شریک تھا مِسْطَح ،، یہ مِسْطَح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبد مناف قرشی ہے جنگ بدر اور اُحُد میں حاضر ہوئے تہمت لگانے والوں میں شریک تھے ان کو حدِ قذف لگائی ۔ وہ ۳۴ھ ہجری میں فوت ہوئے ۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری اَوسی ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سید الانصار کا لقب دیا وہ اپنے قبیلے کے سردار اور شریف طبع تھے ۔ علامہ کرمانی نے قاضی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ یہاں اشکال ہے کیونکہ اِفک ،، کا واقعہ ،، غزوۂ مُرَیْسِیْع جسے غزوہ بنی مصطلق کہا جاتا ہے ۔ ۶ھ ہجری میں ہوا حالانکہ سعد بن معاذ غزوہ خندق کے بعد بازو میں تیر لگنے سے فوت ہو گئے تھے اور یہ ۴ھ ہجری کا واقعہ ہے اس لئے

۲۴۸۶ ـــــ مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَامٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اُثْنِیَ رَجُلٌ عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَیْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا ثُمَّ قَالَ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَادِحًا اَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِیْبُهٗ وَلَا اُزَکِّیْ عَلَی اللّٰهِ اَحَدًا اَحْسِبُهٗ کَذَا وَکَذَا اِنْ کَانَ یَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ ۔

تھا کہ یہ اس کا لڑکا ہے اسے ان کے پاس اس لئے لایا ہے کہ اس کا خرچہ بیت المال سے نکالیں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ گمان کیا ہو کہ ابوجمیلہ کی یہ خواہش ہو کہ اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے اور وہ اس کا والی ہو اور جو کچھ بیت المال سے اس کے لئے مقرر کیا جائے وہ خود لے لے اور جو چاہے کرے۔ جب اس کے عریف (نقیب) نے عمر فاروق سے کہا ابوجمیلہ مرد صالح ہے تو اس کی تصدیق کی۔ ابن بطال نے کہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا اور ہر دفتر میں ایک نقیب مقرر کیا ہوا تھا جو ان پر کڑی نگاہ رکھتا تھا اور پڑے ہوئے لڑکے کو اُٹھانے والا مرد اس شخص کے دیوان (دفتر) سے تھا جس نے عمر فاروق کے پاس اس کی صفائی دی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۸۶ ـــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی شخص کی تعریف کی تو آپ نے کئی بار فرمایا تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی ہے پھر فرمایا تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کی ضرور مدح کرنا چاہے تو یہ کہے" میں فلاں شخص کو ایسا خیال کرتا ہوں ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے۔ میں اللہ کے آگے کسی کو بے عیب خیال نہیں کرتا میں اس کو ایسا ایسا گمان کرتا ہوں اگر وہ اس کے متعلق کچھ جانتا ہو!

۲۴۸۶ ـــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کا کسی کی صفائی دینے کا اعتبار کیا ہے ۔ اور صفائی دینے والا ایک مرد ہی کافی ہے ۔ جبکہ وہ اس میں میانہ راستہ اختیار کرے اور غلو نہ کرے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدح میں بے حد مبالغہ کو معیوب فرمایا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منہ پہ مدح کرنا جائز ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں ممانعت کا ذکر ہے اس مدح پر محمول ہیں جس میں مبالغہ ہو یا ایسے شخص کی تعریف کرے جو اپنی مدح سُن کر فخر میں آجائے۔ اور جس شخص سے اس کے کمالِ تقویٰ کے باعث فخر و مباہات کا خطرہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ مدح میں کوئی مصلحت ہو کہ لوگ اس کے تقویٰ کے باعث اس کی اقتداء کریں۔ یہ حکم عوام کے لئے ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مدح کے مستحق ہیں

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوا الْاٰيَةَ وَقَالَ الْمُغِيْرَةُ اِحْتَلَمْتُ وَاَنَا ابْنُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَبُلُوْغُ النِّسَآءِ فِي الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللّٰهِ وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ اَدْرَكْتُ جَارَةً لَّنَا جَدَّةً بِنْتَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ سَنَةً ۔

سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو عورتیں حیض سے نا امید ہو جائیں اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ تک ۔ اور حسن بن صالح نے کہا میں نے اپنی ہمسائی کو دیکھا وہ اکیس برس کی دادی تھی !

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ مرد احتلام سے اور عورتیں حیض سے بالغ ہو جاتی ہیں ۔ اس وقت ان پر عبادات ، حدود اور اندر داخل ہونے کے لئے اجازت لینا وغیرہ احکام لازم ہو جاتے ہیں ۔ البتہ اس مرد اور عورت میں اختلاف ہے جس کو احتلام نہ آئے اور عورت کو حیض نہ آئے اور ان میں تاخیر ہو جائے ۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ زیر ناف بال ظاہر ہو جائیں یا اس مدت کو پہنچ جائے جس مدت میں اس کی مثل دوسرے لڑکے بالغ ہو جاتے ہیں لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر بچہ کا بلوغ انبات (بال ظاہر ہو جائے) سے ہو تو اگر وہ زناء کرلے یا چوری کرے تو جب تک اس کو احتلام نہ ہو یا اس مدت تک نہ پہنچے جس میں اس جیسے بچے بالغ ہو جاتے ہیں تو میں اس پر حد قائم نہیں کروں گا جب تک اس کو احتلام نہ ہو ۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اِنبات کا اعتبار نہیں کرتے وہ لڑکی میں حدِ بلوغ میں سترہ برس اور لڑکے میں اٹھارہ یا انیس برس کہتے ہیں ۔ سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ کافر کے لئے اِنبات بلوغ کی علامت ہے مسلمان کے لئے نہیں ۔ اُنہوں نے لڑکی اور لڑکے نے پندرہ سال بلوغ کی حد قرار دیا ہے ۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مذہب بھی یہی ہے اور اسی پر احناف کا فتویٰ ہے ۔ البتہ بعض علماء کہتے ہیں کہ لڑکی بارہ سال کی بالغ ہو جاتی ہے ۔

کتاب خلق انسان " میں ذکر کیا کہ جب تک بچہ شکم مادر میں ہو تو وہ جنین ہے جب پیدا ہو جائے اور دودھ پیتا رہے تو صبی (بچہ) ہے ۔ جب روٹی کھانا شروع کر دے تو سات سال تک اس کو غلام کہا جاتا ہے ۔ پھر دس سال

۲۴۸۹ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ ۔

بَابُ سُؤَالِ الْحَاكِمِ الْمُدَّعِيَ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ قَبْلَ الْيَمِيْنِ

۲۴۹۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ

جائے گا۔ اور حاکم لڑائی سے پہلے لوگوں کا جائزہ لے جو لڑائی کے قابل ہو اس کو لشکر میں شامل کرے اور جو اس کے قابل نہ ہو اس کو مسترد کر دے۔ بعض علماء نے کہا کہ مالکیہ اور حنفیہ کے مذہب میں جہاد کے لئے اجازت بلوغ پر موقوف نہیں بلکہ حاکم اعلیٰ کے لئے جائز ہے کہ جو بچہ طاقتور ہو تو اس کو بھرتی کرلے کیونکہ بعض اوقات مراہق جو بلوغ کے قریب ہوتے ہیں وہ بالغ سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔ مراہق بالغ کے حکم میں ہے حتیٰ کہ مراہق اگر کہہ دے کہ وہ بالغ ہے۔ تو اس کی تصدیق کرائی جائے گی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۴۸۹ ترجمہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔

۲۴۸۹ ـــــ شرح : اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ احتلام ہونے سے بچہ بالغ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس پر شرعی احکام واجب ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کو جنگ کے لئے اجازت دی جا سکتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں لڑکا اٹھارہ برس کا اور لڑکی سترہ برس کی بالغہ ہوتی ہے۔ لیکن احناف کا فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کہ لڑکا پندرہ سال کا بالغ ہو جاتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بلوغ کا ذکر نہیں اس میں صرف لڑائی میں اجازت کا ذکر ہے اور اس کا تعلق قوت و ضعف سے ہے اور بچہ جب لڑائی کے قابل ہو تو ہمارے (مالکیہ) مذہب میں اس کو لڑائی میں جانے کی اجازت دی جائے گی۔

باب ـــــ حاکم کا مدعی سے پوچھنا کہ کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟

۲۴۹۰ ـــــ ترجمہ : حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى قُلْتُ اِذَا كَانَ يُكْتَفٰى بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَّيَمِيْنِ الْمُدَّعِىْ فَمَا يُحْتَاجُ اَنْ تُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى مَا كَانَ يُصْنَعُ بِذِكْرِ هٰذِهِ الْاُخْرٰى۔

مجھ سے کلام کیا تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنے مردوں سے دو گواہ بنالو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں سے جن کو تم پسند کرتے ہو تاکہ ان میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلادے! ابن شبرمہ نے کہا کہ میں نے کہا اگر ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کی قسم کافی ہے تو اس کی کیا ضرورت ہے کہ ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلادے۔ دوسری عورت کے یاد دلانے کو کیا کیا جائے؟

شرح : حدیث کا معنی یہ ہے کہ ابن شبرمہ نے کہا کہ جب ایک گواہ اور قسم فیصلہ کے لئے کافی ہے تو ایک عورت کا دوسری کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس وقت قسم دو عورتوں کے قائم مقام ہوگی تو قرآن کریم میں "تذکیر" کا کیا فائدہ ہے لہٰذا فیصلہ کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے ایک گواہ اور قسم فیصلہ کے لئے کافی نہیں۔
ابو الزناد مدینہ منورہ کے قاضی اُن کا نام عبد اللہ بن ذکوان ہے اور ابن شبرمہ کا نام عبد اللہ بن شبرمہ ہے وہ کوفہ کے قاضی تھے ایک سو چالیس ہجری میں فوت ہوئے! ابو الزناد کا مذہب یہ ہے کہ اگر مدعی کے پاس دو گواہ نہ ہوں صرف ایک ہی گواہ ہو تو مدعی سے قسم لے کر فیصلہ ہو سکتا ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ کیا ہے۔ اہل مدینہ کا عمل اسی پر ہے اور ابن شبرمہ کا مذہب یہ ہے کہ ایک گواہ اور قسم فیصلہ کے لئے کافی نہیں بلکہ مدعی دو گواہ پیش کرے ورنہ مدعی علیہ سے قسم لے کر فیصلہ کر دیا جائے گا احناف کا مذہب یہی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس باب کے عنوان سے مقصد احناف کا رد ہے کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے گی اور یہ حکم اموال، حدود اور نکاح اور طلاق میں عام ہے لیکن احناف کہتے ہیں کہ صرف اموال کے دعویٰ میں قسم لی جائے گی حدود میں قسم جائز نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی اگرچہ دعویٰ طلاق و نکاح وغیرہ میں ہو انھوں نے صحیح بخاری میں مذکور حدیث سے استدلال کیا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے دعویٰ کو ثابت کرنے والے دو گواہ ہیں یا مدعی علیہ کو قسم دی جائے گی اور یہ حکم عام دعویٰ میں ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مدعی علیہ سے نکاح میں قسم نہیں لی جائے گی مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کا دعویٰ کرے اور وہ اس کا انکار کرے یا عورت کسی مرد سے نکاح کا دعویٰ کرے اور وہ اس کا

۲۴۹۱ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَیْمٍ ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِی مُلَیْکَةَ قَالَ کَتَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِلَیَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالْیَمِیْنِ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْهِ۔

بَابٌ

۲۴۹۲ ـــــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِی وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ یَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا لَقِیَ اللّٰهَ وَ هُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِیْقَ ذٰلِكَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اِلٰی قَوْلِهٖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ثُمَّ اِنَّ الْاَشْعَثَ بْنَ قَیْسٍ خَرَجَ اِلَیْنَا فَقَالَ مَا یُحَدِّثُکُمْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَحَدَّثْنَا بِمَا قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَفِیَّ نَزَلَتْ کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِیْ شَیْءٍ فَاخْتَصَمْنَاهُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ اَوْ یَمِیْنُهٗ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّهٗ اِذَنْ یَحْلِفُ وَلَا یُبَالِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ ،، احناف کی تاکید کرتی ہے۔ اور مدعی کی قسم کو منسوخ کرتی ہے۔ اگر ہم مدعی پر قسم لازم کریں جو دوسرے گواہ کے قائم مقام ہے تو خبر واحد سے نص قطعی کا نسخ لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۴۹۱ ـــــ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیٰ علیہ پر قسم کا فیصلہ کیا۔

(یہ حدیث احناف کے مذہب کی مؤید ہے)

باب ـــــ ۲۴۹۲ ـــــ ترجمہ : ابو وائل رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن مسعود نے کہا جس نے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ساتھ کسی کے مال کا مستحق ہو جائے وہ اللہ کو ملے گا۔ حالانکہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ الخ عَذَابٌ اَلِیْمٌ تک ،، پھر اشعث بن قیس ہمارے پاس آئے اور کہا تم کو ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) نے کیا خبر دی ہے۔ ہم نے ان سے بیان کیا جو انھوں نے کہا تھا اشعث نے کہا عبداللہ بن مسعود نے سچ کہا ہے۔ یہ آیتِ کریمہ میرے متعلق نازل ہوئی جبکہ میرے اور ایک آدمی

۲۴۹۳ — مترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہلال بن اُمیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھ زناء کی تہمت لگائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس بینہ (گواہ) ہے یا تیری پشت پر حد لگائی جائے گی اُس نے عرض کیا یارسول اللہ! جب کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی آدمی کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے جائے آپ بدستور فرماتے رہے گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے لگائے جائیں گے پھر لعان کی حدیث ذکر کی۔

۲۴۹۳ — شرح : بظاہر حدیث عنوان کے موافق نہیں کیونکہ حدیث میں بیوی خاوند کا ذکر ہے اور عنوان عام ہے۔ لیکن یہ لعان کی آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس وقت شوہر اور اجنبی برابر تھے پھر جب قاذف کے لئے یہ حکم ثابت ہوگیا تو ہر مدعی کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہوگا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ زوجین کے بارے میں یہ حدیث ہے اگر اجنبی ہوں تو ان کو گواہی طلب کرنے کی مہلت نہ دی جائے گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ دوڑ جائے لہٰذا اس کو فوراً قید کردیا جائے گا!

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زناء کی تہمت لگائے تو وہ لعان کریں گے اور اس کے بعد قاضی دونوں میں تفریق کردے گا نفس لعان سے تفریق نہ ہوگی پھر اس کے بعد وہ نکاح کرنا چاہیں تو جائز ہے۔ احناف کے نزدیک لعان یہ ہے کہ زن و شوہر دونوں قسم کھا کر شہادت دیں اور اس کے ساتھ لعنت بھی مذکور ہو چنانچہ قرآن کریم میں ہے جو لوگ اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو اور عورتوں سے یوں سزا ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہے کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو۔ لعان مرد کے حق میں قذف کے قائم مقام ہے لہٰذا لعان کے لئے یہ شرط ہے کہ عورت ایسی ہو کہ اس کو تہمت لگانے والے کو حد لگائی جاتی ہو اور لعان کے بعد شوہر کی گواہی کبھی قبول نہ ہوگی اور عورت کے حق میں زناء کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا اگر اس کو متعدد بار تہمت لگائے تو صرف ایک بار لعان کرنا ہوگا بار بار لعان نہ ہوگا۔ اور امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ لعان قسمیں ہیں جو لفظ شہادت سے ان کی تاکید کی جاتی ہے۔ لہٰذا وہ قسم کھانے کے اہل ہونے چاہئیں۔ ان حضرات کے نزدیک مسلمان اور اس کی کافر بیوی کے درمیان لعان ہوسکتا ہے اور کافر اور اس کی کافرہ بیوی کے درمیان بھی لعان ہوسکتا ہے۔ اسی طرح غلام اور اس کی بیوی کے درمیان لعان ہوگا کیونکہ یہ قسم کھانے کے اہل ہیں۔ احناف کے نزدیک لعان میں یہ شرط ہے کہ وہ شہادت کے اہل ہوں لہٰذا لعان صرف مسلمانوں میں جاری ہوسکتا ہے جو آزاد، عاقل، بالغ اور غیر محدود ہوں (یعنی ان کو حد نہ لگی ہو) احناف کے نزدیک فاسق اور اس کی بیوی، نابینا اور اس کی بیوی کے درمیان لعان ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ شہادت تہمت کے مقام میں مشروع ہے۔ اگرچہ فاسق اور نابینا کی گواہی باقی مقامات میں غیر مقبول ہے اور یہ شرط ہے کہ عورت ایسی ہو کہ اس کو تہمت لگانے والے کو حد

بَابٌ يُحَلِّفُ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ حَيْثُمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيَمِيْنُ وَلَا يُصْرَفُ مِنْ مَوْضِعٍ اِلٰى غَيْرِهٖ وَقَضٰى مَرْوَانُ بِالْيَمِيْنِ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَحْلِفُ لَهٗ مَكَانِيْ فَجَعَلَ زَيْدٌ يَحْلِفُ وَاَبٰى اَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَجَعَلَ مَرْوَانُ يَتَعَجَّبُ مِنْهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ وَلَمْ يُخَصِّصْ مَكَانًا دُوْنَ مَكَانٍ

۲۲۹۵ —— حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔

باب —— مُدّعیٰ علیہ وہاں قسم کھائے جہاں اس پر قسم واجب ہُوئی ہو اور دُوسری جگہ پر منتقل نہ کیا جائے !

مروان نے زید بن ثابت کو منبر پر قسم کھانے کا حکم دیا تو اُنھوں نے کہا میں اپنی جگہ قسم کھاؤں گا اور وہیں قسم کھانے لگے اور منبر پر قسم کھانے سے انکار کر دیا اور مروان ان پر تعجّب کرے گا۔ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تیرے دو گواہ یا اس کی قسم اور کسی مکان کی تخصیص نہ کی۔

شرح : احناف اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے کہ جہاں قسم واجب ہو وہیں قسم کھائے۔ دوسری جگہ منتقل نہ ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا میلان بھی اسی طرف ہے اور مذکور حدیث سے اُنھوں نے استدلال کیا ہے۔

۲۲۹۵ —— ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعے مال کا مستحق ہو جائے وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ (عنقریب اس کی شرح گزری ہے)

۲۴۹۸ ــــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبًا لِيَقْتَطِعَ مَالَ رَجُلٍ اَوْقَالَ اَخِيْهِ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ فِي الْقُرْاٰنِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى قَوْلِهٖ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فَلَقِيَنِي الْاَشْعَثُ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ عَبْدُ اللهِ الْيَوْمَ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ ــ

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جو لوگ اللہ کے عہد اور قسموں کے ذریعہ قلیل ثمن لیتے ہیں"

۲۴۹۷ ــــ ترجمہ : ابراہیم ابو اسماعیل سکسکی نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے اپنا سامان بازار میں لگایا اور قسم کھائی کہ بخدا! اس نے اس کو اتنے سے مول لیا ہے حالانکہ اتنے سے مول نہیں لیا تھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ الخ ابن ابی اوفی نے کہا ناجش سود خور خائن ہے۔

۲۴۹۷ ــــ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۲۴۹۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ اشعث بن قیس کے حق میں نازل ہوئی اور اس حدیث میں اس کا خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں معارضہ نہیں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس آیت کا نزول دونوں کے بارے میں ہو اس کی مزید شرح کتاب البیوع میں باب ما یکرہ من الحلف فی البیع کی حدیث ۱۹۶۰ کے تحت مطالعہ فرمائیں!

۲۴۹۸ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھائی تاکہ کسی شخص کا مال یا اپنے بھائی کا مال ہضم کر جائے تو وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق قرآن کریم میں نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ الخ پھر مجھے اشعث بن قیس ملے تو انھوں نے کہا آج عبداللہ نے تم سے کیا بیان کیا ہے۔ میں نے کہا ایسا ایسا بیان کیا ہے۔ انھوں نے کہا میرے متعلق یہ نازل ہوئی۔

۲۵۰۰ ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ قَالَ ذَكَرَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ ۔

ذکر کرے اور حرفِ قسم جو بھی استعمال کرے صحیح ہے ،، واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۴۹۹ ــــ ترجمہ : مالک نے اپنے چچا ابو سہیل سے اُنھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ اُنھوں نے طلحہ بن عُبَیْدُ اللہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ایک شخص جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آتے ہی اُس نے اسلام کے متعلق سوال کیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھنا اُس نے کہا کیا مجھ پر ان کے سوا اور بھی کوئی نماز فرض ہے ۔ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے روزے رکھنے اس نے کہا کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر روزے فرض ہیں ۔ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفل روزے رکھ لیا کر اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر کیا تو اُس نے کہا کیا مجھ پر زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی فرض ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفلی صدقہ دے وہ شخص چلا گیا حالانکہ وہ کہہ رہا تھا بخدا ! میں اس سے زیادہ اور کم نہیں کروں گا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہے (کتاب الایمان میں حدیث ۴۴ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

۲۵۰۰ ــــ ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھائے تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے ۔

۲۵۰۰ ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی قسم کھانا جائز ہے ۔ قسم کھانے کی تین صورتیں ہیں ۔ ایک یہ کہ صرف اللہ یا اس کے صفات کی قسم کھائے ۔ یہ بالاتفاق مباح ہے ۔ دُوسرے یہ کہ بتوں وغیرہ کی قسم کھائے یہ بالاتفاق حرام ہے ۔ اگر ان کی قسم سے ان کی تعظیم کا ارادہ کرے تو یہ کفر ہے ۔ ورنہ حرام ہے ۔ دراصل کسی شئی کی قسم کھانے سے اس کی تعظیم ہی مقصود ہوتی ہے ہاں اگر قصد کے بغیر زبان ثبت وغیرہ کی قسم آجائے تو یہ کفر نہیں تیسرے یہ کہ ان کے سوا کسی کی قسم کھائے اور تعظیم کا قصد نہ کرے ! ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ حاکم صرف اللہ کی قسم لے غلام آزاد کرنے یا طلاق دینے یا حج یا قرآن کی قسم نہ لے ۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قصد کرنے کے بغیر مخلوق کی قسم کھانا مکروہ ہے ۔ جیسے نبی ، کعبہ ، جبرائیل اور صحابہ کی قسم کھائے ۔ صحیحین میں ہے کہ اللہ نے تم کو آباؤ اجداد کی قسموں سے منع کیا ہے ۔ امام نسائی نے روایت ذکر کی ہے جس کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے کہ اپنے باپوں اور ماؤں کی قسمیں نہ کھاؤ صرف اللہ کی قسم کھاؤ ۔ اگر مخلوق کی قسم کھائی تو یہ قسم نہ ہوگی ۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں ہے

بَابُ مَنْ اَمَرَ بِاِنْجَازِ الْوَعْدِ

وَفَعَلَهُ الْحَسَنُ وَذَكَرَ اِسْمٰعِيْلُ اَنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَقَضٰى اِبْنُ اَشْوَعَ بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذٰلِكَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهٗ قَالَ وَعَدَنِيْ فَوَفَانِيْ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُ اِسْحٰقَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ يَحْتَجُّ بِحَدِيْثِ ابْنِ اَشْوَعَ ۔

شخصوں کے جھوٹ بولنے سے وقوع کے زیادہ قریب ہے۔ یعنی ایک آدمی کا جھوٹ بولنا ممکن الوقوع ہے لیکن زیادہ لوگوں کا جھوٹ بولنا بعید ہے۔ خصوصاً جب کسی کو اپنا نفع مطلوب ہو تو اس سے جھوٹ کا وقوع اغلب ہوتا ہے! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کے بعد بینہ قابل قبول ہے۔ جمہور علماء سفیان ثوری، امام شافعی، فقہاء کوفہ اور امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر قاضی نے قسم لی حالانکہ اس کو بینہ کا علم نہیں پھر اس کا علم ہوا تو وہ بینہ پر فیصلہ کرے گا اور اگر اس سے قسم لی اور اس کی قسم سے راضی ہو گیا اور بینہ غائب ہو یا حاضر اس کو ترک کر دیا تو یہ اس کے لئے جائز نہیں جبکہ بینہ پیش کیا گیا ہو،، ابو عبید اور اہل ظاہر نے کہا کہ مدعی علیہ سے قسم لینے کے بعد بینہ غیر مقبول ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۰۱ — ترجمہ : ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو اور شاید تم میں سے بعض ایک دوسرے سے دلیل پیش کرنے میں زیادہ ہوشیار ہو تو اس کے کہنے کے مطابق جس کے لئے میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں وہ میں آگ کا ایک ٹکڑا ہے جو میں اسے دے رہا ہوں۔ اس کو نہ لے!

۲۵۰۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کا حکم حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتا اس میں اموال اور غیر اموال مساوی ہیں۔ اس میں سب علماء کا اتفاق ہے۔ لہٰذا اگر دو جھوٹے گواہ کسی شخص کے لئے مال کی شہادت دیں اور قاضی نے بظاہر ان کی سچائی پر فیصلہ کر دیا تو جس کے لئے مال کا فیصلہ کیا گیا ہو اس کے لئے مال حلال نہیں۔ اور اگر جھوٹے گواہ کسی پر قتل کی گواہی دیں تو مقتول کے وارث کے لئے جائز نہیں کہ اس سے قصاص لے جبکہ وہ جانتا ہو کہ اس کے گواہ جھوٹے ہیں۔ البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ جھوٹے گواہوں کی شہادت پر عقود میں قاضی کا فیصلہ نافذ ہو جاتا ہے جیسے نکاح، طلاق اور خرید و فروخت وغیرہ! کیونکہ شہادت پر فیصلہ واجب ہے اور گواہ جھوٹے ہیں تو تقصیر گواہوں کی طرف سے ہے ان کی شہادت پر فیصلہ میں کوئی

۲۵۰۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ

۲۵۰۴ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى ثَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِيَنِي هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَعَدَّ فِي يَدِي خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ۔

نے فرمایا ابو العاص نے مجھ سے بات کی تو سچی کہی وعدہ کیا تو پورا کیا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۰۲ ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ ابو سفیان نے مجھے خبر دی کہ ہرقل نے اس سے کہا کہ میں نے تم سے پوچھا ہے کہ وہ تمہیں کیا حکم کرتے ہیں تو نے کہا وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو نماز، سچائی، پاک دامنی، وعدہ کی وفاء اور امانت ادا کرنے کا حکم فرماتے ہیں ہرقل نے کہا یہ نبی کی وصف ہے (اس کی شرح حدیث ۶ کے تحت دیکھیں)

۲۵۰۳ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں وہ اگر بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے اور جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرتا ہے! (اس کی شرح حدیث ۳۲ کے تحت دیکھیں)

۲۵۰۴ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے مال آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرضہ ہو یا اس سے آپ نے کوئی وعدہ فرمایا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے اتنا اتنا اتنا مال دیں گے اور تین بار اپنے ہاتھ پھیلائے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں پانچ سو پھر پانچ سو پھر پانچ سو

۲۵۰۶ــــ حدثنا يحيى بن بكير ثنا الليث عن يونس عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن عبد الله بن عباس قال يا معشر المسلمين كيف تسألون اهل الكتاب وكتابكم الذى انزل على نبيه احدث الاخبار بالله تقرءونه لم يشب وقد حدثكم الله ان اهل الكتب بدلوا ما كتب الله وغيروا بايديهم الكتاب فقالوا هو من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا افلا ينهاكم ما جاءكم من العلم عن مسألتهم ولا والله ما رأينا منهم رجلا قط يسألكم عن الذى انزل عليكم

باب مشرکوں سے گواہی وغیرہ کے متعلق نہ پوچھا جائے

اور شعبی نے کہا کفریہ مذہب والوں کی گواہی ایک دوسرے کے معاملہ میں جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ہم نے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی تصدیق و تکذیب نہ کرو اور یہ کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو ہم پر نازل کیا گیا ہے "۔

۲۵۰۶ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت تم اہل کتاب سے کیونکر پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے ۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی نئی خبریں ہیں جو تم پڑھتے ہو ان میں کوئی ملاوٹ نہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم کو بتایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کے لکھے کو تبدیل کر دیا ہے۔ اور اللہ کی کتاب کو اپنے ہاتھوں سے متغیر کر کے کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ تھوڑی قیمت لیں کیا اللہ نے جو علم تم کو دیا ہے۔ وہ تم کو ان سے سوال کرنے سے منع نہیں کرتا ؟ بخدا ! ہم نے ان میں سے کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ تم سے اس کے متعلق سوال کرتا ہو جو تم پر نازل ہوا ۔

۲۵۰۶ ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس میں اہل کتاب سے سوال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چونکہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتابوں

کہ قرعہ کے ساتھ فیصلہ کرنا صحیح ہے ۔ کیونکہ پہلی امتوں کے احکام ہمارے لئے مشروع ہیں جبکہ شارع علیہ السلام نے ان کا انکار نہ کیا ہو ۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمران علیہ السلام کی بیوی حنہ بنت فاقود حاملہ نہیں ہوتی تھیں اُنھوں نے ایک دن ایک پرندہ کو دیکھا کہ وہ بچہ اُٹھائے ہُوئے ہے اس لئے اُنھوں نے بچہ کی خواہش کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاء کی کہ اس کو بچہ عنایت کرے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی چنانچہ ان کے شوہر نے ان سے جماع کیا تو وہ حاملہ ہوگئیں جب محسوس کیا تو نذر مانی کہ اس کے پیٹ کا بچہ صرف بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہوگا جب بچی پیدا ہوئی تو اس کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرت موسیٰ بن عمران علیہما السلام کے بھائی کاہن بن ہردہ کے بیٹوں کے پاس لے گئیں اور وہ اس وقت بیت المقدس کے متولی تھے جیسے کعبہ مکرمہ کے متولی حجبیٰ ہیں ۔ اور ان سے کہا یہ میری بیٹی بیت المقدس کے لئے نذرانہ ہے اس کو اپنی تحویل میں کرلو میں نے اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردیا ہے ۔ میں اس کو اپنے گھر نہیں لے جاؤں گی ۔ اُنھوں نے کہا یہ ہمارے امام کی صاحبزادی ہے اس وقت حضرت عمران نماز میں ان کی امامت کرتے تھے ۔ زکریاء علیہ السلام نے کہا یہ میرے حوالہ کردو کیونکہ میری بیوی اس کی خالہ ہے ۔ اُنھوں نے کہا یہ ہمارے امام کی صاحبزادی ہے ۔ ہماری خوشی اس میں ہے کہ یہ ہمارے پاس رہے اس وقت اُنھوں نے قرعہ اندازی کی کہ جن قلموں سے وہ تورات لکھا کرتے ہیں ان کو پانی کی نہر میں ڈالیں جس کا قلم پانی پہ تیرتا ہُوا اُوپر کو جاکر ٹھہر جائے اور پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ نہ جائے وہ مریم کی کفالت کرے حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم پانی پر تیرتا ہُوا اس کی سطح پہ ٹھہر گیا جبکہ دوسرے تمام قلم پانی کے بہاؤ میں بہہ گئے ۔ اس لئے زکریاء علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی کفالت کی !

قرطبی نے کہا حضرت یونس بن متی نے دریائے دجلہ کے کنارے پر موصل کے علاقہ میں اہلِ نینوی کو اپنے دین کی دعوت دی اور اُنھوں نے ایمان لانے میں لیت ولعل کی تو آپ نے ان پہ بددُعا فرمائی اور ان سے کہا کہ تین دن کے بعد تم پہ عذابِ الٰہی آئے گا اور خود ان میں سے باہر نکل گئے جب ان کی قوم نے دھوّاں اور عذاب کی نشانیاں دیکھیں تو وہ ایمان لے آئے اور کفر سے توبہ کرلی اور جو کچھ کسی کے پاس کسی کا حق تھا وہ سب واپس کردیئے اور حضرت یونس کو تلاش کرنے باہر نکلے لیکن وہ نہ ملے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب واپس کرلیا پھر حضرت یونس علیہ السلام کشتی پر سوار ہُوئے تو وہ رُک گئی ملاحوں نے کہا تم میں کوئی شخص دوڑ کر آیا ہے اُنھوں نے قرعہ اندازی کی تو یونس کا نام نکلا اور اُنھوں نے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا اور مچھلی نے ان کا لقمہ کرلیا اور چالیس روز اس کے پیٹ میں رہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی نے ان کی کوئی ہڈی نہ توڑی بعض روایات میں ہے کہ چھ بار قرعہ اندازی کی گئی ہر بار یونس علیہ السلام کا نام نکلتا رہا ۔ یہ واقعات اِس امت کے لئے حجت ہیں ان سے استدلال کرنا صحیح ہے کیونکہ شارع علیہ السلام نے ان کا انکار نہیں فرمایا اور شارع کا سکوت اس کی حجیت کی دلیل ہے ۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

خبر دی کہ عثمان بن مظعون قرعہ اندازی میں ہمارے حصہ میں آئے جبکہ انصار نے مہاجرین کو ٹھہرانے میں قرعہ اندازی کی۔ ام علاء نے کہا عثمان بن مظعون ہمارے پاس رہنے لگے۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہوگئے تو ہم نے ان کی خوب دیکھ بھال کی حتیٰ کہ جب وہ فوت ہوگئے اور ہم نے ان کو کفن پہنایا اور ہمارے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا اے ابا سائب تم پر اللہ کی رحمت ہو میں تیرے لئے گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تجھے عزت بخشی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تجھے کیسے معلوم کہ اللہ تعالیٰ اس کو عزت بخشی ہے میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میرا باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں مجھے تو معلوم نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! عثمان کو موت آچکی ہے اور میں اس کے لئے خیر کی امید کرتا ہوں بخدا! میں نے نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا کچھ کیا جائے گا۔ ام علاء نے کہا بخدا! آئندہ میں کسی کی براٴت بیان نہ کروں گا اور اس گفتگو نے مجھے غمناک کر دیا۔ ام علاء نے کہا میں سو گئی تو مجھے خواب میں عثمان بن مظعون کا چشمہ دکھایا گیا جس میں پانی جاری تھا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ واقعہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا یہ عثمان کا عمل ہے!

۲۵۰۸ — **شرح** : اس حدیث سے قرعہ اندازی کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص کے فوت ہونے سے اس کے عمل مکمل ہو جاتے ہیں لیکن جو کوئی صدقہ جاریہ کر جائے تو اس کا عمل منقطع نہیں ہوتا اور قیامت تک بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ عثمان بن مظعون کے ساتھ قیامت میں کیا معاملہ ہوگا حالانکہ اہلسنت وجماعت کے فحول علماء کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام احوال جانتے ہیں چنانچہ کتاب الانبیاء کی ابتداء میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں کائنات میں ہونے والے سب امور بیان فرما دیئے اور ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا کہ علم وعمل میں باکمال ہونے کے بعد انسان کا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اس پر لوح محفوظ منقش ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ متجلی ہوتا ہے تو اور کونسی چیز مخفی رہ سکتی ہے۔ اور عثمان بن مظعون کے متعلق یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوگا اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ام علاء نے حضرت عثمان بن مظعون کے متعلق آخر میں ہونے والا حال بیان کیا اور محض اپنے ذاتی خیال سے یہ کہا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہدایت کی کہ قیامت کے احوال جاننے میں عقل کو رسائی نہیں۔ چنانچہ میں اللہ کا رسول ہوں میں بھی بذریعہ عقل قیامت کے احوال بیان نہیں کرتا بلکہ یہ امور بذریعہ وحی معلوم ہوتے ہیں۔ الحاصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عثمان بن مظعون کے جنتی ہونے کا علم تھا کیونکہ آپ نے فرمایا میں عثمان کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں اور نبی کے کلام میں امید یقین کے لئے ہوتی ہے چنانچہ مجمع البحار میں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے کلام میں رجاء یقین کے معنیٰ میں ہوتی ہے۔ اس کی تائید بدر کے واقعہ سے ہوتی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بدر کی جنگ ہو رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے بدر میں لڑنے والوں پر تجلی فرمائی اور کہا " اے بدر والو! اس کے بعد جو چاہو کرو میں نے تم کو

۲۵۱۰ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى ابْنِ بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الصُّلْحِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ الْآيَةَ وَخُرُوجِ الْإِمَامِ إِلَى الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ بِأَصْحَابِهِ

۲۵۱۱ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ثَنَا أَبُو غَسَّانَ ثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَحَضَرَتِ

کی رضامندی چاہتی تھیں۔

۲۵۱۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ اذان اور صفِ اول میں شامل ہونے کا ثواب جانتے پھر قرعہ اندازی کے سوا کوئی راہ نہ پاتے تو وہ قرعہ اندازی کرتے اور اگر وہ جانتے کہ نماز میں جلدی جانے کا کیا ثواب ہے تو وہ قرعہ اندازی کرکے اس کی طرف سبقت کرتے اور اگر وہ جانتے کہ عشاء اور صبح کی نماز باجماعت میں کیا ثواب ہے تو وہ ضرور آتے اگرچہ ان کو گھٹنوں کے بل آنا پڑتا۔

حدیث ۵۹۲ کی شرح دیکھیں (مواقیت صلوٰۃ)

الصَّلٰوةُ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِسَ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَتَقَدَّمَ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَاَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيْحِ حَتّٰى اَكْثَرُوْا وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَالْتَفَتَ فَاِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآءَهُ فَاَشَارَ اِلَيْهِ بِيَدِهٖ فَاَمَرَهُ اَنْ يُصَلِّيَ كَمَا هُوَ فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآءَهُ حَتّٰى دَخَلَ فِي الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِكُمْ اَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيْحِ اِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَآءِ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا الْتَفَتَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جھگڑا ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کو ساتھ لے کر ان کے پاس گئے تاکہ ان میں صلح کرائیں نماز کا وقت قریب آگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے۔ حضرت بلال آئے اور اُنھوں نے اذان کہی پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے وہ ابوبکر کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے اور نماز کا وقت بھی ہوگیا ہے کیا آپ لوگوں کی نماز میں امامت کریں گے ؟ اُنھوں نے کہا ہاں اگر تم چاہو! چنانچہ حضرت بلال نے اقامت کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے (اور نماز پڑھانے لگے) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں چلتے ہوئے تشریف لائے حتی کہ پہلی صف میں کھڑے ہوگئے اور لوگوں نے تالی بجانی شروع کی حتی کہ اُنھوں نے بکثرت تالی بجائی اور حال یہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف التفات نہیں کرتے (تالی کی کثرت کے سبب) وہ متوجہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے پیچھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آپ نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کرتے ہوئے ان کو حکم دیا کہ وہ بدستور نماز پڑھاتے رہیں۔ ابوبکر صدیق

بَابُ لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

٢٥١٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اُمَّهُ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عُقْبَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا

سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ عبداللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) کے پاس تشریف لے جائیں تو اچھا ہوتا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہو کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور مسلمان آپ کے ساتھ چلتے رہے اور وہ شور زمین تھی۔ جب اس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو عبداللہ نے کہا مجھ سے دور رہیے۔ اللہ کی قسم! مجھے آپ کے گدھے کی بو سے تکلیف ہوتی ہے۔ اُن میں سے ایک انصاری شخص نے کہا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا تجھ سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ عبداللہ کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص غصہ میں آیا اور انصاری کو گالی دی اس طرح ہر ایک کی طرف سے ان کے ساتھی مشتعل ہو گئے۔ اور اُن میں چھڑیوں، ہاتھوں اور جوتوں سے مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی "اگر مومنوں کی دو جماعتیں جھگڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔"

شرح ٢٥١٢ —: جس گدھے پر سوار ہو کر آپ تشریف لے گئے تھے اس کا نام یعفور تھا اور وہ صحابہ کو بلایا کرتا تھا۔ اُس نے پیشاب کیا تو عبداللہ نے کپڑے سے ناک کو ڈھانپ لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا اس گدھے کی بو سے ہمیں بہت تکلیف ہوتی ہے لوگوں کے لئے راستہ خالی کر دو۔ یہ سن کر آپ کو بہت صدمہ ہوا عبداللہ بن رواحہ مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا گدھے کے پیشاب سے ناک کو کیوں ڈھانپ لیا ہے وہ تجھ سے بہت زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہے اس پر ان میں جھگڑا طول پکڑ گیا تو ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کرائی۔ اس حدیث سے امام بخاری کا یہی مقصد ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بردبار اور حلیم تھے اور لوگوں کی اذیت پر صبر و تحمل کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گدھے کی سواری کرنے میں نقص نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیانِ جواز کے لئے گدھے پر سواری فرمائی اسی طرح بعض مقامات میں گھوڑے خچر اور اونٹ پر سوار ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کے دل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے معمور تھے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اُستاد سوار ہو اور شاگرد پیدل چلیں تو کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ قَوْلِ اللہِ اَنْ یَصَّالَحَا بَیْنَھُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ

۲۵۱۵ــــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ وَاِنِ امْرَأَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِھَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا قَالَتْ ھُوَ الرَّجُلُ یَرٰی مِنِ امْرَأَتِہٖ مَالَا یُعْجِبُہٗ کِبَرًا اَوْ غَیْرَہٗ فَیُرِیْدُ فِرَاقَھَا فَتَقُوْلُ اَمْسِکْنِیْ وَاقْسِمْ لِیْ مَا شِئْتَ قَالَتْ فَلَا بَأْسَ اِذَا تَرَاضَیَا

کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو ان کے درمیان صلح کرائیں۔

۲۵۱۴ ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے درمیان جب جھگڑا شدت اختیار کر جائے تو امام کو ان میں صلح کرا دینی چاہیئے اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جائے وقوعہ پر پہنچے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں اختلاف کو اچھا نہ سمجھتے تھے اور آپ بہت متواضع تھے!

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور وہ دونوں آپس میں صلح کرلیں، صلح بہتر ہے!"

۲۵۱۵ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نشوز یا اعراض کا خوف کرے،، کی تفسیر یوں بیان فرمائی کہ کوئی شخص اپنی بیوی میں وہ چیز دیکھے جو اس کو پسند نہ ہو مثلاً بڑھاپا وغیرہ اور اس کو علیحدہ کرنا چاہے تو وہ اس کو کہے مجھے اپنے پاس رکھ اور جو تو چاہتا ہے مجھے دے مائی صاحبہ نے فرمایا اگر وہ راضی ہوجائیں تو کچھ حرج نہیں۔

۲۵۱۵ ــــ شرح : یعنی اگر عورت اپنے شوہر کو دیکھے کہ وہ اس سے نفرت کرنے لگا ہے اور اس کو پسند نہیں کرتا تو وہ نفقہ اور رہائش وغیرہ جو اس کے حقوق ہیں، اس سے ساقط کر دے یا ان میں کچھ ساقط کر دے اور اس سے اپنے پاس رکھنے کی درخواست کرے اور شوہر اس پر راضی ہو جائے تو کچھ حرج کی بات نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا اَنْ یَّصَّالَحَا بَیْنَھُمَا صُلْحًا،، یعنی ان کا آپس میں صلح کر لینے میں حرج نہیں۔ اور صلح علیحدگی سے بہتر ہے۔ ابوداؤد نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ام المؤمنین کو یہ خوف لاحق ہُوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو

٢٥١٧ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَبِيْ عَوْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ

ایک سال کے لئے جلاوطنی لازم ہے۔ پھر ایک آدمی سے فرمایا اے اُنیس! اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس کو سنگسار کر دو اُنیس اس عورت کے پاس گیا اور اس کو سنگسار کر دیا،،

۲۵۱۶ شرح: یعنی ان دونوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔ صلح کے طور پر فیصلہ نہ کریں اور حاکم کے لئے جائز ہے کہ ان کی رضاء کے مطابق فیصلہ کرے۔

حضرت اُنیس رضی اللہ عنہ ابن ضحاک اسلمی ہیں جو اس شخص کے قبیلہ میں سے ہیں اور وہ عورت بھی اسلمیہ تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قبیلہ کے شخص کو اس کے پاس بھیجا کہ اگر وہ گناہ کا اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کر دے۔ اُنیس اسلمی کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ دوسرے قبیلہ والے شخص کے فیصلہ سے نفرت کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسد صلح مردود ہے اور فاسد حکم میں جس چیز کا فیصلہ کیا جائے اس کو واپس کر دیا جائے گا جیسے بکریاں اور لونڈی واپس کر دی گئی تھی۔ احناف کا مسلک یہ ہے کہ اگر غیر شادی شدہ زناء کرے تو اس کو صرف سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن نہیں کیا جائے گا اور حدیث میں جلاوطنی کا ذکر بطور سیاست ہے۔ اگر جلاوطنی کو حد کا حصہ کہا جائے تو خبرِ واحد سے نصِ قطعی کا نسخ لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۱۷ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی جو دین میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ عبداللہ بن جعفر مخرمی اور عبدالواحد بن ابی عون نے سعد بن ابراہیم سے اس کی روایت کی۔

۲۵۱۷ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جس نے ظلم پر صلح کی وہ دین میں نئی بات ہے۔

احداث ،، نئی بات ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں نئی بات دین میں کوئی ایسی نئی بات اختراع کرنا ہے جو کتاب وسنت میں نہیں پائی جاتی اور نہ ہی وہ کتاب وسنت کے موافق ہے۔ اور اگر کتاب وسنت سے اس کو مستنبط کیا جائے اور اس کا اصل کتاب وسنت میں ہو تو اس پر مذکور احداث (بدعت) کا اطلاق نہیں ہوتا۔

۲۵۱۹ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبٰى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالُوا لَا نُقِرُّ بِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ لٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللّٰهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ امْحُ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَمْحُوكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ بِسِلَاحٍ إِلَّا فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَهُ وَأَنْ لَا يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُمْ ابْنَةُ حَمْزَةَ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرٌ بِنْتُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي وَقَالَ زَيْدٌ بِنْتُ أَخِي فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي وَقَالَ لِزَيْدٍ أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا

حال میں کہ ہتھیار جُلبان میں ہوں گے لوگوں نے پوچھا ہتھیار جُلبّان میں ہونے کیا معنیٰ ہے۔ آپ نے فرمایا نیام اور جو اس میں ہے!

۲۵۱۸ ـــــ شرح : یعنی فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں پر اکتفاء کی جائے جبکہ وہ لوگوں میں مشہور ہوں اور قبیلہ اور نسب کی طرف منسوب کرنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ اور وثیقہ نویس جو اس کا نام اور اس کے باپ اور دادا کا نام لکھتے ہیں اور اس میں اور بھی کئی اشیاء لکھتے ہیں وہ بطورِ احتیاط لکھی جاتی ہیں تاکہ کسی سے اشتباہ نہ ہو لیکن فقہا کہتے ہیں کہ صلح کرنے والے کے باپ اور دادا کا نام لکھا جائے اور نسب بھی

۲۵۲۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ ثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوفًا وَلَا يُقِيمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ ۔

وہ لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا کیونکہ وہ مکہ میں مسلمان ہو گیا تھا اور اس کے باپ نے اس کو قید کر رکھا تھا وہ بیڑیوں سمیت بھاگ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا جب اس کے باپ سہیل نے اسے دیکھا تو اس کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹا تاکہ اس کو واپس کر دے ابو جندل نے چلا کر کہا اے مسلمانو ! کیا میں مشرکوں کے حوالہ کیا جاؤں گا جو میرا دین خراب کریں گے ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا جندل صبر سے کام لو اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے دوسرے کمزور ساتھیوں کو نجات دلائے گا ۔ اور ہم نے صلحنامہ لکھ لیا ہے اب ہم عہد شکنی کرنا نہیں چاہتے اور اس کو واپس کر دیا ، اس موقعہ پر سہیل بن حنیف نے کہا اس دن ہم مشرکوں کے ساتھ لڑائی سے رجوع نہ کرتے لیکن ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مسترد نہیں کر سکتے تھے اگر طاقت ہوتی تو ہم صلحنامہ رد کر دیتے لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہم پر لازم تھی ۔

۲۵۲۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے نکلے تو کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے آپ نے حدیبیہ میں ہدی نحر کی اور سر مبارک کے بال منڈائے اور مشرکوں کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ آپ آئندہ سال عمرہ کریں گے اور تلواروں کے ہتھیار نہیں اٹھائیں گے اور جس قدر وہ چاہیں ہم مکہ میں ٹھہریں گے چنانچہ آپ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور حسب شرائط صلح مکہ میں داخل ہوئے جب تین دن ٹھہر چکے تو انھوں نے کہا کہ مکہ سے چلے جائیں تو آپ مکہ سے چلے گئے ۔

۲۵۲۰ — شرح : صلح حدیبیہ میں کفار مکہ نے سخت شرائط لگائیں جو بظاہر مسلمانوں کے حق میں نہ تھیں لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوبی ان کو قبول کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس صلح پر عظیم مصالح مرتب ہوں گے جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہیں نہ تھیں اس لئے اس صلحنامہ کو انھوں نے دل سے قبول نہ کیا اور پریشان ہوئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اس صلحنامہ کا فائدہ یہ ہوا کہ مکہ فتح ہوا اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہونے لگے کیونکہ صلح سے پہلے مسلمانوں سے ملاقات نہ کر سکتے تھے اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی مشافہۃً سماعت کر سکتے تھے ۔ جب

میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو قصاص کا حکم دیا۔ انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ! کیا ربیع کا دانت توڑ دیا جائیگا
بخدا! اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اے انس! اللہ کی کتاب حکم قصاص ہے یہ سن کر دوسرے لوگ راضی ہوگئے اور انھوں نے قصاص معاف
کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر یقین
محکم رکھتے ہوئے قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ وہ پوری کر دیتا ہے۔ فزاری نے حمید اور انس سے روایت میں اضافہ ذکر کیا کہ
لوگ راضی ہوگئے اور دیت قبول کر لی!

۲۵۲۲ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ حضرت انس بن نضر نے شرع کے حکم کا انکار کیوں کیا؟
اس کا جواب یہ ہے کہ انس نے یہ سمجھا تھا کہ قصاص اور دیت میں اختیار
ہے جو بھی ان دونوں میں سے اداء کر دیا جائے جائز ہے اور ان کو قصاص کی تعیین کا علم نہ تھا یا انس کا یہ خیال
تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے یا اس نے انکار کی غرض سے یہ نہ کہا تھا بلکہ اس کو اُمید تھی
کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رحم ڈال دے گا اور وہ معاف کر دیں گے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انس
بن نضر کے کلام میں حرف "لا"، حکم کو رد کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ قصاص کے وقوع کی نفی مراد تھی کہ واقعہ
اور نفس الامر میں ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا اور "لا تکسر"، سے قصاص کے واقعہ نہ ہونے کی خبر دینا
ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کا مقبول بندہ تھا اور اس کو اللہ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا اور اس کو یقین محکم
تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کو نا اُمید نہیں کرے گا اور دوسرے فریق کے دلوں میں رحم ڈال دے گا اور وہ معاف کر دیں گے
اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض مخلص بندے جو اس کے مقرب ہیں جو بات
کہہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔
یہ دسویں حدیث ہے جس میں امام بخاری اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں!
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دانت میں قصاص واجب ہے۔
امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب دانت کو جڑ سے اُکھاڑ دیا جائے تو اس کے قصاص میں سب کا اتفاق ہے
اور اگر سارا دانت نہ توڑا جائے اسی طرح کسی کی ہڈی توڑ دی جائے تو احناف اور امام شافعی رحمہم اللہ کا مذہب
یہ ہے کہ دانت کے سوا ہڈی توڑ ڈالنے میں قصاص نہیں کیونکہ بعض دانت یا ہڈی توڑنے کی صورت میں قصاص
میں مماثلت یقینی نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان سب میں قصاص واجب ہے جبکہ مماثلت ممکن ہو۔
لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "ہڈی میں قصاص نہیں"، نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑ کے بغیر ہڈی توڑنے میں قصاص نہیں لیا۔ یہ روایت اگرچہ
قوی نہیں مگر ابن عباس کی روایت سے اس کو تقویت ملتی ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ انسان اپنے گمان کے مطابق قسم
کھا سکتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں اور قصاص معاف کر دینا مستحب ہے اور جس کی تعریف کرنے

بْنُ عَلِيٍّ إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَإِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا قَالَا فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِي بِهٰذَا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالَحَهُ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِنَّمَا صَحَّ عِنْدَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

وہ واپس نہ جائیں گے۔ حتیٰ کہ اپنے مخالفوں کو قتل کردیں گے اور امیر معاویہ نے جو دو مردوں (معاویہ اور عمرو بن عاص) سے بہتر تھے۔ عمرو بن عاص سے کہا اے عمرو اگر انھوں نے ان کو قتل کردیا اور انھوں نے ان کو قتل کردیا تو لوگوں کے امور کی نگرانی کون کرے گا؟ ان کی عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ اور ان کے بچوں اور بوڑھوں کی حفاظت کون کرے گا؟ پھر قریش کے قبیلہ بنی عبد شمس سے دو مرد عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو بھیجا اور کہا اس مرد کے پاس جاؤ اور صلح پیش کرو اور اُن سے بات کرو اور ان کو صلح کی طرف بلاؤ چنانچہ وہ دونوں امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے بات چیت کی اور صلح کرنا چاہی ان سے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں۔ ہم نے بہت مال خرچ کیا ہے اور یہ لوگوں کے خونوں میں فتنہ انگیزی کرتے ہیں۔ ان دونوں نے کہا وہ آپ کے سامنے صلح پیش کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ صلح چاہتے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا ضامن کون ہوگا ان دونوں نے کہا ہم ضامن ہیں اور اس کی ذمہ داری لیتے ہیں امام حسن نے ان سے جس شئ کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا ہم اس کی ذمہ داری لیتے ہیں چنانچہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی۔ اور فرمایا میں نے ابوبکرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر دیکھا جبکہ حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے اور آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف توجہ کرکے فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے گا۔ مجھے علی بن عبداللہ نے کہا حسن بصری کا ابوبکرہ سے سماع اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

۲۵۲۳ شرح: اس مقام میں تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے چالیس

۲۵۲۵ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ ثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِیِّ مَالٌ قَالَ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ كَاَنَّهُ يَقُوْلُ النِّصْفَ فَاَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا ۔

باب کیا امام صلح کا اشارہ کرسکتا ہے

۲۵۲۴ــــ ترجمہ : محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ انصاری کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ پر دو جھگڑنے والوں کی آوازیں سُنیں جو بلند ہو رہی تھیں کیا دیکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک دُوسرے سے قرضہ کم کرانا چاہتا ہے اور دُوسرا کہتا ہے بخدا ! میں قرضہ کم نہیں کروں گا ، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ کی قسم کھانے والا کہاں ہے وہ اچھا کام نہیں کرتا ہے اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ ! میں ہوں وہ جو چاہتا ہے۔ میں چھوڑتا ہوں !

۲۵۲۴ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقروض کے ساتھ احسان کرنا چاہیئے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت جلد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو سمجھ کر آپ کی اطاعت کرتے تھے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو کوئی قسم کھائے کہ وہ نیکی نہیں کرے گا تو مستحب یہ ہے کہ وہ اس میں حانث ہو جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے !

۲۵۲۵ــــ ترجمہ : عبداللہ بن کعب بن مالک نے کعب بن مالک سے روایت کی اُن کا ابو حدرد اسلمی پر قرض تھا وہ اس کو ملے اور اسے گرفتار کر لیا۔ حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں ۔ ان کے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو فرمایا اے کعب ! اور اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کیا گویا کہ آپ فرماتے تھے ۔ نصف چھوڑ و چنانچہ اُنھوں نے جو قرضہ تھا اس کا نصف لیا اور باقی نصف چھوڑ دیا۔

(اس حدیث کی شرح کتاب الصلوٰۃ کے باب التقاضی والمعاملہ فی المسجد کی حدیث ۴۴۷ کے تحت دیکھیں)

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَیْرِ اَسْقِ یَا زُبَیْرُ ثُمَّ اَرْسِلْ اِلٰی جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ کَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْجَدْرَ فَاسْتَوْعٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَئِذٍ حَقَّہٗ لِلزُّبَیْرِ وَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ اَشَارَ عَلَی الزُّبَیْرِ بِرَأْیٍ سَعَۃٍ لَہٗ وَلِلْاَنْصَارِیِّ فَلَمَّا اَحْفَظَ الْاَنْصَارِیُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعٰی لِلزُّبَیْرِ حَقَّہٗ فِیْ صَرِیْحِ الْحُکْمِ قَالَ عُرْوَۃُ قَالَ الزُّبَیْرُ وَاللّٰہِ مَا اَحْسِبُ ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ اِلَّا فِیْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ الْاٰیَۃَ ۔

باب — جب امام صُلح کی طرف اشارہ کرے اور وہ اس کا انکار کر دے تو وہ اپنا فیصلہ کر دے

۲۵۲۷ — ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ زُبیر بیان کرتے تھے۔ اُنھوں نے ایک انصاری جو بدر میں حاضر ہُوا تھا سے حرّہ کی نہر جس سے وہ دونوں پانی پلایا کرتے تھے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا کیا۔ تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زُبیر سے فرمایا اے زُبیر تم زمین سیراب کر لو پھر اپنے ہمسایہ کے لئے چھوڑ دو اس سے انصاری غصہ سے بھر گیا اور کہنے لگا یا رسولَ اللہ! وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہوگیا پھر فرمایا اے زُبیر تم زمین سیراب کر لو پھر اس کو روک رکھو حتیٰ کہ دیواروں تک پہنچ جائے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت زُبیر کو ان کا پُورا حق دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زُبیر کو جو مشورہ دیا تھا اس میں ان کے لئے اور انصاری کے لئے وسعت تھی۔ جب انصاری نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غضبناک کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے واضح حکم میں زُبیر کو ان کا پُورا حق دیا۔ عروہ نے کہا زُبیر نے کہا بخدا! میرا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ اس جھگڑے کے متعلق نازل ہوئی یعنی اے محبوب تیرے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہیں ہوں گے حتیٰ کہ اپنے معاملات میں آپ کو حاکم مانیں (حدیث ۲۲۰۵ کی شرح کا مطالعہ کریں)

فَاَخْبَرَهُمَا فَقَالَا لَقَدْ عَلِمْنَا اِذْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ اَنْ سَيَكُوْنُ ذٰلِكَ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَذْكُرُوْا اَبَا بَكْرٍ وَلَا ضَحِكَ وَقَالَ وَتَرَكَ اَبِيْ عَلَيْهِ ثَلٰثِيْنَ وَسْقًا دَيْنًا وَقَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلٰوةَ الظُّهْرِ۔

اُنھوں نے انکار کیا اور ان کھجوروں سے قرضہ پورا نہ ہوتا دیکھا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا جب کھجوریں اُتارو اور ان کو کھلیان میں رکھو تو مجھے اطلاع کرو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ تشریف لائے جبکہ آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق تھے۔ آپ کھلیان کے پاس بیٹھ گئے اور اس پر برکت کی دُعاء کی۔ پھر فرمایا اپنے قرضخواہوں کو بلاؤ اور ان کا قرض ادا کر دو میں نے کسی شخص کو نہ چھوڑا جس کا میرے باپ پر قرض تھا مگر میں نے اس کو اداء کر دیا اور تیرہ وسق کھجوریں بچ گئیں (جن میں) سات وسق عجوہ چھ وسق لون یا سات وسق عجوہ اور سات وسق لون تھی۔ پھر میں مغرب کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا ابوبکر اور عمر کے پاس جاؤ ان سے یہ بیان کرو اُنھوں نے کہا ہم نے اسی وقت سمجھ لیا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا تھا کہ عنقریب ایسا ہوگا (اس میں برکت ہوگی) ہشام نے وہب کے ذریعہ جابر سے صلاۃ عصر کا ذکر کیا اور ابوبکر کو ذکر نہیں کیا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک (ہنسنا) ذکر کیا ہے۔ اور کہا میرے والد نے تیس وسق قرض چھوڑا۔ ابن اسحاق نے وہب کے ذریعہ جابر سے صلوٰۃ ظہر کی روائت کی ہے۔

۲۵۲۸ — شرح : عجوہ اور لون کھجوروں کے اقسام ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ مذکتاب الاستقراض میں ذکر کیا ہے کہ سترہ وسق بچ رہے اور یہاں تیرہ وسق ذکر کئے ہیں اور "باب الشفاعة فی وضع الدین" میں ذکر کیا کہ قرض اداء کرنے کے بعد کھجوریں بچ رہیں گویا کہ ان کو مس ہی نہیں کیا ان میں اتفاق کی صورت کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ دیگر اخراجات سے پہلے قرض اداکرنے کے بعد سترہ وسق بچ گئے اور اس کے بعد اپنے لئے تیرہ وسق باقی رہ گئے۔ اور کھجوروں کا جوں کا توں رہنا برکت کے اعتبار سے تھا دراصل کھجوریں سترہ وسق تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کا قرض اداکرنے کے لئے اتنی قدر کھجوریں بڑھا دیں اور یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ حدیث میں نمازوں میں منافات مضر نہیں کیونکہ نماز کی تعیین پر کوئی مزید مفہوم مرتب نہیں ہوتا۔

"واللہ علی مایشاء قدیر"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الشروط

باب ما یجوز من الشروط فی الاسلام والاحکام والمبایعۃ

۲۵۳۰ — حدثنا یحیی بن بکیر ثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب اخبرنی عروۃ بن الزبیر انہ سمع مروان والمسور بن مخرمۃ یخبران عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما کاتب سہیل بن عمرو یومئذ کان فیما اشترط سہیل بن عمرو علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یأتیک منا احد وان کان علی دینک الا رددتہ الینا وخلیت بیننا و بینہ فکرہ المؤمنون ذلک وامتعضوا منہ وابی سہیل الا ذلک فکاتبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک فرد یومئذ ابا جندل الی ابیہ سہیل بن عمرو ولم یأتہ احد من الرجال الا ردہ فی تلک المدۃ وان کان مسلما وجاءت المؤمنات مہاجرات وکانت ام کلثوم بنت عقبۃ بن ابی معیط ممن خرج الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ وھی عاتق فجاء اھلہا یسألون النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یرجعہا الیہم فلم یرجعہا الیہم لما انزل اللہ عزوجل فیہن اذا جاءکم المؤمنات مہاجرات فامتحنوھن اللہ اعلم بایمانہن فان علمتموھن مؤمنات فلا ترجعوھن الی الکفار الاٰیۃ ۔ قال عروۃ فاخبرتنی عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمتحنہن بہذہ الاٰیۃ یا ایہا الذین اٰمنوا اذا

جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ اِلٰى غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهٖ وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا بَايَعَهُنَّ اِلَّا بِقَوْلِهٖ۔

نے فرمایا جو عورت نے اس شرط کا اقرار کرلیتی اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میں نے تجھے بیعت کرلیا۔ صرف اس سے یہی کلام کرتے ،، بخدا بیعت کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مَس نہیں کیا اور آپ عورتوں کو صرف کلام سے بیعت کرتے تھے (یعنی عورت سے فرماتے میں نے تجھے بیعت کرلیا)

۲۵۳۰ — شرح : یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ مروان اور مِسْوَر بن مخرمہ دونوں صلح حدیبیہ میں حاضر نہ تھے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرواں کا سماع ثابت نہیں جبکہ اس کے باپ حَکَمْ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کردیا تھا اور وہ اپنے باپ کے ساتھ طائف میں چلا گیا تھا جبکہ وہ لَا یَعْقِلُ بچہ تھا وہ اپنے باپ کے ساتھ طائف میں رہا حتی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین منتخب ہوئے تو انھوں نے دونوں کو واپس بلالیا۔ اور مِسْوَر بن مَخْرَمَہْ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ثابت ہے لیکن وہ اپنے والد کے ساتھ فتح مکہ کے بعد آئے تھے جبکہ وہ کمسن تھے۔ اور صلح حدیبیہ کا واقعہ اس سے دو سال پہلے ہوچکا تھا۔ اس لئے یہ حدیث مرسل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ روائت مجہول لوگوں سے ہے کیونکہ مروان اور مِسْوَر نے کسی صحابی کا نام ذکر نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں تو ان سے روائت کرتے وقت ان کے نام ذکر نہ کئے جائیں تو اس سے حدیث میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔ سُہیل بن عمرو عبدالشمس قرشی ہیں اور کفارِ قریش کے سردار تھے بدر کی جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئے اور وہ قریش کے بہت بڑے خطیب تھے۔ صلحنامہ لکھواتے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے دانت نکال دیجئے یہ آپ کے سامنے کوئی بیان نہ دے سکے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اس بات کو چھوڑو! یہ عنقریب ایسے مقام میں پہنچے گا کہ تم اس کی تعریف کروگے (مسلمان ہوجائے گا) چنانچہ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوگئے اور قرآن پڑھتے وقت بہت رویا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو مکہ والوں میں اختلاف پیدا ہوگیا اور بہت لوگ مرتد ہوگئے تو سُہیل بن عمرو نے ان سے بلیغ خطاب کیا تو لوگ خاموش ہوئے اور اختلاف ترک کردیا۔ یہ وہ مقام ہے جس کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا تھا کہ اے عمر! ایک وقت آئے گا کہ یہ ایسے مقام میں کھڑا ہوگا کہ تم اس کی تعریف کروگے۔ وہ اٹھارہ ہجری کو

بَابُ اِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ

۲۵۳۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ ۔

نصیحت (اخلاص) یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے کسی کو اس کا شریک نہ کرے اس کی صفات جمال وکمال میں الحاد نہ کرے اس کی ذات کو نقائص سے مُبرّا جانے اس کی ہمیشہ اطاعت کرتا رہے اور نافرمانی سے بچتا رہے ۔ اللہ کی کتاب کے لئے نصیحت (اخلاص) یہ ہے کہ اس کو اللہ کی کتاب جانے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے مخلوق کا کلام اس جیسا نہیں ہو سکتا ۔ اس کی تعظیم کرے ہمیشہ اس کی اطاعت کرتا رہے اور اس کے احکام پر عمل کرے ۔ اللہ کے رسول کے لئے نصیحت یہ ہے کہ اس کو رسول جانے اور اس کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے ۔ اوامر ونواہی میں اس کی اطاعت کرے اور ہر حال میں اس کی مدد کرے اس کے آداب سیکھے اس کے اہل بیت ، اولاد اور اصحاب سے محبت کرے ۔ مسلمان حاکموں کے لئے نصیحت یہ ہے کہ ان کی حق پر مدد کرے ان کی اطاعت کرے اور ان کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند نہ کرے ۔ عوام الناس کے لئے نصیحت (اخلاص) یہ ہے کہ ان کی راہنمائی کرے اور ان کو تکلیف نہ دے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اگر کھجور کا درخت بیچے حالانکہ اس کو پیوند لگایا گیا ہو ،،

۲۵۳۳ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص کھجور کا درخت فروخت کرے حالانکہ اس کو پیوند لگایا گیا ہو تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کرے (پھل بھی ساتھ)

(اس حدیث کی تفصیل من باع نخلا قد ابرت کے باب کی حدیث ۲۰۶۴ کی شرح میں مذکور ہے)

بَابٌ اِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهْرَ الدَّآبَّةِ اِلٰى مَكَانٍ مُسَمًّى جَازَ

۲۵۳۵ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ اَنَّهُ كَانَ يَسِيْرُ عَلٰى جَمَلٍ لَهُ قَدْ اَعْيَا فَمَرَّ عَلَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَهُ فَدَعَا لَهُ فَسَارَ بِسَيْرٍ لَيْسَ يَسِيْرُ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ بِعْنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ بِعْنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ فَبِعْتُهُ فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ اِلٰى اَهْلِيْ فَلَمَّا قَدِمْنَا اَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِيْ ثَمَنَهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَاَرْسَلَ عَلٰى اِثْرِيْ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُ لِاٰخُذَ جَمَلَكَ فَخُذْ جَمَلَكَ ذٰلِكَ فَهُوَ مَالُكَ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ اَفْقَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ شَرَطَ ظَهْرَهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتّٰى تَرْجِعَ وَقَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَفْقَرْنَاكَ ظَهْرَهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ تَبَلَّغْ عَلَيْهِ اِلٰى اَهْلِكَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوُقِيَّةٍ وَتَابَعَهُ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَغَيْرِهِ عَنْ جَابِرٍ اَخَذْتُهُ بِاَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَهٰذَا يَكُوْنُ اُوْقِيَّةً عَلٰى حِسَابِ الدِّيْنَارِ

باب — جب بائع خاص مقام تک پہنچنے کے لئے جانور پر سواری کی شرط کرے تو جائز ہے،،

۲۵۳۵ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اپنے اونٹ پر چل رہے تھے جو چلنے سے عاجز ہو چکا تھا (اس کے پاس سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو اس اونٹ کو مارا اور اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ اتنا تیز چلنے لگا کہ وہ اس جیسا کبھی نہیں چلا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا یہ میرے ہاتھ ایک اوقیہ کے عوض فروخت کر دو۔ میں نے عرض کیا۔ نہیں! آپ

سے خریدا ابو نضرہ نے جابر سے روایت کی کہ اس کو بیس دینار سے خریدا شعبی کا قول کہ ایک وقیہ سے خریدا تھا اکثر روایات میں ہے اور یہ میرے نزدیک صحیح تر ہے۔ یہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے!

۲۵۲۵ —— **شرح** : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اونٹ خریدا جو چلنے سے عاجز تھا۔ شعبی کے خیال کے مطابق یہ سفر تبوک کے راستہ کا ہے۔ پھر آپ نے عادت مبارکہ کے مطابق اس کو ہبہ کر دیا بلکہ قیمت پر اضافہ بھی دیا اور اونٹ اور اضافہ سمیت قیمت اس کو واپس کر دی "فَقَار،، کا معنی پیٹھ کی ہڈی کے جوڑ ہیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں روایات مختلفہ ہیں اور پیٹھ پر سوار ہونے کا لفظ صراحۃً شرط پر دلالت کرتا ہے لیکن احناف کہتے ہیں کہ یہ شرط نفس عقد میں نہ تھی۔ یہ عقد سے پہلے یا بعد میں تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر پر احسان کیا اور اس کو نفع حاصل کرنے کی اجازت دی جیسے آخر میں اونٹ ہی دے دیا۔ اگر یہ سوال ہو کہ طبری شافعی نے اس حدیث کے بعض طرق کے ذریعہ ذکر کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قیمت دینا چاہا تو میں نے مدینہ منورہ تک سواری کی شرط لگالی۔ اس سے علامہ طبری نے استدلال کیا کہ شرط عقد کے بعد بھی اس کا جواب یہ ہے کہ "نَقَدَنِی الثَّمَنَ،، کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ نے ثمن (قیمت) مقرر کر دی اور اس کو معین کر دیا اور مدینہ منورہ جا کر ادا کیا چنانچہ صریح روایات میں ہے کہ جابر نے مدینہ منورہ جا کر ثمن پر قبضہ کیا تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب بائع کوئی جانور فروخت کرے اور کچھ دیر کے لئے اس پر سواری کی بائع شرط کرے تو اس بیع کے جواز میں اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس کو جائز کہتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل کا مسلک بھی یہی ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ اگر مسافت قریب ہو تو اس کو جائز امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما اس جائز نہیں کہتے مسافت مختصر ہو یا مطول ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع میں کچھ مستثنیٰ کر لینے سے منع فرمایا ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔ اور وہ بخاری میں مذکور اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقۃً بیع نہیں کی تھی بلکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اس صورت میں کچھ عطاء کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ یا یہ شرط نفس عقد میں تھی بلکہ اس سے پہلے یا اس کے بعد تھی۔ اور جابر کو بطور احسان اور تبرع مدینہ منورہ تک سواری کرنے کی اجازت دی تھی۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس بیع کی قیمت کے متعلق بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ حالانکہ واقعہ بھی ایک ہی ہے تو مبیعہ کی قیمت نفس الامر میں ایک ہی ہوگی تو باقی کا کیا حکم ہوگا جبکہ تمام روایات کے راوی عادل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سونے کی وقیہ کبھی دو سو درہم کی ہوتی ہے جو بیس دینار کے برابر ہیں جبکہ ایک دینار کو دس دراہم کے مساوی شمار کیا جاتا ہے اور چاندی کی وقیہ چالیس درہم کی ہوتی ہے جو چار دینار کے مساوی ہیں اور جہاں چار اوقیہ کا ذکر ہے وہاں اس اصطلاح کا اعتبار کیا ہے کہ ہر وقیہ دس درہم کی شمار کرتے ہیں اور یہ بھی پہلی اصطلاح میں وقیہ ہے الغ سب کا مرجع وقیہ ہوتا ہے اور اس کی مقدار اور کیفیت میں اختلاف ہے۔ ابو جعفر داؤدی نے کہا سونے کی اوقیہ

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ مَقَاطِعَ الْحُقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ وَلَكَ مَا اشْتَرَطْتَ وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي۔

۲۵۲۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوسُفَ ثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ۔

کو پھلوں میں شریک اس شرط پر کیا گیا کہ وہ ان میں محنت کریں گے۔ حدیث ع ۲۱۷۵ کی شرح میں اس حدیث کی تفصیل مذکور ہے۔

باب عقدِ نکاح کے وقت مہر میں شرط لگانا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حقوق کی قطعیت شرط کے پورا ہونے کے وقت ہوتی ہے اور تم کو وہی ملے گا جو تم نے شرط کی ہے۔ مسور نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے اپنے داماد کو ذکر کیا اور اس کی دامادی کی تعریف کی اور اچھی تعریف کی۔ فرمایا اُس نے میرے ساتھ بات کی اور سچی کی مجھ سے وعدہ کیا تو اس کو پُورا کیا۔

۲۵۲۸ ترجمہ : عُقبہ بن عامر نے کہا " رضی اللہ عنہ "، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شرطیں جن کو پُورا کرنا زیادہ لائق ہے وہ یہ کہ جس کے ساتھ تم نے شرمگاہوں کو حلال جانا (حقوقِ زوجیت)

۲۵۲۸ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مصاہرت سے مراد عورت کے گھر والے ہیں۔ اور یہاں اس سے مراد ابوالعاص بن ربیع ہیں جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوہر تھے۔ وہ بدر کے روز گرفتار کئے گئے تھے لیکن صحابہ کرام

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

۲۵۴۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَزِيدَنَّ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَنَّ عَلَى خِطْبَتِهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِئَ إِنَاءَهَا ۔

بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي الْحُدُودِ

۲۵۴۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا قَالَا إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْشُدُكَ اللهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ

نے منع کردیا اور سونا چاندی کے عوض کرایہ پر دی جائے تو کوئی حرج نہیں ایسے ہی مثلاً نصف یا ثلث بٹائی پر دی جائے کہ اس زمین سے جو بھی پیداوار ہو وہ اس طریقہ پر تقسیم کرلیں گے اور کسی خاص قطعہ کی پیداوار کی تعیین نہ کریں تو یہ جائز ہے !

باب جو شرطیں نکاح میں جائز نہیں

۲۵۴۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شہری دیہاتی کے لئے نہ بیچے اور نہ نجش کرو اور اپنے بھائی کی بیع پر زیادہ نہ کرو اور نہ اس کی منگنی پر منگنی کی جائے اور نہ ہی کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق دلوائے تاکہ اس کے برتن کو اپنے لئے مائل کرے۔

۲۵۴۰ — شرح : یعنی کوئی بھی عورت کسی شخص کو یہ نہ کہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر اس سے نکاح کرلے اور جو کچھ اس کے لئے حقوقِ زوجیت ہیں وہ خود لے لے اس حدیث کی شرح کتاب البیوع کی حدیث ۲۰۰۹ کی شرح میں دیکھیں۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلَى أَنْ يُعْتَقَ

۲۵۴۲ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ الْمَكِّيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ بَرِيرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ اشْتَرِينِي فَإِنَّ أَهْلِي يَبِيعُونِي فَأَعْتِقِينِي قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ إِنَّ أَهْلِي لَا يَبِيعُونِي حَتَّى يَشْتَرِطُوا وَلَائِي قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِي فِيكِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَغَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُ بَرِيرَةَ فَقَالَ اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَلْيَشْتَرِطُوا مَا شَاءُوا قَالَتْ فَاشْتَرَيْتُهَا فَأَعْتَقْتُهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنِ اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ

باب — مکاتب کے متعلق جو شرط لگانا جائز ہے جبکہ وہ اس شرط پر فروخت ہونے پر راضی ہو کہ اس کو آزاد کیا جائے

۲۵۴۲ — ترجمہ : عبدالواحد بن ایمن مکی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنھوں نے فرمایا میرے پاس بریرہ آئی اور کہنے لگی یا ام المؤمنین مجھے آپ خرید لیں کیونکہ میرے مالک مجھے بیچنا چاہتے ہیں پھر مجھے آزاد کر دیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہاں! بریرہ نے کہا میرے مالک اس شرط پر مجھے بیچتے ہیں کہ میری ولاء اُن کے لئے ہو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سن لیا یا کسی نے آپ تک یہ خبر پہنچا دی تو آپ نے فرمایا بریرہ کا کیا حال ہے؟ اور ام المؤمنین سے فرمایا اس کو خرید لو اور آزاد کر دو وہ لوگ جو بھی چاہیں شرطیں لگاتے پھریں ام المؤمنین نے فرمایا میں نے اس کو خرید لیا پھر آزاد کر دیا اس کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کی ہے جو آزاد کرے اگرچہ وہ سو شرطیں لگائیں‘‘

۲۵۴۲ شرح : بریرہ رضی اللہ عنہا مکاتبہ تھیں اس نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اس کو خرید لیں اور یہ شرط لگائی کہ خریدنے کے بعد وہ اس کو آزاد کر دیں۔ معلوم ہُوا کہ مکاتب اس شرط پہ فروخت ہونے کو راضی ہو جائے کہ اس کو خرید کر آزاد کر دیا جائے تو جائز ہے۔ یہ حدیث کئی بار گزری ہے!

اَلجُزءُ الحَادِی عَشَر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ الشُّرُوطِ مَعَ النَّاسِ بِالقَوْلِ

٢٥٤٤ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوسٰی اَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَعْلٰی بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ اِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ثَنِیْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا کَانَتِ الْاُوْلٰی نِسْیَانًا وَالْوُسْطٰی شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا لَقِیَا غُلَامًا فَقَتَلَهٗ فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُرِیْدُ اَنْ یَنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ قَرَاَهَا

—— اِبْنُ عَبَّاسٍ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ

کرنے کا فائدہ نہ ہوگا۔ "تلقی" کا معنیٰ یہ ہے کہ شہر کے لوگوں نے سنا کہ تجارت کا قافلہ آرہا ہے۔ تو وہ شہر سے
باہر چلے جائیں اور شہر کا بھاؤ بتائے بغیر ان سے سامان خریدیں۔ مہاجر سے مراد شہری اور اعرابی سے مراد دیہاتی
ہے جو شہر سے باہر دور رہتا ہے۔ بظاہر تو اس سے شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا ہے مگر یہ خرید و فروخت
دونوں کو شامل ہے۔ "نجش" یہ ہے کہ چند آدمی کسی شئ کا بھاؤ چڑھانے کے لئے زیادہ قیمت کے عوض خریدنے کا
اظہار کریں لیکن ان کا مقصد صرف بھاؤ کا زیادہ کرنا ہو خریدنا مقصد نہ ہو اس سے خریدار دھوکہ میں آجاتا ہے
"تصریہ" یہ ہے کہ دودھ والے جانور کے تھنوں میں دودھ ایک دو دن روک دیا جائے تاکہ خریدار دودھ
زیادہ سمجھ کر خریدے۔ یہ دھوکہ ہے اس سے منع کیا گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کے آخر میں ذکر
کیا کہ غندر اور عبدالرحمن نے نُہِیَ مجہول ذکر کیا ہے۔ اور آدم نے "نُہینا" متکلم مجہول ذکر کیا ہے اور نضر اور حجاج
بن منہال نے نَہیٰ معروف ذکر کیا ہے۔ ان تینوں الفاظ میں قرینہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ منع کرنے والے جناب
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم ہیں۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْوَلَاءِ

۲۵۴۵ــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقَالَتْ إِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكِ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

قرآن کی ترتیب نہیں پائی جاتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ ولاء میں شرط لگانا

۲۵۴۵ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس بریرہ آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر عقد کتابت کیا ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا کریں گی۔ آپ میری مدد کریں مائی صاحبہ نے کہا اگر وہ پسند کریں تو میں ان کو ایک ہی دفعہ ادا کر دیتی ہوں بشرطیکہ ولاء میری ہوگی! تو میں کرتی ہوں۔ بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے کہا لیکن

اَعۡطَاهُمۡ قِيۡمَةَ مَا كَانَ لَهُمۡ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَّاِبِلًا وَّعُرُوۡضًا مِنۡ اَقۡتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيۡرِ ذٰلِكَ رَوَاهُ حَمَّادُ بۡنُ سَلَمَةَ عَنۡ عُبَيۡدِ اللّٰهِ اَحۡسِبُهٗ عَنۡ نَافِعٍ عَنِ ابۡنِ عُمَرَ عَنۡ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِخۡتَصَرَهٗ۔

شرط کرلیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بریرہ کا واقعہ چودھویں بار ذکر کیا ہے (عینی)

باب — جب کوئی مزارعت میں شرط لگائے کہ "جب میں چاہوں تجھے باہر کردوں گا"

۲۵۴۶ — ترجمہ: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی اُنھوں نے کہا خیبر کے یہودیوں نے عبداللہ بن عمر کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے اُن کے اموال میں عہد کیا اور فرمایا جب تک تم کو اللہ تعالیٰ ثابت رکھے ہم تم کو ثابت رہنے دیں گے اور عبداللہ بن عمر اپنے مال کے لئے وہاں باہر نکلے تو رات کے وقت اُن پر زیادتی کی گئی اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیئے گئے وہاں ان کے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں وہی لوگ ہمارے دشمن ہیں اور انہیں ہم متہم کرتے ہیں اور میں نے ان کو جلاوطن کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ چنانچہ جب اُنھوں نے اس کا مصمم ارادہ کرلیا تو بنی ابی الحقیق سے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور کہا یا امیرالمؤمنین! آپ ہم کو نکالتے ہیں حالانکہ ہم کو محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" نے رہنے کی جگہ دی ہے اور ہمارے اموال پر ہم سے عہد کیا اور یہ ہم پر شرط عائد کی ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیرا یہ گمان ہے کہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھول گیا ہوں تیرا حال کیسا ہوگا جبکہ تو خیبر سے نکالا جائے گا تیری اونٹنیاں راتوں رات تجھے بھگا لے جائیں گی۔ یہودی نے کہا ابوالقاسم "صلی اللہ علیہ وسلم" نے بلا قصد یہ بات کردی تھی۔ عمر فاروق "رضی اللہ عنہ" نے فرمایا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے اور ان کو جلاوطن کردیا اور ان کو ان کے پھلوں، مال، اونٹوں اور سامان کی قیمت ادا کردی جو کجاوے رسیاں وغیرہ تھیں۔ اس کی حماد بن سلمہ نے عبیداللہ سے روایت کی اور نافع نے ابن عمر اور عمر فاروق کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر روایت کی۔

۲۵۴۶ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کیا تھا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کی زمین میں دو

زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةً فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ
فَوَاللّٰهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتّٰى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا
لِقُرَيْشٍ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ
عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ فَأَلَحَّتْ فَقَالُوا خَلَأَتِ
الْقَصْوَاءُ خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ
الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ ثُمَّ قَالَ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلَّا
أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قَالَ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِأَقْصَى
الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ
حَتّٰى نَزَحُوهُ وَشُكِيَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ
سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ

باب — اہل حرب کے ساتھ جہاد اور مصالحت میں شرطیں لگانا اور ان کو لکھنا ۔

۲۵۴۷ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مسور بن مخرمہ اور مروان سے بیان کیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتا ہے۔ ان دونوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال نکلے حتی کہ جب راستہ میں تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خالد بن ولید قریش کے ایک قافلہ جو مقدمۃ الجیش ہے کو لے کر مقام غمیم میں پہنچ گیا ہے۔ تم راستہ کی دائیں چلو۔ بخدا خالد ان کو معلوم نہ کرسکا حتی کہ اس نے لشکر کا سیاہ غبار دیکھا تو گھوڑے کو دوڑاتا ہوا قریش کو ڈرانے کے لیے گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے حتی کہ جب آپ اس گھاٹی میں پہنچے جہاں سے مکہ جاتے ہیں تو وہاں آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے اونٹنی کو ڈانٹنا شروع کیا لیکن وہ نہ

ذَوُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا
فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ
أَيْ قَوْمِ أَلَسْتُ بِالْوَالِدِ قَالُوا بَلَى قَالَ أَوَلَسْتُمْ بِالْوَلَدِ قَالُوا بَلَى قَالَ
فَهَلْ تَتَّهِمُونِي قَالُوا لَا قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظٍ
فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي قَالُوا بَلَى
قَالَ فَإِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ اقْبَلُوهَا وَدَعُونِي آتِهِ
قَالُوا ائْتِهِ فَأَتَاهُ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ أَيْ
مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ
اِجْتَاحَ أَصْلَهُ قَبْلَكَ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى فَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَرَى وُجُوهًا وَإِنِّي

کی مقدار میں ہی چھوڑ کر آیا ہوں۔ اُن کے ساتھ اونٹ اور ان کے بچے بڑے اور چھوٹے سب ہیں وہ آپ سے جنگ کرنے آئے ہیں اور آپ کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے روکیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کسی کے ساتھ جنگ کرنے نہیں آئے لیکن ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں اور قریش کو لڑائیوں نے کمزور کر دیا ہے اور ان کو سخت تکالیف دی ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو ہم اُن سے کچھ مدت کے لئے صلح کر لیتے ہیں وہ ہمارے اور کفار مکہ کے درمیان تخلیہ کر دیں اگر میں غالب آگیا تو اگر وہ چاہیں تو اس طریقہ (اسلام) میں داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہیں تو یہ منظور کر لیں ورنہ وہ آرام کر لیں اور اگر وہ ہمارے دینِ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کریں تو اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں اُن سے اپنے اس امر (اسلام) میں ان سے جنگ کروں گا حتیٰ کہ میری گردن تن سے جُدا ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنا حکم ضرور نافذ کرے گا بُدَیل نے کہا میں آپ کا ارشاد ان تک پہنچا دیتا ہوں چنانچہ بُدَیل روانہ ہو گیا حتیٰ کہ قریش کے پاس آیا اور اُن سے کہا ہم اس عظیم شخص کی طرف سے تمہارے پاس آئے ہیں ہم نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے اگر چاہو تو تم سے بیان کرتے ہیں۔ کفار مکہ کے بیوقوف لوگوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ تم ہم کو اُن کی کوئی خبر دو اور عقلمند لوگوں نے کہا جو کچھ اُن سے تم نے سُنا ہے وہ بیان کرو۔ بُدَیل نے کہا میں نے ان کو یہ فرماتے سُنا ہے اور جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ اُن سے بیان کیا۔ تو عروہ بن مسعود کھڑا ہو گیا اور کہا اے میری قوم کیا تم (شفقت اور محبت میں) والد کی مثل نہیں ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ عُروہ نے کہا کیا میں والد

فِيْ غَدْرَتِكَ وَكَانَ الْمُغِيْرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَاَخَذَ اَمْوَالَهُمْ
ثُمَّ جَاءَ فَاَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا الْاِسْلَامُ فَاَقْبَلُ وَاَمَّا
الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِيْ شَيْءٍ ثُمَّ اِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَاِذَا اَمَرَ
هُمْ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهُ وَاِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهِ وَاِذَا تَكَلَّمَ
خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهُ فَرَجَعَ عُرْوَةُ
اِلٰى اَصْحَابِهِ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُ عَلٰى
قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ اَصْحَابُهُ مَا
يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ
مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَاِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهُ وَاِذَا تَوَضَّأَ
كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهِ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ

اپنا سر اُوپر کو اُٹھایا تو کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے کہا اے دھوکہ کرنے والے انسان کیا میں نے تیرے جرم کی مدافعت میں کوشش نہیں کی تھی؟ مغیرہ بن شعبہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک قوم کا ساتھی بنا اور ان سب کو قتل کر کے ان کا مال چھین لیا۔ پھر مسلمان ہو گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں اور مال سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ پھر عروہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھوں کے کناروں سے دیکھنا شروع کیا۔ اس نے کہا بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کھنگار نکالتے مگر وہ صحابہ میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرتا اس کو وہ اپنے چہرے اور جسم کی جلد سے مل لیتا تھا۔ جب آپ ان کو حکم کرتے تو جلدی سے اس کی تعمیل کرتے اور جب آپ وضو کرتے تو گرنے والے پانی لینے میں جھگڑتے جب آپ کلام کرتے تو اس وقت آوازیں پست کرتے اور آپ کی تعظیم کرتے ہوئے آپ کی طرف نگاہیں نہ اُٹھاتے۔ عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ اور ان سے کہا اے میری قوم وَاللّٰہ! میں بادشاہوں کے پاس گیا میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا۔ خدا کی قسم میں کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جو محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کے ساتھی محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کی تعظیم کرتے ہیں خدا کی قسم! اگر آپ کھنگار پھینکیں تو وہ ان میں کسی نہ کسی کے ہاتھ میں واقع ہوتا ہے جس کو وہ اپنے چہرہ اور جسم کی جلد پر مل لیتا ہے۔ جب

هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ
سُهَيْلٌ اَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مَا هُوَ وَلٰكِنْ اُكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا
كُنْتَ تَكْتُبُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَكْتُبُهَا اِلَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَا
قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ
بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنْ
كَذَّبْتُمُوْنِیْ اُكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الزُّهْرِیُّ وَذٰلِكَ لِقَوْلِهٖ لَا يَسْاَلُوْنِیْ
خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْ تُخَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوْفَ بِهٖ
فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ اَنَّا اُخِذْنَا ضُغْطَةً وَلٰكِنْ ذٰلِكَ
مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَكَتَبَ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلٰى اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ مکرز ہے فاجر مرد ہے اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے بات کرنا شروع کی ابھی
وہ بات کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آگیا۔ معمر نے کہا مجھ سے ایوب نے عکرمہ سے بیان کہ جب سہیل بن عمرو آیا۔
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارا امر آسان کر دیا ہے۔ معمر نے کہا کہ زہری نے اپنی حدیث میں
بیان کیا کہ سہیل بن عمرو نے آتے ہی کہا آئیے ہمارے اور اپنے درمیان صلحنامہ لکھئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے
کاتب کو بلایا اور فرمایا" صلی اللہ علیہ وسلّم ،، لکھو" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم " سہیل نے کہا اللہ کی قسم ہم رحمٰن کو نہیں جانتے
ہیں۔ آپ یوں لکھیں اے اللہ تیرے نام سے لکھتا ہوں جیسے آپ لکھا کرتے تھے ۔مسلمانوں نے کہا خدا کی قسم ہم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ،، کے سوا اور کچھ نہیں لکھیں گے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لکھو" اے اللہ ہم تیرے
نام سے لکھتے ہیں۔ پھر فرمایا یہ وہ صلحنامہ ہے جس کو " محمد رسول اللہ" لکھتے ہیں۔ سہیل نے کہا بخدا ! اگر ہم جانتے
کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ کرتے ۔لیکن محمد بن عبداللہ
لکھیں ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔ واللہ ! میں اللہ کا رسول ہوں اگر چہ تم میری تکذیب کرو ۔ لکھو محمد عبداللہ

إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ وَلَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي قُلْتُ أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا
أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ قَالَ بَلَى فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا
قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَيْسَ هٰذَا
نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلَى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلَى
قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذَنْ قَالَ أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ
وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ فَوَاللّٰهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ
قُلْتُ أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ قَالَ بَلَى أَفَأَخْبَرَكَ
أَنَّكَ تَأْتِيهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ
قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذٰلِكَ أَعْمَالًا قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا قَالَ فَوَاللّٰهِ
مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتّٰى قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ
دَخَلَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ

میری بات مانو اور اس کی واپسی کا مطالبہ نہ کرو۔ سُہیل نے کہا میں نہیں مانوں گا اس کو ضرور واپس کیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ضرور مان لو۔ اُس نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔ مکرز نے کہا چلو ہم آپ کے لئے اس کی اجازت دیتے ہیں (اس گفتگو کے دوران) ابوجندل نے کہا اے مسلمانو! کیا مجھے مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جائے گا؟ حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے؟ جبکہ اس کو مسلمان ہونے کے سبب سخت عذاب دیا گیا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا اس وقت ہم اپنے دین میں کیوں کمزوری دکھا رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کا رسول ہوں" اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے عرض کیا کیا آپ ہم کو یہ خبر نہیں دیتے تھے کہ ہم بیت اللہ آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں (میں نے کہا تھا) کیا میں نے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال آئیں گے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ضرور بیت اللہ آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ عمر فاروق نے کہا پھر میں

بِهِ ثُمَّ جَرَّبْتُ فَقَالَ اَبُوْبَصِيْرٍ اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْهِ فَاَمْكَنَهٗ مِنْهُ فَضَرَبَهٗ حَتّٰى
بَرَدَ وَفَرَّ الْاٰخَرُ حَتّٰى اَتَى الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُ لَقَدْ رَاٰى هٰذَا ذُعْرًا فَلَمَّا انْتَهٰى اِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُتِلَ وَاللهِ صَاحِبِيْ وَاِنِّيْ لَمَقْتُوْلٌ فَجَاءَ اَبُوْ
بَصِيْرٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ وَاللهِ اَوْفَى اللهُ ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَنِيْ اِلَيْهِمْ
ثُمَّ اَنْجَانِيَ اللهُ مِنْهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلُ اُمِّهٖ مِسْعَرُ
حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ سَيَرُدُّهٗ اِلَيْهِمْ فَخَرَجَ
حَتّٰى اَتٰى سِيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ اَبُوْ جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ
بِاَبِيْ بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلَّا لَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ
حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللهِ مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ

کرتے ہو، آپ تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ کریں حتیٰ کہ اپنا اونٹ نحر کر دیں اور حجام کو بلائیں وہ آپ کے سر مبارک کے بال مونڈے۔ چنانچہ آپ باہر تشریف لے گئے اور صحابہ میں سے کسی سے کوئی بات نہ کی حتیٰ کہ یہ کیا اور اونٹ کو نحر کیا اور حجام کو بلایا تو اُس نے آپ کے سر کے بال مونڈے۔ جب صحابہ کرام نے یہ دیکھا تو سب اُٹھے اور اپنے اپنے اونٹوں کو نحر کیا اور وہ ایک دوسرے کے بال منڈانے لگے حتیٰ کہ قریب تھا کہ غم کے باعث ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔ پھر آپ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی در اے مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان کرو۔ حتیٰ کہ "عِصَمَ الْكَوَافِرِ" تک پہنچے۔ اس روز عمر فاروق نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دے دی جو شرک کے زمانہ میں تھیں تو ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا اور دوسری سے صفوان بن ابی اُمیّہ نے نکاح کر لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس ہوئے تو آپ کے پاس الوالبصیر آ گیا۔ وہ قریش میں سے ایک شخص ہے جو مسلمان ہو چکا تھا قریش نے اس کی تلاش میں دو شخص بھیجے اور اُنھوں نے کہا آپ نے جو عہد ہمارے ساتھ کیا ہے اس کو پورا کیجئے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الوالبصیر کو اُن کے حوالہ کر دیا وہ اس کو لے کر چلے گئے حتیٰ کہ ذوالحلیفہ پہنچ گئے وہ وہاں اُترے اور اپنی کھجوریں کھانے لگے تو الوالبصیر نے ان میں سے ایک شخص سے کہا اللہ کی قسم! اے فلاں شخص میں تیری تلوار کو بہت اچھی دیکھ رہا ہوں۔ دوسرے شخص نے تلوار کو میان سے نکالا اور کہا ہاں یہ تلوار بہت اچھی ہے

يَمْتَحِنُهُنَّ وَبَلَغَنَا أَنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ أَنْ يَرُدُّوا إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا أَنْفَقُوْا
عَلٰى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَحَكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ لَا يُمْسِكُوْا
بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ أَنَّ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَيْنِ قُرَيْبَةَ بِنْتَ أَبِيْ أُمَيَّةَ وَبِنْتَ
جَرْوَلٍ الْخُزَاعِيِّ فَتَزَوَّجَ قُرَيْبَةَ مُعٰوِيَةُ وَتَزَوَّجَ الْأُخْرٰى أَبُوْ جَهْمٍ
فَلَمَّا أَبَى الْكُفَّارُ أَنْ يُقِرُّوْا بِأَدَاءِ مَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ
أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ وَالْعَقْبُ
مَا يُؤَدِّي الْمُسْلِمُوْنَ إِلٰى مَنْ هَاجَرَتِ امْرَأَتُهُ مِنَ الْكُفَّارِ فَأَمَرَ أَنْ يُعْطِيَ

کا اقرار کرتے تھے اور وہ مسلمانوں اور بنت کے درمیان حائل ہوگئے۔
(امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آئت میں واقع تین الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا) ابوعبداللہ بخاری نے کہا "مَعَرَّةٌ" عَرّ سے مشتق ہے۔ اس کا معنیٰ خارش ہے (دوسرا لفظ) تَزَيَّلُوْا اس کا معنیٰ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جُدا ہوگئے (تیسرا لفظ) حمیۃ ہے (اس کے چھ معانی ذکر کئے چنانچہ بخاری نے کہا)

(۱) حَمِيْتُ أَنْفِيْ حَمِيَّةً وَمَحْمِيَةً " مجھے غیرت آئی۔
(۲) حَمَيْتُ الْمَرِيْضَ حِمْيَةً " میں نے بیمار کو طعام سے منع کیا۔
(۳) حَمَيْتُ الْقَوْمَ مَنَعْتُهُمْ " میں نے لوگوں کو شر سے بچایا۔
(۴) أَحْمَيْتُ الْحِمٰى جَعَلْتُهُ حِمًى لَا يُدْخَلُ " میں نے چراگاہ کی حفاظت کی اس میں کوئی داخل نہیں ہوتا۔
(۵) أَحْمَيْتُ الْحَدِيْدَ " میں نے لوہے کو بھٹی میں گرم کیا۔
(۶) أَحْمَيْتُ الرَّجُلَ إِذَا أَغْضَبْتَهُ إِحْمَاءً " جب تو کسی شخص کو سخت غضبناک کرے تو کہے گا اَحْمَيْتُ الرَّجُلَ

اور عُقَیل نے زُہری سے روائت کی کہ عروہ نے کہا مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا امتحان کرتے تھے۔ اور ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آئت نازل کی کہ وہ مشرکوں کو جو انھوں نے اپنی بیویوں میں سے ہجرت کرنے والی عورتوں پر خرچ کیا ہے۔ وہ واپس کردیں اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ کافرہ عورتوں کے نکاح پر جمے نہ رہو تو عمر فاروق نے اپنی دو بیویوں قُرَیْبَہ بنت ابی اُمَیّہ اور جَرْوَل خُزاعی کی بیٹی کو طلاق دے دی تو قُریبہ سے معاویہ نے نکاح کر لیا اور دُوسری بیوی سے ابوجہم نے نکاح کر لیا۔ جب کافروں نے مسلمانوں کی بیویوں کے مہر ادا کرنے کا اقرار نہ کیا (یہ وہ عورتیں ہیں جو مکہ میں کافرہ رہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی " اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ عورتیں کافروں کی طرف

اور اُنھوں نے خالد بن ولید کے ساتھ کچھ لوگ بھیجے ہیں جو مقدمتہ الجیش ہیں اور مقام غمیم میں ٹھہرے ہیں۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ تبدیل کر دیا تو وہ واپس قریش کے پاس چلے گئے۔ اور ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خوف دلاتے ہوئے کہا کہ وہ وادیٔ مرار پہنچ گئے ہیں جو مکہ کی نچلی جانب ہے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے کچھ دُور تھے کہ جس اونٹنی پر آپ سوار تھے وہ بیٹھ گئی لوگوں نے تو یہ گمان کیا کہ وہ تھک گئی ہے لیکن وہ کچھ مطالبے پورے کرانا چاہتی تھی جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی سے وعدہ کر لیا کہ قریش جو بھی مطالبہ پیش کریں گے بشرطیکہ وہ اللہ کے حرم کی تعظیم کے خلاف نہ ہو وہ آپ تسلیم کریں گے تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اس ذات نے روکا ہے جس نے فیل کو روکا تھا۔ اسی اونٹنی پر آپ نے ہجرت کی تھی اس کو عضباءً اور جذعاء بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تیز دوڑتی بھی کوئی اونٹ اس کے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ایک دفعہ ایک اعرابی کا اونٹ اس کے آگے بڑھ گیا تھا جس سے صحابہ کرام بڑے پریشان ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر یہ ہے کہ اس دنیا میں جس کو بلند کرے اس کو نیچا بھی کر دیتا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ جو اونٹنی دوڑنے میں پیچھے رہ گئی تھی وہ عضباء ہے اور جو اونٹنی تیز دوڑا کرتی تھی وہ قصواء ہے۔ حدیث میں جن لوگوں کا ذکر ہے کہ بیوقوف لوگوں نے کہا ہم ان کی کوئی بات نہیں سُنیں گے ان میں سے عکرمہ بن ابی جہل اور حکم بن ابی عاص بھی تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کی گفتگو کرنے والوں میں سے عروہ بن مسعود ثقفی بھی تھے جو اس کے بعد مسلمان ہو کر اپنی قوم کے پاس گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی تو اُنھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اُنھوں نے مغیرہ بن شعبہ کو غادر اس لئے کہا تھا کہ مغیرہ بن شعبہ ثقیف کے تیرہ افراد کو ساتھ لے کر باہر نکلے پھر ان سے بیوفائی کی اور سب کو قتل کر دیا اور ان کے مال اپنے قبضہ میں کر لئے اس واقعہ پر بنو مالک جن کے تیرہ افراد قتل کئے گئے تھے اور مغیرہ بن شعبہ کا خاندان احلاف میں اشتعال پیدا ہو گیا تو عروہ بن مسعود جو مغیرہ کے چچا بھی ہیں نے کوشش کرکے لڑائی رکوا دی اور تیرہ آدمیوں کی دیت دلوا کر معاملہ رفع دفع کر دیا۔ واقدی نے یوں ذکر کیا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ ان تیرہ افراد کے ساتھ مقوقس کو ملنے مصر گئے تھے مقوقس نے ان کا بہت احترام کیا اور ان کو بہت انعام دیا اور مغیرہ کو کچھ کم انعام ملا تو اس کو غیرت آئی جب وہ واپس ہوئے تو راستہ میں اُنھوں نے شراب پیا جس سے وہ بیہوش ہو گئے تو ان کی بیہوشی میں مغیرہ نے سب کو قتل کر کے تمام انعام واکرام اپنے ہاتھ میں کر لیا اور مدینہ منورہ آکر مسلمان ہو گیا اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام تو ہم قبول کرتے ہیں اور مال سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں کیونکہ یہ غدر کا مال ہے۔ جب مغیرہ مدینہ منورہ آکر مسلمان ہو گئے تو ان سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا بنو مالک جو تیرے ساتھ تھے ان کا کیا حال ہے۔ مغیرہ نے کہا میں سب کو قتل کر کے ان کے مال ساتھ لے آیا ہوں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرتا ہوں تاکہ آپ اس سے خمس لیں یا جو بھی مناسب خیال فرمائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال سے ہمارا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ مال غدر سے حاصل کیا گیا ہے۔ مشرکوں کے مال اگرچہ ہمارے لئے مباح ہیں لیکن امن کے زمانہ میں وہ ہمارے لئے حلال نہیں اور کفار سے بھی غدر جائز نہیں اس لئے آپ نے مال سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا۔ علماء

بَابُ الشُّرُوطِ فِى الْقَرْضِ

وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِى جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا سَاَلَ بَعْضَ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اَنْ يُسْلِفَهُ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَعَطَاءٌ اِذَا اَجَّلَهُ فِى الْقَرْضِ جَازَ

بَابُ الْمُكَاتَبِ وَمَا لَا يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوطِ الَّتِى تُخَالِفُ

كِتَابَ اللّٰهِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِى الْمُكَاتَبِ شُرُوطُهُمْ بَيْنَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَوْ عُمَرُ كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ

باب — قرض میں شرطیں لگانا

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے ایک شخص کو ذکر کیا جس نے ایک اسرائیلی سے سوال کیا کہ اس کو ایک ہزار دینار قرض دے تو اس نے معین مدت تک اس کو قرض دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عطاء نے کہا اگر قرض میں مدت مقرر کرے تو جائز ہے۔

(اس کی شرح جلد سوم ص ۵۲۲ پر دیکھیں)

باب مکاتب کا حکم اور جو شرطیں کتاب اللہ کے خلاف ہیں جائز نہیں،،

الَّذِي يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ بَيْنَهُمْ وَإِذَا قَالَ مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ رَجُلٌ لِكَرِيِّهِ أَرْحِلْ رِكَابَكَ فَإِنْ لَمْ أَرْحَلْ مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَلَكَ مِائَةُ دِرْهَمٍ فَلَمْ يَخْرُجْ فَقَالَ شُرَيْحٌ مَنْ شَرَطَ عَلَى نَفْسِهِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فَهُوَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ رَجُلًا بَاعَ طَعَامًا وَقَالَ إِنْ لَمْ آتِكَ الْأَرْبِعَاءَ فَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَيْعٌ فَلَمْ يَجِئْ فَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْمُشْتَرِي أَنْتَ أَخْلَفْتَ فَقَضَى عَلَيْهِ ۲۵۴۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

اور وہ شرطیں جائز ہیں جو لوگوں میں متعارف ہوں اور اگر کسی نے کہا سَو مگر ایک یا دو " ابن عون نے ابن سیرین سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنے کرایہ دار سے کہا اپنے اونٹ لاؤ اگر میں تیرے ساتھ فلاں فلاں روز نہ جاؤں تو تیرے لئے سَو درہم ہیں چنانچہ باہر نہ نکلا قاضی شُریح نے کہا جو اپنی مرضی سے اپنے آپ پر شرط لگائے جبکہ اس کو مجبور نہ کیا گیا ہو تو اس کو وہ شرط لازم ہے۔ ایوب نے ابن سیرین سے روائت کی کہ ایک شخص نے طعام بیچا اور کہا اگر میں تیرے پاس بدھ کے روز نہ آؤں تو میرے اور تیرے درمیان کوئی بیع نہیں چنانچہ وہ بُدھ کے روز نہ آیا تو قاضی شریح نے خریدار سے کہا تُونے خلاف ورزی کی ہے اور اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔

۲۵۴۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نہ کرے) ابن عون نے کہا میں نے یہ حدیث محمد بن سیرین سے ذکر کی تو انھوں نے کہا "غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مالاً"، یعنی مال جمع نہ کرے۔

۲۵۵۰ شرح: اس حدیث سے جمہور فقہاء، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم نے وقف کے جواز کا استدلال کیا ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ جب تک واقف زندہ رہے۔ وقف کی آمدنی کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی اپنا مکان یا زمین وقف کرے اس پر وقف کی آمدنی کا صدقہ کرنا لازم ہے۔ اور اس کی کیفیت نذر سی ہوگی جبکہ کہے کہ اس کی آمدنی فلاں کی نذر ہے۔ نیز فقہاء کا اس بات میں بھی اتفاق ہے کہ جب قاضی اس وقف کا فیصلہ کر دے یا موت کے بعد کے وقت کی طرف نسبت کرے اور کہے جب میں مر جاؤں تو میرا مکان اور زمین فلاں کے لئے وقف ہے یا یوں کہے کہ میری زندگی میں وقف اور مرنے کے بعد صدقہ ہے تو اس کی ملکیت اس موقوف سے زائل ہو جائے گی۔ البتہ اگر موت کے بعد کی طرف نسبت کرے اور نہ ہی اس کا قاضی نے فیصلہ دیا ہو۔ تو اس صورت میں واقف کی ملکیت کے زائل ہونے میں فقہا کا اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس صورت میں واقف کی ملکیت زائل نہیں ہوتی وہ اس کو بیچ سکتا ہے ہبہ کر سکتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے امام ابو یوسف اور جمہور فقہاء نے کہا اس صورت میں واقف کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے اس کا بیچنا، ہبہ کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقف شی کو بیچنا، ہبہ کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وقف کرنے سے شیٔ اللہ کی ہو جاتی ہے اور واقف کی ملک سے نکل جاتی ہے۔ احناف کہتے ہیں موقوف واقف کی ملکیت نہیں رہتی اور نہ ہی جس پر وقف کیا گیا ہو (موقوف علیہ) کی ملک میں داخل ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس کی آمدنی سے نفع حاصل کر سکتا ہے کیونکہ وقف میں اصل شیٔ محبوس ہوتی ہے اور اس کی آمدنی صدقہ ہوتی ہے اور حبس سے محبوس کی ملکیت نہیں ہوتی۔ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔ اگر موقوف علیہ ملکیت کا اہل ہو تو موقوف اس کی ملکیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ امام شافعی کا ایک یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

احناف بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر کسی معین شخص پر وقف کیا ہو تو اس کا قبول کرنا ضروری ہے جیسے وصیت اور ہبہ میں قبول کرنا ضروری ہے۔ وقف کا ناظم بقدر ضرورت وقف سے کھا پی سکتا ہے اور ضرورت سے زائد اس کے لئے جائز نہیں جبکہ واقف نے اس کے لئے کسی شیٔ کو معین نہ کیا ہو اور اگر واقف منتظم کے لئے کوئی شیٔ معین کر دے تو وہی کھا پی سکتا ہے وہ تھوڑی ہو یا بہتی ہو اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف میں شرطیں لگانا جائز ہے اور خیبر کو قوت سے فتح کیا گیا تھا۔ اور مجاہدین اس کے مالک ہو گئے تھے اور اپنے حصوں کے مطابق مالک تھے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا محض وقف و حبس سے واقف کی مِلک زائل نہیں ہوتی۔ بیہقی کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ الْوَصَايَا

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا نِالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ اِلٰى جَنَفًا جَنَفًا مَيْلاً مُتَجَانِفٌ مَائِلٌ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ الْوَصَايَا

وصایا کا باب اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد "مرد کی وصیت اس کے پاس لکھی ہونی چاہئیے"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: تم پر فرض کیا گیا ہے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے اگر وہ مال چھوڑ جائے تو والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے بھلائی کے ساتھ وصیت کرے یہ متقی لوگوں پر واجب حق ہے۔ جو کوئی یہ سُننے کے بعد اس کو تبدیل کر دے تو اس کا گناہ صرف ان لوگوں پر ہے جو اس کو تبدیل کرتے ہیں بے شک اللہ سُننے والا جاننے والا ہے۔ اور جو کوئی وصیّت کرنے والے سے کسی طرف میلان

۲۵۵۲ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ خَتَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخِيْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِرْهَمًا وَلَا دِيْنَارًا وَلَا اَمَةً وَلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً

۲۵۵۱ — شرح : دو راتوں کی حد مقرر نہیں ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جس چیز میں وصیت کرنا ہو۔ اس کے پاس وصیت لکھی ہونی چاہیے اور اس کے بغیر تھوڑا سا وقت بھی نہیں گزرنا چاہیے۔ اس حدیث سے ظاہریہ نے استدلال کیا کہ وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھنا واجب ہے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ وصیت مستحب ہے کیونکہ یہ اپنے مال میں حق کا اثبات ہے۔ لہٰذا یہ ہبہ کی طرح ہے واجب نہیں۔ باب کی حدیث سے وجوب وصیت پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وصیت نہیں کی تھی اگر وصیت واجب ہوتی تو ابن عمر کا اپنی روایت کے خلاف کرنا محال ہوتا۔ کیونکہ راوی اپنی رائے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کر سکتا اور جب ان سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے وصیت نہیں کی تو معلوم ہوا کہ حدیث کی دلالت وجوب کے لئے نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۵۲ — ترجمہ : عمرو بن حارث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالا ام المؤمنین جویریہ بنت حارث کا بھائی ہے نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت کوئی درہم و دینار چھوڑا اور نہ ہی کوئی غلام، لونڈی اور کوئی شئی چھوڑی مگر سفید خچر، ہتھیار اور زمین چھوڑی جس کو صدقہ کر دیا تھا۔

۲۵۵۲ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد خچریں تھیں۔ ع۱ مقوقس نے آپ کو خچر ہدیہ بھیجی اس کو دُلدل کہا جاتا ہے اس کو بَغْلَہ شہبا بھی کہتے ہیں۔

ع۲ بَغْلَہ فِضَّہ ،، یہ آپ کو فروہ بن عمرو جذامی نے ہدیہ بھیجی تھی۔ پھر آپ نے وہ ابوبکر صدیق کو ہبہ کر دی۔

ع۳ بَغْلَہ اَیْلِیَّہ ،، یہ آپ کو ایلہ کے بادشاہ ابن علماء نے بھیجی تھی۔ مسلم نے کہا یہ سفید رنگ کی تھی۔

ع۴ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ کو ہدیہ بھیجا تھا۔

ع۵ کسریٰ نے آپ کو خچر نذرانہ بھیجی صرف ایلیہ خچر سفید تھی۔ اہل سیر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف ایک خچر باقی رہی تھی جس کو دُلدُل کہا جاتا ہے۔ وہ آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور ان کے بعد

۲۵۵۴ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ اَنَّ عَلِیًّا كَانَ وَصِیًّا فَقَالَتْ مَتٰى اَوْصٰى اِلَیْهِ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهٗ اِلٰى صَدْرِیْ اَوْ قَالَتْ حِجْرِیْ فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِیْ حِجْرِیْ فَمَا شَعَرْتُ اَنَّهٗ قَدْ مَاتَ فَمَتٰى اَوْصٰى اِلَیْهِ

صحیفہ میں ہے کے سوا کوئی شئی نہیں ،، اس سے اہل تشیع کے زعم فاسد کی واضح تردید ہوتی ہے۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین، ہتھیار اور خچروں میں اس طرح وصیت نہیں فرمائی جو لوگ اپنے مال میں وصیت کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ،، ہماری کوئی وراثت نہیں جو ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہے ،، جب آپ کا ترکہ صدقہ ہوا تو اس کے بعد کوئی شئی باقی نہ رہی جس میں مالیت کے اعتبار سے وصیت کی جائے۔ البتہ کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی۔

۲۵۵۴ — ترجمہ : ابراہیم نخعی نے اسود سے روائت کی کہ لوگوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ”وصی“ ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو کب وصیت فرمائی؟ حالانکہ (آخری لمحات حیات میں) میں آپ کو اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا یا فرمایا اپنی گود میں تکیہ لگایا تھا۔ آپ نے طشت منگوایا اور میری گود میں آپ زمین کی طرف مائل ہو گئے اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ آپ وفات فرما گئے ہیں تو آپ نے وصیت کب کی؟ -

۲۵۵۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں وصیت کا حکم ہے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے معہود وصیت کا انکار کیا۔ علامہ قرطبی نے کہا اثنا عشریہ نے اس بارے میں احادیث وضع کی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو خلافت کی وصیت کی تھی۔ صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم نے ان کی تردید کی ہے۔ اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد کہ آپ نے کب انکو وصیت کی اس کی ایک کڑی ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ام المؤمنین کا انکار تو موت کے وقت عدم وصیت پر دلالت کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے وصیت فرمائی ہو اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی ابھی ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت کے متعلق وصیت کا انکار کیا تھا۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اور تیرے ذریعے بعض لوگ (مسلمان) نفع اُٹھائیں اور بعض (کافر) اذیت پائیں گے اس روز سعد بن ابی وقاص صرف ایک لڑکی تھی۔

۲۵۵۵ — شرح : زُہری اور اُن کے ساتھیوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے اور سفیان بن عیینہ نے کہا یہ مکہ کا واقعہ ہے۔ چنانچہ بخاری نے اپنے اسناد سے مکہ کی روایت کی ہے۔ اور امام بخاری نے تاریخ میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔ اگرچہ اس کے الفاظ مختلف ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ مکہ کا واقع ہے۔ حجۃ الوداع کا نہیں مگر یہ تضاد نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ دو مرتبہ ہُوا ہو۔ ایک دفعہ مکہ میں اور ایک دفعہ حجۃ الوداع میں ہُوا ہو۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سعد بن عفراء پر رحم کرے۔

داؤدی نے کہا ابن عفراء غیر محفوظ ہے۔ دمیاطی نے کہا یہ وہم ہے اور معروف سعد بن خولہ ہے۔ امام نسائی نے بھی سعد بن خولہ ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ سعد کی والدہ کے دو نام خولہ اور عفراء " ہوں یا ایک نام اور دوسرا اس کا لقب ہو یا ایک اس کی ماں کا نام اور دوسرا اس کی دادی کا نام ہو۔ حدیث میں اس امر کی تصریح ہے کہ اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاص کی صرف ایک لڑکی تھی۔ لیکن سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وارثوں کو ذکر کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ سعد زندہ رہیں گے اور مذکورہ لڑکی کے سوا ان کی اور اولاد ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اس واقعہ کے بعد وہ چالیس برس سے زیادہ زندہ رہے اور ان کے چار صاحبزادے اور بارہ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں اور اُنھوں نے اس مدت میں بہت فتوحات حاصل کیں چنانچہ قادسیہ وغیرہ کو اُنھوں نے فتح کیا تھا اور حسب ارشاد مہتاب نبوت واقعات رونما ہوئے اور وہ اس مدت میں معجزاتِ رسالت کا مظہر بننے کے بعد حجۃ الوداع کے اڑتالیس سال بعد اٹھاون ہجری میں فوت ہُوئے " اناللہ وانا الیہ راجعون "۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکمِ وقت کو رعایا کی بیمارپرسی کرنی چاہیئے اور ان کے لئے طولِ عمر کی دعا کرنی چاہیئے۔ اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے اور نیک کاموں میں روپیہ خرچ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جب مباح کام میں طاعت مقصود ہو تو وہ طاعت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بیوی کے منہ میں لقمہ دینا غالبًا اس کے ساتھ خوش طبعی کے وقت ہوتا ہے مگر اس کے باوجود شوہر کو ثواب ملتا ہے جبکہ اس کا قصد صحیح ہے۔

نیز معلوم ہوتا ہے کہ وصیت ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے اگر کسی نے زیادہ کر دی تو نافذ نہ ہوگی جبکہ اس کے وارث ہوں اور اگر اس کے وارث نہ ہوں تو تہائی سے زائد وصیت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۵۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ ثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ ثَنَا مَرْوَانُ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ فَعَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ لَا يَرُدَّنِي عَلَى عَقِبِي قَالَ لَعَلَّ اللهَ يَرْفَعُكَ وَيَنْفَعُ بِكَ نَاسًا قُلْتُ أُرِيدُ أَنْ أُوصِيَ وَإِنَّمَا لِي ابْنَةٌ فَقُلْتُ أُوصِي بِالنِّصْفِ قَالَ النِّصْفُ كَثِيرٌ قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ أَوْ كَبِيرٌ قَالَ فَأَوْصَى النَّاسُ بِالثُّلُثِ فَجَازَ ذٰلِكَ لَهُمْ

بَاب — قَوْلِ الْمُوصِي لِوَصِيِّهِ تَعَاهَدْ وَلَدِي وَمَا يَجُوزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ الدَّعْوَى

سدس اور عشر وغیرہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، عبید، مسروق اور اسحاق رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ایک تہائی مال سے زائد کی وصیت جائز ہے جبکہ وارث نہ ہوں۔ جبکہ امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم جائز نہیں کہتے ہیں۔

ترجمہ: عامر بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کی "رضی اللہ عنہ"

۲۵۵۷ — کہ انھوں نے کہا میں بیمار ہوگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ، اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے میری ایڑی کے بل مجھے واپس نہ کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تمہاری عمر لمبی کرے گا اور تمہارے ذریعہ بعض لوگوں کو نفع پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا میرا ارادہ وصیت کرنے کا ہے۔ اور میری صرف ایک ہی بیٹی ہے کیا میں آدھے مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف مال زیادہ ہے۔ میں نے عرض کیا تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ نے فرمایا تہائی بھی زیادہ ہے یا بڑا ہے۔ انھوں نے کہا لوگوں نے تہائی مال کی وصیت کی اور یہ ان کے لئے جائز تھا۔

(اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں لعل تحقیق کے لئے آتا ہے (مجمع البحار)۔ اس سے پہلے حدیث میں اس حدیث کی شرح ہوچکی ہے۔

باب — مُوصی کا اپنے وصّی سے کہنا میرے بچّہ کی حفاظت کر اور وصی جو دعویٰ کرسکتا ہے"

بَابُ اِذَا اَوْمَأَ الْمَرِيْضُ بِرَأْسِهٖ اِشَارَةً بَيِّنَةً جَازَتْ

۲۵۵۹ — حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ اَبِيْ عَبَّادٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَاْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ اَفُلَانٌ اَوْ فُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَاَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْئَ بِهٖ فَلَمْ يَزَلْ حَتّٰى اعْتَرَفَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَاْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ

بَابُ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

۲۵۶۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا اَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْاَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْاَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ

باب — مریض اگر سر سے واضح اشارہ کرے تو جائز ہے"

۲۵۵۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔ اس سے کہا گیا یہ فعل تیرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں شخص یا فلاں شخص نے کیا ہے؟ حتیٰ کہ یہودی کا نام لیا گیا تو اس لڑکی نے سر سے اشارہ کیا تو اس یہودی کو لایا گیا اور اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے اقرار کر لیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اس کا سر پتھروں سے کچل دیا گیا (حدیث ۲۲۵۳ کی شرح کا مطالعہ کریں)

باب وارث کے لئے وصیت نہیں

۲۵۶۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مال اولاد کے لئے تھا۔ اور والدین کے لئے

بَابُ الصَّدَقَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ

۲۵۶۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ حَرِيْصٌ تَاْمُلُ الْغِنٰى وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصٰى بِهَا اَوْدَيْنٍ

وَيُذْكَرُ اَنَّ شُرَيْحًا وَعُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ وَطَاؤُسًا وَعَطَاءً وَابْنَ اُذَيْنَةَ

باب — وفات کے وقت صدقہ کرنا

۲۵۶۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا تم صدقہ کرو حالانکہ تم تندرست ہو مال میں حرص کرتے ہو اور مالداری کے اُمیدوار ہو اور فقر سے ڈرتے ہو (ان حالات میں صدقہ کرنا افضل ہے) اور (یہاں تک) مہلت نہ دو حتی کہ جب روح حلق تک پہنچے تو کہے فلاں کے لئے اتنا مال ہے اور فلاں کے لئے اتنا مال ہے حالانکہ مال فلاں کے لئے ہو چکا ہے۔

۲۵۶۱ — شرح: علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پہلا اور دوسرا فلاں مُوصیٰ لہٗ ہے۔ اور آخری فلاں وارث ہے۔ کیونکہ وہ اگر چاہے تو اس کو باطل کردے اور اگر چاہے تو جائز کردے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "قَدْ كَانَ لِفُلَانٍ" وارث ہے۔ دوسرا فلاں مُورث اور تیسرا فلاں مُوصیٰ لہٗ" ہے۔
باب ای الصدقہ افضل کی حدیث ۱۳۲۸-۲۹ کی شرح کا مطالعہ کریں

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے"

بعض لوگوں نے کہا مریض کا اقرار جائز نہیں کیونکہ اس میں وارثوں کو بدگمانی ہوگی۔ پھر استحساناً کہا کہ مریض کا امانت، بضاعت اور مضاربت کا اقرار کرنا جائز ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو۔ کیونکہ یہ جھوٹی بات ہے اور مسلمانوں کا مال لینا حلال نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی علامت ہے کہ اگر اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت رکھنے والوں کی امانت ادا کرو اس میں وارث اور غیر وارث کو خاص نہیں کیا۔ اس کے متعلق عبداللہ بن عمرو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

شرح : اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ مریض کسی کے لئے دَین کا مطلقاً اقرار کر سکتا ہے۔ مُقَرّ لَہٗ وارث ہو یا اجنبی شخص ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وصیت اور دَین (قرض) دونوں کو میراث پر مقدم کیا اور ان میں فرق نہ کیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ" سے وصیت تو خارج ہو گئی اور دَین کا اقرار اپنے حال پر باقی رہا لہٰذا دَین کا اقرار کر سکتا ہے۔ لیکن احناف کہتے ہیں کہ مذکور حدیث کے باعث وارث کے لئے وصیت نہیں کر سکتے اسی طرح وارث کے لئے قرض کا اقرار بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وَلَا إِقْرَارَ لَهٗ بِدَيْنٍ" یعنی وارث کے لئے دَین کا اقرار نہ کرے۔ لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا احناف پر ردّ غیر مفہوم ہے۔

قولہٗ وَيُذْكَرُ أَنَّ شُرَيْحًا آہ یعنی مریض نے جب بحالتِ مرض وارث کے لئے دین کا اقرار کیا تو اگر اس پر دلیل قائم ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور اگر وارث کے لئے اقرار کیا تو جائز ہے۔ لیکن اس کے اسناد میں جابر جُعفی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ایسے ہی طاؤس کے اثر کے اسناد میں لیث بن سلیم ہے وہ بھی ضعیف ہے۔ چونکہ ان آثار کے اسانید میں ضُعف ہے اس لئے امام بخاری نے "يُذْكَرُ" تمریض کا صیغہ ذکر کیا ہے اور ان کی صحت کا یقین نہیں کیا۔ قولہ قال الحسن آہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مرضِ موت میں مریض کے اقرار کی تصدیق کرنا لائق تر ہے اور اس کو نافذ کیا جائے کیونکہ یہ دن اس کی زندگی کا آخری دن ہے۔ قولہ قال ابراہیم آہ یعنی اگر مریض وارث کو دَین سے بری کر دے تو وہ بری ہو جائے گا۔ قولہ واوصی رافع بن خدیج آہ یعنی عورت سے اس کے شوہر کی موت کے بعد کوئی شئی نہ لی جائے کیونکہ گھر میں جو کچھ ہے وہ عورت کے لئے ہے اگرچہ شوہر نے اس کے لئے کوئی گواہ قائم نہ کیا ہو۔ گواہ بنانے اور اقرار کی ضرورت تو اس وقت محسوس ہوتی ہے جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے فقیر عورت سے نکاح کیا تھا اور اس کے گھر میں جو کچھ ہے وہ مَردوں کا سامان ہے عورتوں کو اس سامان سے کوئی تعلق نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔

۲۵۶۲ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُوالرَّبِيْعِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ اِبْنُ جَعْفَرَ ثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ اَبُوْسُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ ۔ بَابُ تَاْوِيْلِ قَوْلِهٖ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا

ہیں اور یہ بھی کہتے کہ مریض وارث کے لئے اقرار نہیں کرسکتا کیونکہ اس میں بدگمانی پائی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا تقریر سے واضح ہوگیا کہ تناقض نہیں اور حنفیہ کو ہدفِ تنقید بنانا درست نہیں بلکہ دیگر فقہاء بھی اس میں شامل ہیں۔

قولہ لَا یَحِلُّ الخ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جس طرح وارث کے لئے امانت کا اقرار جائز ہے۔ دَیْن (قرض) کا اقرار بھی جائز ہے۔ کیونکہ مریض پر ترکِ خیانت واجب ہے اسی طرح اقرار بھی واجب ہے۔ اور دونوں کے وجوب میں فرق نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دُرست ہے کہ ترکِ خیانت واجب ہے لیکن یہ قرض کے اقرار کا وجوب غیر مُسلّم ہے۔ البتہ وہاں اقرار واجب ہے جہاں تہمت کا مقام نہ ہو اور نہ ہی کسی غیر کو اذیت پہنچتی ہو۔ جیسے مریض کسی اجنبی شخص کے لئے اقرار کرے تو جائز ہے اور وارث کے لئے اقرار کرنے میں تہمت کا خطرہ ہے اور باقی دوسرے وارثوں کو اذیت بھی پہنچتی ہے۔ لہٰذا قرض کے اقرار کو امانت کے اقرار پر قیاس کرنا لاحاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۶۲ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں وہ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب اس کو امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے اور جب وہ وعدہ کرتا ہے تو اس کا خلاف کرتا ہے!

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جو وصیّت تم کر جاؤ اور دَیْن نکال کر" کی تاویل ـــ"

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصیّت سے پہلے قرض ادا کرنے کا فیصلہ کیا" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اللہ تم کو حکم کرتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں اُن کے سپرد کرو" پس امانت کا اداء کرنا نفلی وصیّت سے زیادہ حق دار ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابٌ اِذَا وَقَفَ اَوْ اَوْصٰى لِاَقَارِبِهٖ وَمَنِ الْاَقَارِبُ وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَلْحَةَ اِجْعَلْهُ لِفُقَرَآءِ اَقَارِبِكَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ثَابِتٍ قَالَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَآءِ قَرَابَتِكَ قَالَ اَنَسٌ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَا اَقْرَبَ اِلَيْهِ مِنِّيْ وَكَانَ قَرَابَةُ حَسَّانَ وَاُبَيٍّ مِنْ اَبِيْ طَلْحَةَ وَاسْمُهٗ زَيْدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ حَرَامِ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامٍ فَيَجْتَمِعَانِ اِلٰى حَرَامٍ وَهُوَ الْاَبُ الثَّالِثُ وَحَرَامُ بْنُ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَهُوَ يُجَامِعُ حَسَّانَ وَاَبَا طَلْحَةَ وَاُبَيًّا اِلٰى سِتَّةِ اٰبَاءٍ اِلٰى عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ يَجْمَعُ حَسَّانَ وَاَبَا طَلْحَةَ وَاُبَيًّا وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَوْصٰى لِقَرَابَتِهٖ فَهُوَ اِلٰى اٰبَآئِهٖ فِي الْاِسْلَامِ

باب — جب اقارب کے لئے وقف کیا یا وصیّت کی اور قریبی لوگ کون ہیں ؟ ‘‘

ثابت نے انس سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا اس کو اپنے غریب قریبی لوگوں کے لئے وقف کر دو۔ تو ابوطلحہ نے اسے حسان بن ثابت اور اُبَی بن کعب کے لئے کر دیا۔ انصاری نے کہا مجھے میرے باپ نے ثمامہ اور انس کے ذریعہ ثابت کی حدیث جیسی خبر دی۔ اُنھوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے کر دو۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا ابوطلحہ ....

بَابٌ هَلْ يَدْخُلُ النِّسَآءُ وَالْوَلَدُ فِي الْاَقَارِبِ

۲۵۶۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيِّبِ وَاَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَنْزَلَ اللهُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللهِ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا تَابَعَهٗ اَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

ماموں ہوں تو وصیت چچوں کی طرف جائے گی اور اگر ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو چچا کو نصف اور دونوں ماموں کو نصف دیا جائے گا۔ (عینی)

۲۵۶۵ — ترجمہ: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا۔ مجھے یہ پسند ہے کہ اسے تو قریبی رشتہ داروں کو دے ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں کرتا ہوں اور اس کو ابوطلحہ نے اپنے اقرباء میں تقسیم کر دیا جو ان کے چچا کے بیٹے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ"، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے قریش کی جماعت"

(باب الزکاۃ علی الاقارب کی حدیث ۱۳۷۸ کی شرح دیکھیں)

باب — کیا عورتیں اور اولاد قریبی رشتہ داروں میں داخل ہے

۲۵۶۶ ترجمہ: زُہری نے کہا مجھ سے سعید بن مسیّب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابٌ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ وَقَدِ اشْتَرَطَ عُمَرُ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا وَقَدْ يَلِي الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ وَ كَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَدَنَةً أَوْ شَيْئًا لِلّٰهِ فَلَهُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا كَمَا يَنْتَفِعُ بِهِ غَيْرُهُ وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ

مَنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰی ،، ماں کی اولاد بھی باپ کی اولاد سی ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے" وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ ،، الخ اس میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی اولاد میں داخل کیا حالانکہ وہ آپ کی بیٹی کی بیٹی کے لڑکے ہیں۔

اس حدیث سے بعض لوگ استدلال کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں اللہ کی طرف سے کوئی مدافعت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی کو نفع دیں گے (معاذ اللہ) مگر یہ استدلال کمزور تر ہی نہیں بلکہ باطل ہے کیونکہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے جبکہ آپ کے اقارب اکثر کافر تھے۔ تو آپ کے ارشاد مطلب یہ ہے کہ اے کافرو اگر تم اسی حال میں مرگئے تو یقیناً تمہاری شفاعت نہیں کرسکوں گا کیونکہ کافروں کو دوزخ سے نکالنے کی شفاعت نہ ہوگی۔ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اے فاطمہ میرے اختیار والی شئ کا مجھ سے سوال کرو اور وہ ایمان پر خاتمہ ہونے کی صورت بے شمار انعامات سے سرفراز ہونا ہے۔ اور اس میں کافروں کے لئے تالیف بھی ہے۔ تاکہ وہ یہ خیال کریں کہ اللہ سے ڈرانے میں صرف انہی کو خاص نہیں کیا بلکہ آپ کا انذار سب کو شامل ہے اور یہ مسلم امر ہے کہ قیامت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور قرآن کریم میں شفاعت کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا مذکور استدلال ناقابل التفات ہے۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کیا واقف اپنے وقف سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے؟

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ شرط کی کہ وقف کے متولی پر کوئی حرج نہیں کہ اس سے کھائے پیئے اور کبھی واقف اور غیر واقف اس کے متولی ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جس نے بدنہ (اونٹ گائے) یا کوئی اور شئ اللہ کے لئے کی تو وہ اس سے نفع لے سکتا ہے جیسے اس کا غیر نفع لے سکتا ہے۔ اگرچہ واقف یہ شرط نہ کرے۔

شرح: (حدیث ۲۵۵۰ کی شرح دیکھیں۔ وہاں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کر دی ہے)

بَابٌ اِذَا قَالَ دَارِیْ صَدَقَةٌ لِلّٰہِ وَلَمْ یُبَیِّنْ لِلْفُقَرَآءِ اَوْ غَیْرِھِمْ فَھُوَ جَائِزٌ وَیَضَعُھَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ اَوْ حَیْثُ اَرَادَ
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ طَلْحَةَ حِیْنَ قَالَ اَحَبُّ اَمْوَالِیْ اِلَیَّ بَیْرُحَیْ وَاَنَّھَا صَدَقَةٌ لِلّٰہِ فَاَجَازَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ وَقَالَ بَعْضُھُمْ لَا یَجُوْزُ حَتّٰی یُبَیِّنَ لِمَنْ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ

کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور فرمایا جو کوئی اس کا متولی ہو اس کا اس سے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور یہ تخصیص نہ کی کہ اس کا متولی عمر ہوں گے یا کوئی اور متولی ہوگا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ اس کو اقارب کے لئے کر دو انھوں نے کہا میں کرتا ہوں اور اسے اپنے اقارب اور اپنے چچا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔

شرح: یعنی اگر کوئی شخص وقف کرے اور اس کو اپنے غیر کے حوالہ نہ کرے اور اس کو اپنے قبضہ سے باہر نہ کرے تو وقف صحیح ہے۔ کسی اور کے قبضہ میں دینا شرط نہیں۔ کیونکہ سادا تنا عمر فاروق علی المرتضیٰ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم نے وقف کئے اور ان کو اپنے ہاتھوں میں رکھا اور ان کا نفع غریبوں میں تقسیم کرتے تھے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوطلحہ کو فرمانا کہ اس کو اقرباء میں کر دیں اس بات کی دلیل ہے وقف کی صحت کے لئے قبض شرط نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ اگر کہے میرا مکان اللہ کے لئے صدقہ ہے اور فقراء وغیرہم کی تصریح نہ کی تو جائز ہے اور اسے اقارب میں یا جہاں

چاہے صرف کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا جبکہ اُس نے کہا میرا پسندیدہ مال بیرحاء ہے اور وہ صدقہ ہے تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز

تھا۔ کیا اگر میں کوئی شئ اس کی طرف سے صدقہ کروں تو وہ اس کو نفع دے گی ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (ضرور نفع دے گی) سعد نے کہا (یا رسول اللہ) میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ اس کے لئے صدقہ ہے۔

۲۵۶۹ — شرح : جب باغ کے چاروں طرف دیوار ہو تو اس کو "حائط" کہا جاتا ہے اس کی جمع حوائط ہے۔ اور حدیث میں مذکورہ "مخراف" عطف بیان ہے۔ اس کا معنیٰ بھی باغ ہے۔ لیکن ابن اثیر نے کہا کھجوروں اور رطب (تر کھجوریں) پر مخراف بولا جاتا ہے۔ علامہ خطابی نے کہا "مخراف" پھل ہے اس کو مخراف اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا پھل چنا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا "مخراف" درخت ہے۔ الحاصل "مخراف" سعد بن عبادہ کے باغ کا نام ہے۔ وہ انصار کے سردار تھے۔ اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے ان کی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود ہے۔ وہ مسلمان ہو گئی تھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور پانچ ہجری میں فوت ہو گئی جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دومۃ الجندل کے غزوہ میں مصروف تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کی طرف سے اگر صدقہ کیا جائے تو اس کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اور اس کو نفع دیتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ، کو اس حدیث نے خاص کر دیا۔ آیت اپنے عموم پر نہیں یعنی اس آیت کے مفہوم کا مصداق کافر ہے۔ اس کو صدقہ کا ثواب نہیں پہنچتا۔ ابو داؤد نے کتاب الوصیت میں اوزاعی سے روایت ذکر کی کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے ایک سو غلام آزاد کیا جائے اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور اس کے دوسرے بیٹے عمرو نے جب بلقی پچاس غلام آزاد کرنے چاہیئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور واقعہ عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے اور صدقہ خیرات کرتے یا اس کی طرف حج کرتے تو وہ اس کو پہنچتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اموات کو صدقات کا ثواب پہنچتا ہے۔ البتہ کافر کو ثواب نہیں پہنچتا اور قرآن کی مذکورہ آیت کریمہ کا محمل بھی کافر انسان ہے۔ نیز ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے۔ اگر وہ اچانک فوت نہ ہوتی تو صدقات و خیرات کرتی۔ کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کے لئے کافی ہو گا اور اس کو نفع دے گا آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس کی طرف سے صدقہ کرو (ابو داؤد) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان فوت ہو جائے تو تین اشیاء کے سوا اس کا ہر عمل ختم ہو جاتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسرے تعلیم دین اور تیسرا نیک لڑکا جو اس کے لئے دعاء کرے (ابو داؤد) ان کا ثواب بدستور میت کو پہنچتا رہتا ہے۔ نیز حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! سعد کی ماں فوت ہو گئی ہے۔ اس کے لئے کونسا صدقہ

مسجد عشار میں دو یا چار رکعتیں پڑھے اور کہے یہ ابوہریرہ کے لئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ عبادات مالیہ اور بدنیہ کا ثواب اموات کو پہنچتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اگر اپنا بعض مال یا غلام یا اپنے جانور صدقہ یا وقف کر دے تو جائز ہے —"

۲۵۷۰ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب نے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا (کہ انھوں نے کہا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری توبہ کا اتمام یہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر قربان کرکے دست بردار ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کچھ مال روک رکھو یہ تیرے لئے اچھا رہے گا میں نے عرض کیا میں وہ حصہ روک رکھتا ہوں جو خیبر میں ہے۔

۲۵۷۰ — شرح: اگر کسی نے اپنا کچھ مال صدقہ کر دیا تو بلا اختلاف جائز ہے اور اگر اپنا سارا مال بھی صدقہ کر دے تو جائز ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام مالک، علماء کوفہ، امام شافعی اور اکثر علماء نے کہا کہ تندرست آدمی اپنی صحت کے زمانہ میں اگر سارا مال صدقہ کر دے تو جائز ہے۔ لیکن اچھا یہ ہے کہ اپنے گزارے کے لئے کچھ مال رکھ لے۔ تاکہ دنیاوی آفات فقر اور غربت وغیرہ سے محفوظ رہے۔ اور بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ انسان کی عمر طویل ہوتی ہے اور اس وقت ممکن ہے کہ آخر عمر میں بینائی جاتی رہے یا کمزور تر ہو جائے یا کوئی اور خطرناک مرض لاحق ہو جائے جس کے باعث وہ کاروبار بدستور قائم نہ رکھ سکے تو اپنے پاس مال نہ ہونے سے سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنا بعض مال روک رکھو! تمہارے لئے بہتر رہے گا اور ان کو افضل شئی کی ترغیب دلائی۔ ابن تین نے کہا امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی کا کاروبار اس قسم کا ہو کہ اس کی مجبوری کی حالت میں اس کو پریشان ہونا نہیں پڑتا تو سارا مال صدقہ کر دینا جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر بعض مال وقف کر دیا تو یہ وقف مشاع (مشترک غیر ممتاز) ہے امام مالک ابویوسف اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ ان کے مذہب میں قبض شرط نہیں۔ البتہ امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وقف مشاع جو تقسیم کے قابل ہو جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک قبض شرط ہے۔ اور غلام کا کچھ حصہ وقف کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ مشاع ہے اور اس کا حکم اوپر ذکر ہو چکا ہے اور دوسرے یہ کہ منقول شئی کا وقف ہے لہٰذا امام مالک، ابویوسف اور شافعی کے مذہب کے مطابق جائز ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو جائز کہتے ہیں کیونکہ یہ لوگوں میں عام ہوتا رہتا

باب — جس نے اپنا صدقہ وکیل کے حوالہ کیا پھر وکیل نے صدقہ کرنے والے کو واپس کر دیا "

اسماعیل نے کہا ہم کو عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روائت کی میرے علم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی " لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ " تو ابو طلحہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے " لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ " اور میرا محبوب مال جو مجھے بہت پسند ہے وہ بَيْرُحَاء ہے۔ انھوں نے کہا وہ باغ تھا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں سایہ میں بیٹھا کرتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے (ابو طلحہ نے کہا) یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے میں اس کے ثواب اور ذخیرہ کی اُمید کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ آپ اسے رکھ لیں جہاں مناسب خیال فرمائیں اسے خرچ کریں۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واہ واہ شاباش یہ تو مفید مال ہے ہم اس کو تم سے قبول کرتے ہیں اور تمہیں واپس کرتے ہیں اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو تو ابو طلحہ نے اپنے ذی رحم لوگوں کو وہ تقسیم کر دیا۔ ان میں سے اُبّی اور حسان بن ثابت تھے۔ انس نے کہا حسّان نے اس میں سے اپنا حصہ امیر معاویہ کے پاس فروخت کر دیا ان سے کہا گیا کیا تم ابو طلحہ کا صدقہ کردہ مال بیچتے ہو حسّان نے کہا کیا میں کھجور کا ایک صاع دراہم کے ایک صاع سے نہ فروخت کروں؟ انس نے کہا وہ باغ بنی حُدَیلہ کے محل

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ وَقَضَاءِ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ

۲۵۷۲ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمِّيْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا

اُن اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا "فَارْزُقُوْهُمْ" کہ ان کو دو اور دُوسرے وہ لوگ جو دیتے نہیں کیونکہ ترکہ میں ان کا کوئی حصّہ ہی نہیں جو وہ کسی کو دیں۔ بلکہ وہ اچھی بات ہے۔ ان لوگوں کے متعلق خطاب فرمایا کہ "قُوْلُوْا لَهُمْ"، یعنی ان کو اچھی بات کہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ تقسیم کے طور پر یہ دو خطاب ہیں۔ علامہ زمخشری نے کہا خطاب صرف وارثوں کو ہے کہ وہ دو کام کریں ایک یہ کہ ان کو کچھ دیں اور دوسرا یہ کہ مال کم ہونے کے باعث اُن سے معذرت کر دیں (کرمانی) اہلِ علم کا اس آیت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض اس کو محکم کہتے ہیں اور یہ منسوخ نہیں چنانچہ حسن بصری، مجاہد ابراہیم۔ ابن سیرین اور عطاء بن رباح رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ واجبہ ہے اور زہری نے کہا یہ آیت محکمہ ہے۔ اہلِ علم کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ آیت کریمہ منسوخ ہے۔ میراث کے مشروع ہونے سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ جو کوئی مال چھوڑ جاتا اور وارثوں میں اس کا ترکہ تقسیم کرنے کے وقت یتامیٰ، فقراء، مساکین اور قریبی رشتہ دار آجاتے تو ان کو بھی ترکہ سے کچھ دیا جاتا اگرچہ اس کی مقدار معین نہ تھی لیکن جب میراث مشروع ہوئی تو یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حصّہ اور حق دیا اور قریبی رشتہ کے لئے صرف وصیت رہ گئی کہ مرتے وقت ان کے لئے کچھ وصیت کر دے۔ جمہور علماء ائمہ اربعہ اور ان کے تلامذہ کا مسلک یہی ہے۔ الحاصل جو علماء اس آیت کو محکمہ کہتے ہیں اور اس کو منسوخ نہیں کہتے ان کے نزدیک "قولِ معروف"، سے مراد یہ ہے کہ ان سے کہے اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے اور جو علماء اس کو منسوخ کہتے ہیں ان کے نزدیک "قولِ معروف"، سے مراد یہ ہے کہ یہ یتیموں کا مال ہے میرا اس میں کوئی حق نہیں اور نہ ہی میں اس کا مالک ہوں لہٰذا یہ مال میت کی اولاد کا ہے۔ اس میں سے میں تجھے دینے کا مجاز نہیں ہوں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ الْاِشْهَادِ فِی الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ وَالْوَصِیَّةِ

۲۵۷۴ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی اَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَعْلٰی اَنَّهٗ سَمِعَ عِکْرِمَةَ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اَخَا بَنِیْ سَاعِدَةَ تُوُفِّیَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّیْ تُوُفِّیَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ یَنْفَعُهَا شَیْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّیْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِیَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَیْهَا

کرتی ہیں کہ اموات کو صدقات کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور یہ آیتِ کریمہ کہ" اَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" مخصوص ہے یعنی کافر انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو وہ دُنیا میں عمل کر گیا ہو۔ اگر اس کے وارث اس کی طرف سے صدقہ کریں تو اس کو فائدہ نہ پہنچے گا۔ اگر میت کی طرف سے غلام آزاد کر دیا جائے تو اس کا ثواب اسے پہنچے گا۔ چنانچہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے کیا اگر میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں تو اس کو ثواب پہنچے گا آپ نے فرمایا ہاں پہنچے گا۔ نیز ابوداؤد میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اَنَّهٗ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِكَ "، یعنی اگر تمہارا باپ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقات وخیرات کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اس کو ان کا ثواب پہنچتا"۔ معلوم ہوا غلام آزاد کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے؛ بشرطیکہ وہ مسلمان صحیح العقیدہ ہو۔ نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف سے غلام آزاد کیا تھا جبکہ وہ فوت ہو گئے تھے اور انھوں نے یہ وصیت بھی نہیں کی تھی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ اسی طرح قرأتِ قرآن اور اوراد و وظائف کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔ مزید تفصیل حدیث ۲۵۶۹ کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

باب — وقف اور صدقہ میں گواہ مقرر کرنا "

۲۵۷۴ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا کہ ہم کو ابن عباس نے خبر دی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم بنی ساعدہ کے بھائی

فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ قَالَتْ عَائِشَۃُ ھِیَ الْیَتِیْمَۃُ فِیْ حَجْرِ وَلِیِّھَا فَیَرْغَبُ
فِیْ جَمَالِھَا وَمَالِھَا وَیُرِیْدُ اَنْ یَتَزَوَّجَھَا بِاَدْنٰی مِنْ سُنَّۃِ نِسَائِھَا فَنُھُوْا عَنْ نِکَاحِھِنَّ
اِلَّا اَنْ یُقْسِطُوْا لَھُنَّ فِیْ اِکْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا بِنِکَاحِ مَنْ سِوَاھُنَّ
مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَۃُ ثُمَّ اسْتَفْتَی النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ بَعْدُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ
فِیْھِنَّ قَالَتْ فَبَیَّنَ اللّٰہُ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ اَنَّ الْیَتِیْمَۃَ اِذَا کَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ
اَوْ مَالٍ رَغِبُوْا فِیْ نِکَاحِھَا وَلَمْ یُلْحِقُوْھَا بِسُنَّتِھَا بِاِکْمَالِ الصَّدَاقِ فَاِذَا کَانَتْ
مَرْغُوْبًا عَنْھَا فِیْ قِلَّۃِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَکُوْھَا وَالْتَمَسُوْا غَیْرَھَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ
فَکَمَا یَتْرُکُوْنَھَا حِیْنَ یَرْغَبُوْنَ عَنْھَا فَلَیْسَ لَھُمْ اَنْ یَنْکِحُوْھَا اِذَا رَغِبُوْا فِیْھَا اِلَّا
اَنْ یُقْسِطُوْا لَھَا الْاَوْفٰی مِنَ الصَّدَاقِ وَیُعْطُوْھَا حَقَّھَا

کہا عروہ بن زُبَیر بیان کرتے تھے کہ اُنھوں نے کہا عروہ بن زُبَیر بیان کرتے تھے کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ”وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتَامٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ“، عروہ نے کہا وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی اور وہ اس کے حسن وجمال اور اس کے مال میں رغبت کرتا اور اس کی یہ خواہش ہوتی کہ عورتوں کے مہر سے کم مہر کے عوض اس سے نکاح کرلے اس لئے ان کو ان سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا مگر یہ کہ مہر پورا کرنے میں ان سے انصاف کریں اور ان کو حکم دیا گیا کہ ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کریں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر لوگوں نے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرمادیں اللہ ان کے بارے میں تمہیں جواب دیتا ہے“، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان کیا کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مالدار ہوتی تو وہ اس سے نکاح میں رغبت کرتے اور ان کو مہر پورا نہ دیتے تھے اور اگر اس کا مال تھوڑا ہونے اور خوبصورت نہ ہونے کے باعث اس میں رغبت نہ کرتے تو اس کے علاوہ اور عورتیں تلاش کرتے۔ عروہ نے کہا جب وہ ان میں رغبت نہ کرنے کے وقت ان کو چھوڑے رکھتے ہیں تو ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب ان میں رغبت کریں تو اُن سے نکاح کریں مگر یہ کہ انکو پورا مہر دیں اور ان کا حق ان کو دیں۔

۲۵۷۶ـــ حَدَّثَنَا هَارُونُ ثَنَا اَبُو سَعِيدٍ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ ثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُقَالُ لَهٗ ثَمْغٌ وَكَانَ نَخْلًا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اسْتَفَدْتُ مَالًا وَهُوَ عِنْدِيْ نَفِيْسٌ فَاَرَدْتُ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ بِاَصْلِهٖ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهٗ فَتَصَدَّقَ بِهٖ عُمَرُ فَصَدَقَتُهٗ ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَلَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهٗ اَنْ يَاْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُوْكِلَ صَدِيْقَهٗ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ بِهٖ

ہو یا بہت حصّہ بے اندازہ باندھا ہُوا۔

شرح : قولہ حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ،، جمہور عُلماء نے کہا لڑکا کبھی احتلام سے بالغ ہوتا ہے۔ ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا کہ احتلام کے بعد یتیمی ختم ہوجاتی ہے اور رات تک خاموش رہنا کوئی شئی نہیں (یعنی خاموشی کا روزہ) یا لڑکا پندرہ برس کا ہوجائے تو بالغ شمار ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں اُحد کی جنگ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہُوا جبکہ میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے جنگ میں شامل ہونے کی اجازت نہ دی پھر خندق کے دن جبکہ میں پندرہ برس کا تھا پیش ہُوا تو آپ نے مجھے جنگ لڑنے کی اجازت دے دی قولہ مَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ،، امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد سے حدیث ذکر کی ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے پاس مال نہیں اور میری حفاظت میں یتیم ہے تو آپ نے فرمایا تم یتیم کے مال سے کھا سکتے ہو لیکن اسراف نہ کرو اور نہ ہی اس کا مال اپنے لئے جمع کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس کے مال سے اس قدر کھا سکتے ہو کہ تم زندہ رہ سکو اور معمول کے مطابق اس کے مال سے لباس پہنو قولہ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ،، یعنی جب وہ بالغ ہوجائیں اور ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال ان کے سپرد کرنے وقت گواہ بنالو۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا گواہ بنانا منسوخ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا

۲۵۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِیْ سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اَبِی الْغَیْثِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبٰوا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

باب — وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے میں جائیں گے۔

۲۵۷۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سات مہلک چیزوں سے بچتے رہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا۔ اللہ کا شریک بنانا۔ جادو کرنا۔ کسی جان کو ناحق قتل کرنا جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ لڑائی کے دن بھاگ جانا۔ پاک دامن مومن عورتوں کو تہمت لگانا جو زناء سے غافل ہیں۔

۲۵۷۸ — شرح : اس حدیث میں کبائر (بڑے بڑے گناہ) سات ذکر کئے ہیں لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ ان کے سوا اور کبائر نہیں ہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا میں اور بھی کبائر مذکور ہیں۔ مثلاً جھوٹی گواہی دینا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا، پاک دامن عورت کو زانی کے قبضہ میں دینا۔ مسلمان کو اس کے قاتل کے قبضہ میں دینا۔ کافروں کو مسلمانوں کے اسرار پر مطلع کرنا حالانکہ وہ جانتا ہے اس طرح کافر مسلمانوں کو ہلاک کر دیں گے یا ان کو قید کر لیں گے اور ان کے مال لوٹ کر لے جائیں گے۔ چھوٹے گناہ پر اصرار کرنا۔ حضرت ابن عباس نے کبائر ستر شمار کئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک روایت میں سات سو کبائر مذکور ہیں تحقیق یہ ہے کہ شارع علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ایک مجلس میں سارے کبائر ذکر نہیں فرمائے بلکہ مجلس کے

بَابُ اِسْتِخْدَامِ الْیَتِیْمِ فِی السَّفَرِ وَالْحَضَرِ اِذَا کَانَ لَہٗ صَلَاحًا وَنَظْرِ الْاُمِّ وَزَوْجِھَا لِلْیَتِیْمِ

۲۵۷۹ — حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ کَثِیْرٍ ثَنَا ابْنُ عُلَیَّۃَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اس کا علاج یہ ہے کہ بیری کے درخت کے سات پتے دو پتھروں کے درمیان باریک کرلئے جائیں پھر ان کو پانی میں ملا کر اس پر آیت الکرسی پڑھی جائے مسحور شخص اس پانی کے تین گھونٹ پی کر باقی پانی سے غسل کرے تو جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ خصوصًا وہ جادو جس کے باعث انسان بیوی سے جماع پر قادر نہ ہوسکے اس کے لئے یہ اکسیر ہے (ماخوذ از عینی)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ آپ سے یتیموں کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرما دیں ان کی اصلاح بہتر ہے اور اگر کھانے پینے کی چیزیں ان کی چیزوں سے ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ خرابی کرنے والے کو اور بھلائی کرنے والے کو جانتا ہے اگر اللہ چاہتا تو تمہیں تنگی کرتا بے شک اللہ غالب، حکمت والا ہے" اَعْنَتَکُمْ" کا معنی اَحْرَجَکُمْ "، ہے یعنی تمہیں تنگی کرنا حرج میں ڈال دینا۔ عَنَتْ کا معنی ذلیل ہونا ہے۔ سلیمان نے کہا ہم کو حماد نے ایوب، نافع کے ذریعہ خبر دی نافع نے کہا ابن عمر نے کسی کی وصیت مسترد نہیں کی۔ ابن سیرین کو یتیم کے مال میں پسند یہ تھا کہ اس کے مخلص اور ولی جمع ہو جائیں اور دیکھیں کہ یتیم کی بہتری کس میں ہے۔ اور طاؤس سے اگر یتیموں کی کسی شئے سے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہ آیت پڑھتے۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ "، عطاء نے چھوٹے بڑے یتیم کے متعلق کہا کہ ولی ہر انسان پر اس کے حصّہ کے مطابق خرچ کرے۔

بَابٌ اِذَا وَقَفَ اَرْضًا وَلَمْ يُبَيِّنِ الْحُدُوْدَ فَهُوَ جَائِزٌ وَكَذٰلِكَ الصَّدَقَةُ

۲۵۸۰ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ اَحَبُّ مَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝ قَامَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اللهَ يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِىْ اِلَىَّ بَيْرُحٰى وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ فَضَعْهَا حَيْثُ اَرَاكَ اللهُ فَقَالَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ اَوْ رَايِحٌ شَكَّ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّىْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِى الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْطَلْحَةَ فِىْ اَقَارِبِهٖ وَفِىْ بَنِىْ عَمِّهٖ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ رَايِحٌ

باب ــــ اگر زمین وقف کی اور اس کی حدود بیان نہ کیں تو جائز ہے اور یہی صدقہ کا حال ہے "

۲۵۸۰ ــــ ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انھوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابوطلحہ مدینہ منورہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار تھے۔ ان کے پاس کھجوروں کے باغات تھے۔ ان کو اپنے تمام مالوں میں بیرحاء زیادہ محبوب تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے حضرت انس نے کہا جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی " لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ "، تو ابوطلحہ

بَابٌ اِذَا وَقَفَ جَمَاعَةٌ اَرْضًا مُشَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ

۲۵۸۲ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ

بَابُ الْوَقْفِ وَكَيْفَ يُكْتَبُ

باب ــ اگر ایک جماعت مشترکہ زمین وقف کرے تو وقف جائز ہے "

۲۵۸۲ ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو فرمایا اے بنی نجار تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کردو اُنھوں نے کہا بخدا۔ ہم اس باغ کی قیمت صرف اللہ سے لیں گے۔

۲۵۸۲ ــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بنو نجار نے اپنا باغ اللہ کے لئے صدقہ کردیا تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لیا تھا۔ یہی وقفِ مشاع ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنو نجار میں سے باغ کے مالک کو اس کی دس دینار قیمت ادا کی تھی۔ لہٰذا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مملوک ہو گیا تھا پھر اُنھوں نے اس کو صدقہ کر دیا تو یہ باغ وقفِ مشاع (مشترکہ کا وقف) نہ رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار کے کلام کا انکار نہیں کیا تھا۔ اگر وقفِ مشاع جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا وقف مسترد فرما دیتے اور اس کو قبول نہ فرماتے! لیکن بنظرِ غائر دیکھا جائے تو یہ وقف مشاع نہیں ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار سے باغ کا مول کیا تھا۔ جو قیمت ادا کرنے کے وقت بیع ہو گئی جس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کیا تھا پھر اُنھوں نے اللہ کے لئے صدقہ کر دیا تھا۔ لہٰذا یہ وقف مشاع نہ رہا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــ وقف کیسے لکھا جائے "

۲۵۸۴ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ وَجَدَ مَالاً بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَذِي الْقُرْبٰى وَالضَّيْفِ

بَابُ وَقْفِ الْاَرْضِ لِلْمَسْجِدِ

۲۵۸۵ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ ثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ ثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَمَرَ بِالْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ حَائِطَكُمْ هٰذَا فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

۲۵۸۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر میں مال پایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو اس کو صدقہ کر دو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ مال فقیروں، مسکینوں، قریبی لوگوں اور مہمانوں پر صدقہ کر دیا۔

(اس حدیث کی تشریح عنقریب گزری ہے)

باب — مسجد کے لئے زمین وقف کرنا"

۲۵۸۵ — شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو فرمایا اے بنی نجار! تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ انصار نے کہا بخدا! ہم اس کی قیمت صرف اللہ سے لیں گے۔

(حدیث ۲۵۸۲ کی شرح دیکھیں)

باب — چارپائے، گھوڑے، سامان اور نقد مال وقف کرنا

بَابُ نَفَقَةِ الْقَيِّمِ لِلْوَقْفِ

۲۵۸۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي زِنَادٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ

۲۵۸۷ ـ ا ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ اشْتَرَطَ فِي وَقْفِهِ اَنْ يَاكُلَ مَنْ وَلِيَهُ وَيُوكِلَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالًا

باب ـــ وقف کے متولی کا نفقہ

۲۵۸۷ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے وارث کچھ دینار تقسیم نہ کریں میں نے اپنی بیویوں کے نفقہ اور عاملوں کی اُجرت کے بعد جو چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔

۲۵۸۷ ـــ شرح: علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سفیان بن عُیَینہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں جب بقید حیات رہیں وہ عدت پوری کرنے والی عورتوں کے حکم میں ہیں کیونکہ ان کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے نکاح کریں۔ اس لئے ان کے لئے نفقہ تاحیات جاری رہا اور ان کی سکونت کے لئے حجرے باقی رہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فدک وغیرہ سے اپنی بیویوں کا خرچہ نکال کر باقی مال مسلمانوں کے عام مصالح میں خرچ کر دیتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم

۲۵۸۷ ـ ا ـــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے اپنے وقف میں شرط کی کہ جو شخص اس کا متولی ہو وہ اس سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست کو کھلا سکتا ہے مال جمع نہیں کر سکتا۔

کے مکان میں سے اپنا حصّہ عبداللہ کی اولاد میں سے محتاجوں کے لئے رہائش گاہ کردی!

شرح : اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ واقف اپنے وقف میں اپنے نفع کی شرط لگا سکتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں کسی فقیہہ کا اختلاف نہیں کہ جس نے اپنے وقف اپنے لئے یا اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے شرط لگائی تو جائز ہے۔ حدیث ع۲۵۵۰ کی شرح دیکھیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کا معنیٰ یہ ہے کہ عبداللہ کے اہل و اولاد میں سے اگر کوئی رہائش گاہ کا محتاج ہو تو وہ اس مکان میں رہائش کر سکتا ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدقہ کیا ہے۔ جبکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا صدقہ کردہ زمین کو نہ بیچا جائے اور نہ ہی کسی کو ہبہ کیا جائے واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : عبدان نے کہا مجھے میرے باپ نے شعبہ سے روایت بیان کی اُنھوں نے ابواسحاق سے اُنھوں نے ابوعبدالرحمٰن سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب محصور ہوئے تو باغیوں کو اُوپر سے جھانکا اور فرمایا۔ میں تم سے پُوچھتا ہُوں اور پُوچھتا بھی صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ہوں کہ کیا تم جانتے نہیں ؟ کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رُومہ کنواں کھودے اس کے لئے جنت ہے تو میں نے رُومہ کنواں کھودا۔ کیا تم جانتے نہیں ؟ کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جنگِ تبوک کے لئے لشکر تیار کرے اس کے لئے جنت ہے تو میں نے لشکر تیار کیا تو لوگوں نے حضرت عثمان کے کلام کی تصدیق کی!

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں ذکر کیا کہ جو کوئی اس کا انتظام کرے وہ اس سے کھا پی سکتا ہے اور کبھی وقف کا متولی خود واقف ہوتا ہے۔ اور کبھی کوئی دوسرا اس کا اہتمام کرتا ہے۔ اس کی ہر ایک کے لئے گنجائش ہے۔

شرح : اس حدیث کے بعض الفاظ میں سقم ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کنوّاں کھودا۔ حالانکہ اُنھوں نے کنواں خریدا تھا کھودا نہیں تھا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ ثمامہ بن حزن قُشیری نے کہا جب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا باغیوں نے گھیراؤ کر لیا تو میں وہاں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان نے مکان کے اُوپر سے لوگوں

بحائطكم قالوا لا نطلب ثمنه الا الى الله

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ وَقَالَ لِیْ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثنا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ ثنا ابْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِی الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَهْمٍ مَعَ تَمِیْمِ الدَّارِیِّ وَعَدِیِّ بْنِ بَدَّاءٍ فَمَاتَ السَّهْمِیُّ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهٖ فَقَدُوْا جَامًا مِّنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِّنْ ذَهَبٍ فَاَحْلَفَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَجَدُوا الْجَامَ بِمَكَّةَ فَقَالُوْا ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِیْمٍ وَعَدِیٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ اَوْلِیَائِهٖ فَحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَاَنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِیْهِمْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

باب ــــ اگر واقف کہے کہ ہم اس کی قیمت صرف اللہ سے مانگتے ہیں تو یہ جائز ہے!

۲۵۸۹

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی نجار! تم اپنا باغ میرے پاس فروخت کردو انھوں نے کہا ہم اس کی قیمت صرف اللہ ہی سے لیں گے۔

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اے ایمان والو! تمہاری آپس میں گواہی جب تم میں سے کسی کو موت آئے وصیت کرتے وقت تم میں سے دو معتبر شخص ہوں یا غیروں میں سے دو۔ جب تم ملک میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کا

بَابُ قَضَاءِ الْوَصِيِّ دُيُوْنَ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِّنَ الْوَرَثَةِ

۲۵۹۰ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ اَوِ الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ عَنْهُ ثَنَا شَيْبَانُ اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ فِرَاسٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ ثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ اَبَاهُ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَّتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جِدَادُ النَّخْلِ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِيْ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا كَثِيْرًا وَّاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَآءُ قَالَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَتِهٖ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ اَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَاَنَا وَاللّٰهِ رَاضٍ اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰى اَخَوَاتِيْ تَمْرَةً فَسَلِمَ وَاللّٰهِ الْبَيَادِرُ كُلُّهَا حَتّٰى اِنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ اُغْرُوْا بِيْ هِيْجُوْا بِيْ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ

صاحب کشاف نے کہا اس پیالہ کا وزن تین سو مثقال یعنی سوا گیارہ سیر تھا۔ اس پر سونے کے نقش بنے ہوئے تھے علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بخاری نے کہا اس روائت کا اسناد حسن نہیں میں نے اس کو باب میں اس لئے داخل کیا ہے کہ کوئی حدیث بیان کروں۔

باب ـــ وارثوں کی موجودگی کے بغیر وصی کا میت کے قرضے ادا کرنا،

۲۵۹۰ ـــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کا والد اُحد

اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اِلٰى قوله وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُدُوْدُ الطَّاعَةُ ۲۵۹۱ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ الْعَيْزَارِ ذَكَرَ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ

باب — جہاد اور سیرت کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد" اللہ نے مومنوں کی جانیں اور مال ان سے خرید لی ہیں کہ ان کے لئے جنّت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، کافروں کو قتل کرتے ہیں اور جہاد میں شہید ہوتے ہیں۔ تورات وانجیل اور قرآن میں یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ اللہ سے زیادہ وعدہ پُورا کرنے والا کون ہے۔ تم اس تجارت سے خوش ہو جو تم نے اللہ سے کی ہے۔ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ "۔ تک۔

شرح : لغت میں جہاد کا معنیٰ مشقت ہے۔ اور شرع میں اس کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کا دین بلند کرنے کے لئے کافروں کے ساتھ لڑائی میں طاقت صرف کرنا "سیر" کا معنی طریقہ ہے۔ محاورہ ہے" سیرت القمرین"، سورج اور چاند کا طریقہ"، اور یہاں سیرت کا معنیٰ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاءِ راشدین کے حالات ہیں جو جنگوں میں رُونما ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "حدود" اللہ کی تابعداری ہے۔ کیونکہ جو کوئی اللہ کی اطاعت کرے وہ اس کے اوامر پُورا کرنے اور نواہی سے بچنے پر واقف ہو جاتا ہے۔

۲۵۹۱ — **ترجمہ :** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! کونسا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا نماز اس کے وقت میں پڑھنا میں نے عرض کیا پھر (اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے) آپ نے

۲۵۹۳ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا خَالِدٌ ثَنَا حَبِيبُ بْنُ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لٰكِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ

۲۵۹۴ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَنَا عَفَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو حَصِينٍ اَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا اَجِدُهٗ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ اِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِي طِوَلِهٖ فَيُكْتَبُ لَهٗ حَسَنَاتٌ

کافر مسلمان ہوجائیں یا وہ اپنی قوم میں رہائش پذیر ہوں اور ان کو اذیت پہنچائی جائے تو ان کا دارالسلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے تاکہ ان کا دین سالم رہے اور وہ اذیت سے محفوظ رہیں۔ دوسری ہجرت مکہ مکرمہ سے ہے۔ کیونکہ مکہ میں مسلمان تھوڑے تھے اور وہ بھی کمزور تھے اور اس وقت جو کوئی اسلام قبول کرتا تھا اس پر واجب تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرے تاکہ اگر کوئی حادثہ دیکھنے میں آئے تو اس میں صحابہ سے استعانت کرسکے۔ لیکن جب مکہ مکرمہ فتح ہوگیا تو یہ خطرہ بھی جاتا رہا کیونکہ زیادہ خطرہ مکہ والوں سے ہی لاحق تھا۔ لہذا اس کے بعد جب کوئی اسلام قبول کرتا تو اس کو کہا جاتا کہ وہ اپنے وطن میں ہی رہائش رکھے اور ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہے تاکہ جب بھی جہاد کا مسئلہ درپیش ہو تو ضرورت پوری ہوسکے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۲۵۹۳ ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ جہاد کو افضل عمل خیال کرتے ہیں کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل جہاد حج مبرور ہے (جس میں کوئی خلافِ شرع کام نہ ہو)

۲۵۹۳ ــــ شرح: حج مبرور وہ ہے جس افعال میں گناہ شامل نہ ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے جائے کہ حج اسلام کا رکن ہے اور فرض عین ہے۔ تو چاہیے کہ حج مبرور مطلقاً مردوں اور عورتوں کے لئے جہاد سے افضل ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حج سے مراد نفلی حج ہے۔ اس سے جہاد افضل ہے اور عورتوں کے لئے حج جہاد سے افضل ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۵۹۴ ــــ ترجمہ: ابو حصین نے بیان کیا کہ ذکوان نے کہا ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

٢٥٩٥ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ ثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَهٗ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ

٢٥٩٦ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَنْ يَّتَوَفَّاهُ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهٗ سَالِمًا مَعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ

٢٥٩٥ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں میں سے کون افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ لوگوں نے کہا پھر اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن کسی گھاٹی میں رہے اور اللہ سے ڈرتا رہے اور لوگوں کو شر نہ پہنچائے۔

٢٥٩٥ — شرح : یعنی وہ لوگوں سے علیحدہ رہے اور غالبًا گھاٹی لوگوں سے خالی ہوتی ہے اس لئے اس کو ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر رہنا اور تنہائی اختیار کرنا افضل ہے خصوصًا جبکہ فتنوں کا شدید خطرہ ہو اور لوگوں سے اختلاط میں معائب کا سامنا درپیش ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام شافعی اور اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ لوگوں میں میل جول تنہائی سے افضل ہے۔ بشرطیکہ اختلاط میں سلامتی کی اُمید ہو چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن لوگوں سے اختلاط کرے اور ان کی اذیتوں پہ صبر اور تحمل کرے تو اس کو اس مومن سے ثواب زیادہ ملے گا جو لوگوں سے اختلاط نہیں کرتا اور ان کی اذیتوں پہ صبر نہیں کرتا (ترمذی، ابن ماجہ)

٢٥٩٦ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ شَكَّ اِسْحٰقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِيْ سُفْيٰنَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ

۲۵۹۷ — ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضرت انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھی - اور ام حرام حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے (ایک روز) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر گئے تو اُنھوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور آپ کے سر مبارک کو آرام پہنچانے لگیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر بیدار ہوئے جبکہ آپ ہنس رہے تھے - ام حرام کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کس نے ہنسایا ہے؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس حال میں پیش ہوئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں کہ وہ اس سمندر کے درمیان بادشاہوں کے تختوں پر سوار ہیں یا وہ تختوں پر بادشاہوں کی طرح بیٹھے ہیں اسحاق نے یہ شک سے بیان کیا ہے - ام حرام نے کہا - میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعاء کریں کہ مجھے ان لوگوں میں کرے - جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعاء فرمائی پھر سر مبارک رکھا اور سو گئے پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا - یا رسُول اللہ! آپ کو کس نے ہنسایا ہے؟ آپ نے فرمایا میری امت میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ میرے سامنے پیش ہوئے جیسے پہلی دفعہ فرمایا تھا - ام حرام نے کہا - میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! اللہ سے دُعاء کیجئے کہ مجھے ان لوگوں میں کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں شامل ہو چکی ہو - ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں سمندر پر سوار ہوئیں اور جس وقت سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں (شہید ہو گئیں) -

بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُقَالُ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ وَهٰذَا سَبِيْلِيْ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ غُزًّى وَاحِدُهَا غَازٍ هُمْ دَرَجَاتٌ لَهُمْ دَرَجَاتٌ

۲۵۹۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ ثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِيْ اَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ اُرَاهُ قَالَ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ

بن اوس اور ابوالدرداء تھے رضی اللہ عنہم اور اُنھوں نے غلبہ کے ساتھ روم فتح کیا
ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر میں حاجی یا عمرہ کرنے والا یا غازی سوار ہو کیونکہ سمندر کے تحت آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے (عینی)

باب — اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے درجات

کہا جاتا ہے (محاورہ) هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ وَهٰذَا سَبِيْلِيْ "یہ میری راہ ہے۔ امام بخاری نے کہا غُزًّی کا واحد غاز ہے ان کے لئے درجات ہیں۔

۲۵۹۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے اللہ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے

بَابُ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَابَ قَوْسِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ

۲۶۰۰ــــ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا وُهَيْبُ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

۲۶۰۱ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ الْغَدْوَةُ اَوِ الرَّوْحَةُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ

۲۶۰۲ــــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

باب ــــ صبح و شام اللہ کی راہ میں جانا اور تم میں سے کسی کے لئے جنت میں دو ہاتھ جگہ کی فضیلت ــــ ۱۱۱

۲۶۰۰ــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبح یا شام جانا دنیا اور دنیا کی تمام اشیاء سے افضل ہے۔

۲۶۰۱ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا جنت میں دو ہاتھ جگہ ہر اس شی سے بہتر ہے جس پر سورج کا طلوع یا غروب ہو اور فرمایا صبح یا شام اللہ کی راہ میں جانا ہر اس شئی سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہو یا غروب ہوتا ہو۔

بَابُ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَ صِفَتِهِنَّ

يُحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ شَدِيْدَةٌ سَوَادِ الْعَيْنِ شَدِيْدَةٌ بَيَاضِ الْعَيْنِ

زَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ أَنْكَحْنَاهُمْ

۲۶۰۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوْتُ لَهُ عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا إِلَّا الشَّهِيْدُ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى قَالَ وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَوْحَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ مَوْضِعُ قِيْدِهِ يَعْنِي سَوْطَهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْهُ رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

۲۶۰۳ — ترجمہ : ابو اسحاق نے حمید سے بیان کیا اُنھوں نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ آپ نے فرمایا جو کوئی شخص فوت ہو جائے اور اللہ کے پاس اس کی کوئی نیکی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے دُنیا کی طرف لوٹنا آسان کر دے جبکہ اس کے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ہو تو وہ کبھی دنیا میں واپس آنا پسند نہیں کرے گا لیکن شہید جو شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہو تو اس کو یہ پسند ہوگا کہ وہ دُنیا میں واپس چلا جائے اور پھر دوسری بار قتل ہو میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں شام یا صبح کو جانا دنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سے بہتر ہے اور تمہارے لئے جنت کی دو ہاتھ زمین یا کوڑے کی مقدار جگہ دنیا اور دُنیا کی ہر شئی سے بہتر ہے ۔ اور اگر جنت کی عورت زمین کے باشندوں کی طرف ایک نظر دیکھے تو ان کے درمیان والے پڑاؤں کو روشن کر دے اور ان کو خوشبو سے بھر دے اس کے سر کا دوپٹہ دُنیا

اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ـــ

۲۶۰۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہیں ہوئے سُنا کہ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مومنوں کے دل اس سے خوش نہ ہوں گے کہ وہ جنگ میں میرے پیچھے رہ جائیں اور نہ ہی میں اس قدر سواریاں پاتا ہوں کہ ان کو اُن پر سوار کروں تو میں کسی چھوٹے لشکر سے بھی پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤں۔

۲۶۰۴ ـــ شرح : یعنی لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ میں جہاد کے لئے نکلوں اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور عجز اور کمزوری کے باعث سفر کے لئے ان کو سواریاں بھی میسر نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ آپ جہاد میں قتل نہیں ہوں گے تو آپ کا قسم کھانا کہ میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں بار بار قتل ہوں کا کیا مطلب ہے؟
اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں جہاد کی ترغیب دلائی ہے مؤدت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مودتِ انشاء اور دوسری مودتِ ترغیب اور مودتِ ترغیب وقوع کو مستلزم نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد ہر ایک مسلمان پر فرض نہیں ورنہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں پیچھے نہ رہتے اور نہ ہی دوسروں کے لئے تخلّف کو مباح فرماتے البتہ اگر دشمن حملہ آور ہو جائے تو ہر مسلمان پر جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے جبکہ وہ جہاد کی قوت رکھتا ہو۔ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ جب امام یا عالم کے معتقد اور مخلص لوگ ان کی حسب منشاء اطاعت کی قوت نہ رکھتے ہوں تو وہ نفل طاعت ترک کر سکتے ہیں حتیٰ کہ وہ سب اس پر قادر ہو جائیں۔ نیز معلوم ہُوا کہ شہادت کی بہت فضیلت ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَقَعَ وَجَبَ

۲۶۰۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنِي اللَّيْثُ ثَنِي يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهٖ اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيْبًا مِنِّيْ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ مَا اَضْحَكَكَ قَالَ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ يَرْكَبُوْنَ هٰذَا الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَاَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا اَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِيْنَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ اِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ

باب — جو کوئی اللہ کی راہ میں سواری سے گر کر مرجائے وہ مجاہدین میں سے ہے ‘‘

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ” جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت کے لئے نکلے پھر اس کو موت پالے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو جاتا ہے۔

۲۶۰۶ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے روایت کی انھوں نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آرام فرما ہوئے پھر ہنستے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ کو کس نے ہنسایا ہے۔ فرمایا ، میری

فَتَقَدَّمَ فَاٰمَنُوْهُ فَبَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَوْمَؤُا اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَطَعَنَهٗ فَاَنْفَذَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ مَالُوْا عَلٰى بَقِيَّةِ اَصْحَابِهٖ فَقَتَلُوْهُمْ اِلَّا رَجُلًا اَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ هَمَّامٌ وَاُرَاهُ اٰخَرَ مَعَهٗ فَاَخْبَرَ جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَدْ لَقُوْا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُمْ فَكُنَّا نَقْرَاُ اَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ فَدَعَا عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ وَبَنِيْ عُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

وہ (حضرت انس کا ماموں) ان کے پاس گئے تو اُنھوں نے ان کو امن دیا وہ ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرنے لگے تو اُنھوں نے اپنوں میں سے کسی شخص کو اشارہ کیا تو اس نے ان کو (ماموں) نیزہ مارا اور ان کو گھائل کر دیا۔ میرے ماموں نے فوراً کہا "اللہ اکبر" ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہُوا پھر کافروں نے ان کے باقی ساتھیوں پر حملہ کیا اور سب کو ہلاک کر دیا صرف ایک لنگڑا شخص بچا جو پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔ ہمام نے کہا میرا خیال ہے کہ اس کے ساتھ ایک اور تھا اس کی حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ سب قاری اپنے رب سے جا ملے ہیں اور اللہ نے اُن کو راضی کر دیا ہے۔ (انس نے کہا) ہم یوں تلاوت کیا کرتے تھے "اَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُمْ" (یعنی ہماری قوم کو ہمارا پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں اور وہ ان سے راضی ہو گیا ہے اور ان کو راضی کر دیا ہے) پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز رِعل، ذکوان، بنی لحیان اور بنی عُصَیّہ جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی پر بدُعا فرمائی "۔

۲۶۰۷ ــــ شرح : توربشتی نے ذکر کیا کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا گیا تھا وہ قاری اور متقی پرہیزگار تھے ان کو اصحابِ صُفّہ بھی کہا جاتا ہے جب مسلمانوں پر کوئی سخت مصیبت نازل ہوتی تو وہ ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نجد کے لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرنے بھیجا تھا جب وہ بیرِ معونہ ٹھہرے تو عامر بن طفیل نے بنو سلیم، رعل، ذکوان اور عصیہ عرب قبائل کی مدد سے ان کو قتل کر دیا۔ ان پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز بدُعا کی۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر یہ علم تھا کہ وہ لوگ ان قُرّاء کو قتل کر دیں گے تو آپ نے ان کو وہاں کیوں بھیجا؟ حالانکہ مسلمان کا خون بہت قیمتی ہے اور اگر

بَابُ مَنْ يُجْرَحُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۲۶۰۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهٖ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ —

ہونے کے سوا کسی شئ سے موصوف نہیں لہٰذا اپنے حال پر ثابت رہ نہ تو ہلاک ہوئی ہے اور نہ ہی جسم سے علیحدہ ہوئی ہے اور اللہ کی رضاء میں تو زخمی ہوئی ہے۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپکی خصوصیت ہے کہ اپنے اعضاء کو ایسے ہی خطاب فرماتے ہیں جیسے ہم انسان ذی روح کو خطاب کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کریم میں ہے۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ، یعنی ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے ،، حالانکہ اہلسنت وجماعت کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کا علم دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ ہم نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہیں دیا - یا یہ کہ قرآن کریم تعلیم شعر نہیں ہے اور شعر سے مراد کلام کاذب ہے۔ خواہ موزوں ہو یا غیر موزوں ۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم اولین و آخرین تعلیم فرمائے گئے جن سے کشفِ حقائق ہوتا ہے اور آپ کے معلومات واقعی و نفس الامری ہیں کذب شعری نہیں جو حقیقت میں جہل ہے وہ آپ کی شان کے لائق نہیں اور آپ کا دامنِ تقدس اس سے پاک ہے۔ اس میں شعر بمعنی کلام موزوں کے جاننے اور اس کے صحیح و سقیم کو پہچاننے کی نفی نہیں۔ لہٰذا اس آیت کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی کی سند بنانا صحیح نہیں۔ نیز یہ مسلم امر ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم بدیہی ہوتے ہیں ان میں نظر و فکر کی احتیاج نہیں جبکہ مبادی اور مطالب ان کے لئے دفعۃً موجود ہوتے ہیں وہ مطالب سے مبادی کی طرف اور مبادی سے مطالب کی طرف نظر کرنے کے محتاج نہیں کیونکہ ان کو اللہ کی طرف سے قوۃ قدسیہ حاصل ہوتی ہے۔ اور شعر نظر اور فکر کرنے سے بنتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں تصریح کی ہے کہ شعر کی شرط یہ ہے کہ وہ قصد سے ہو اور قصد نظر و فکر کا محتاج ہوتا ہے۔ اور نبی کا علم بدیہی ہونے کے باعث وہ نظر و فکر کے محتاج نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا معنیٰ یہ ہوگا کہ نبی شعر کہنے میں نظر فکر کا محتاج نہیں اور نہ ہی یہ آپ کے لائق ہے اور کسی شئ کے عدمِ احتیاج سے لازم نہیں کہ اس کی معرفت بھی حاصل نہ ہو۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آیت کریمہ میں شاعریت کی صنعت کی نفی ہے اور کسی شئ کی نفی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۶۱۰ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ هِرَقْلَ قَالَ سَاَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ فَزَعَمْتَ اَنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ وَدُوَلٌ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ

"سِجَالٌ"، سَجل کی جمع ہے اس کا معنی ڈول ہے جبکہ وہ پانی سے بھرا ہُوا ہو خالی ڈول کو سجل نہیں کہا جاتا۔ یہاں سجال مُساجلہ سے ماخوذ ہے۔ یعنی مقابلہ کرنے والوں میں سے ہر ایک اپنے مقابل کی مثل کرتا ہے۔ کبھی اس کا رُخ ایک کے لئے کبھی دوسرے کے لئے ہوتا ہے"، مقصد یہ ہے کہ دو فریقوں میں سے کبھی کوئی غالب آجاتا ہے کبھی کوئی غلبہ پاتا ہے"

ترجمہ ۲۶۱۰ــــ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوسفیان نے ان سے بیان کیا کہ ہرقل نے اس سے کہا میں نے تم سے پوچھا ہے کہ اُن سے (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا جنگ و جدال کیسا رہا ہے تو تم نے کہا ہے کہ جنگ سجال اور دول ہے۔ اسی طرح رسولوں کو ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے۔ آخر کامیابی انہی کی ہوتی ہے۔

شرح ۲۶۱۰ــــ سجال کا معنیٰ پانی سے بھرا ہُوا ڈول ہے۔ خالی ڈول کو سجال نہیں کہا جاتا ہے۔ دول "دُوْلَہ" کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک شئی کبھی تیری طرف آجائے اور کبھی تیرے ساتھی کی طرف لوٹ جائے اور وہ تم دونوں کے درمیان متداول رہتی ہے۔ ہرقل کے سوال کے جواب میں ابوسفیان نے کہا ہماری سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ رہتی ہے اس میں کبھی وہ غالب ہوجاتے ہیں اور کبھی ہمیں غلبہ ہوتا ہے۔ بدء الوحی کے باب میں یہ حدیث گزری ہے۔ یہ اس کا کچھ حصہ ہے۔

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پُوری

الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهُ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهُ بِبَنَانِهِ قَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُرٰى اَوْ نَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَقَالَ اِنَّ اُخْتَهُ وَهِيَ تُسَمَّى الرُّبَيِّعَ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَاَةٍ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَرَضُوْا بِالْاَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ ـــ

اللہ دیکھے گا میں کیا کروں گا۔ جب جنگ احد کا وقت آیا اور مسلمان بھاگ گئے تو کہا اے اللہ! ان لوگوں نے یعنی ان کے ساتھیوں نے جو کچھ کیا میں اس کی معذرت چاہتا ہوں۔ پھر آگے بڑھے تو ان کو حضرت سعد بن معاذ سامنے آتے ہوئے ملے تو ان سے کہا اے سعد بن معاذ! میں جنت کا ارادہ کرتا ہوں۔ نضر کے رب کی قسم میں اُحُد کے سامنے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ حضرت سعد نے کہا یا رسول اللہ! انس نے جو کچھ کیا میں اس طرح نہیں کر سکا (حالانکہ میں اس سے طاقتور ہوں) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے انس بن نضر کے جسم پر چند اور بیاسی تلوار کے نشان یا نیزہ کے زخم یا تیر کے زخم پائے اور ان کو ہم نے مقتول پایا جبکہ مشرکوں نے ان کے ناک اور کان وغیرہ کاٹ دیئے ہوئے تھے۔ ان کو کسی نے نہ پہچانا صرف ان کی ہمشیرہ نے ان کی انگلیوں سے پہچانا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خیال کرتے تھے یا ہمارا یہ گمان تھا کہ یہ آیت کریمہ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ" حضرت انس نے کہا انس بن نضر کی ہمشیرہ جس کا نام رُبَیِّع ہے نے ایک عورت کا سامنے والا دانت توڑ دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ رُبَیِّع سے اس کا بدلہ لیا جائے انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ رُبَیِّع کا دانت توڑا نہیں جائے گا چنانچہ مُدعی راضی ہو گئے اور اُنھوں نے دیت قبول کر لی۔ اور انتقام لینا ترک کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بعض وہ بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے نام کی قسم کھائیں تو اللہ ان کو بری کر دیتا ہے (ان کی قسم پُوری کر دیتا ہے)

۲۶۱۱ ـــ شرح: سردارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا غزوہ بدر لڑا تھا جو ہجرت کے دُوسرے سال لڑا گیا تھا۔ اس میں حضرت انس بن نضر

بَابُ عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ اِنَّمَا تُقَاتِلُوْنَ بِاَعْمَالِكُمْ وَقَوْلُهُ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ

سے ایک سورت کو گم پایا جسے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنتا تھا۔ اس کو میں نے خزیمہ بن ثابت انصاری جس کی گواہی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گواہوں کے برابر کیا تھا کے پاس پایا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "مومنوں میں سے بعض لوگوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو سچ کر دکھایا۔

۲۶۱۲ شرح: مُصحف، صحیفہ کی جمع ہے اور وہ کاغذ کا ٹکڑا ہے جس پر کچھ لکھا ہوا ہو اور مصحف مرتب کاغذوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں کئی صحیفے ہوں۔ حدیث میں مذکور آیت کے گم ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ اس کو بھول گئے تھے اور وہ ان کو یاد نہ رہی تھی بلکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں پائی گئی تھی اس کی دلیل یہ ہے کہ زید بن ثابت کو وہ یاد تھی اس لئے انھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس متواتر موجود تھی اور وہ ان کو یاد تھی البتہ ان کے پاس لکھی ہوئی نہ تھی صرف خزیمہ کے پاس لکھی پائی گئی تھی۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ قرآن کے لئے تواتر سے نقل ہونا شرط ہے اور یہ آیت خزیمہ سے ملی لہٰذا تواتر نہ پایا گیا۔ عدم صحت کی وجہ یہ ہے کہ خزیمہ کے پاس لکھی ہوئی پائی گئی تھی یہ معنیٰ نہیں کہ صرف خزیمہ ہی کو یاد تھی۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو گواہیوں کے برابر ہونے کا سبب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کسی معاملہ میں بات کی جس کا اس نے انکار کر دیا تو خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اس سے گفتگو کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وہاں موجود نہ تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! آسمان کی خبریں جو آپ فرماتے ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں تو زمین پر ہونے والی بات کی گواہی کیوں نہ دیں جبکہ آپ صادق مصدوق ہیں۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی گواہی دو مردوں کی گواہی کے برابر کر دی اور یہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ جنگ سے پہلے نیک عمل کرنا

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے اعمال کے مطابق مقاتلہ کرتے ! اور اللہ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو ! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ

بَابُ مَنْ اَتَاہُ سَہْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَہٗ

۲۶۱۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللہِ ثَنَا حُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ اَحْمَدَ ثَنَا شَیْبَانُ عَنْ قَتَادَۃَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ اُمَّ الرُّبَیِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِیَ اُمُّ حَارِثَۃَ بْنِ سُرَاقَۃَ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا نَبِیَّ اللہِ اَلَا تُحَدِّثُنِیْ عَنْ حَارِثَۃَ وَکَانَ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَہٗ سَہْمٌ غَرْبٌ فَاِنْ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ صَبَرْتُ وَاِنْ کَانَ غَیْرُ ذٰلِكَ اجْتَہَدْتُ عَلَیْہِ فِی الْبُکَاءِ قَالَ یَا اُمَّ حَارِثَۃَ اِنَّہَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ ابْنَكِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی

باب — جس کو نامعلوم تیر لگا اور اس کو قتل کر دیا

۲۶۱۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام ربیع بنت براء اور وہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا نبی اللہ! کیا آپ مجھے حارثہ کی خبر نہیں دیتے جبکہ وہ بدر کے روز شہید ہو گئے تھے ان کو نامعلوم تیر لگا (جو جان لیوا ثابت ہوا) اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کرتی ہوں اور اگر اس کے برعکس ہے تو میں اس پر رونے کی کوشش کروں گی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام حارثہ ایک جنت کی بات کرتی ہو کئی جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا اعلیٰ جنت میں ہے۔

۲۶۱۴ — شرح : قولہ "غرب" اس کا معنی غریب ہے۔ اور وہ ایسا تیر ہے جس کے مارنے والے کا پتہ نہ ہو اور نہ ہی یہ معلوم ہو کہ وہ کدھر سے آیا ہے۔ ابن اثیر کی جامع الاصول میں ہے کہ ام حارثہ ربیع بنت نضر انس بن مالک کی پھوپھی ہیں جس نے ایک عورت کا دانت توڑ دیا تھا۔ حدیث ۲۵۲۲ اور ۲۶۱۱ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ ترمذی میں قتادہ سے مروی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا ربیع بنت نضر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس کا بیٹا حارثہ بن سراقہ بدر کی جنگ میں شہید ہو گیا تھا الخ لہٰذا معتمد علیہ کلام یہی ہے کہ ربیع بنت نضر ہی ام حارثہ بن سراقہ ہے۔ اسی لئے بعض محدثین نے کہا کہ بخاری کا ام حارثہ کو ام ربیع بن براء کہنا موہوم ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس وہم کے جواب میں متعدد

بَابُ مَنْ اِغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

۲۶۱۶ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَمْزَةَ ثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنِيْ عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْعَبْسٍ اِسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَبْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ

باب — جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ وہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں یہ اس لئے کہ انھیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں اس سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بے شک اللہ نیکوں کا نیک ضائع نہیں کرتا "

۲۶۱۶ — ترجمہ: عَبایہ بن رافع بن خدیج نے کہا مجھے ابوعبس عبدالرحمٰن بن جبر نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود نہیں ہوتے کہ اس کو آگ مس کرے"

۲۶۱۶ — شرح: اس حدیث کی آیت کریمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کو ان کے قدموں کے آثار پر ثواب ملتا ہے۔ اگرچہ وہ لڑائی نہ کریں۔ یہی حدیث کا مطلب ہے کہ جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے وہ لڑیں یا نہ لڑیں۔ حدیث ۸۶۸،۸۶۷ کی شرح دیکھیں۔

بَابُ الْغُسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ

۲۶۱۸ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَاَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَقَدْ عَصَبَ رَاْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ فَوَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ قَالَ هٰهُنَا وَاَوْمَاَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

منحرف کرنا چاہتے تھے جو وہ نہ کرتے تھے بلکہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ان کو اللہ کی طرف بلائیں اور وہ لوگ اسے آگ کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ابن بطال پر رحم کرے اُنھوں نے کس قدر آداب صحابیت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عمار زمانہ مستقبل میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں گے کہ وہ آپس میں جنگ نہ کریں۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ جبکہ اُنھوں نے باغی لوگوں کو حق کی دعوت دی اور وہ اس کو بغاوت کی طرف کھینچ رہے تھے " التعاون فی بناء المسجد "، کے باب میں اس کی تفصیل دیکھیں۔ الحاصل جنگ صفین میں ہر ایک جماعت اپنے آپ کو حق پر سمجھتی تھی اور دوسروں کو باغی کہتے تھے۔ اگرچہ نفس الامر میں حق پر ایک ہی گروہ تھا۔ دوسرا مخطی تھا لیکن مجتہد کو خطاء پر بھی ثواب ملتا ہے "

باب ـــ لڑائی اور غبار کے بعد غسل کرنا "

۲۶۱۸ ـــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خندق کے روز واپس تشریف لائے اور جسم پاک سے ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام دربار رسالت میں حاضر ہوئے جبکہ اُنھوں کے سر کو غبار نے ڈھانپا ہوا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو ہتھیار اُتار دیئے ہیں بخدا! میں نے ابھی ہتھیار نہیں اُتارے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کہاں کا ارادہ ہے جبرائیل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ اِدھر کا ارادہ ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

۲۶۱۹ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلٰثِيْنَ غَدَاةً عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ أَنَسٌ أُنْزِلَ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْاٰنٌ قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ

شرح : اس باب میں ان لوگوں کی فضیلت کا بیان ہے جن کے حق میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ ان کا شان نزول یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کی پوروں میں رکھ دیں وہ جنت کے پھل کھاتے ہیں اور اس کی نہروں کی سیر کرتے ہیں اور عرش کے نیچے لٹکنے والی سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ جب اُنہوں نے کھانا، پینا اور رہنا سہنا بہترین پایا تو اپنے دلوں میں خیال کرنے لگے کہ ہمارے دنیا میں رہنے والے بھائی ہمارے ساتھ ہونے والا اچھا معاملہ دیکھ لیتے تو کیا اچھا ہوتا تاکہ جہاد میں سستی نہ کرتے اور کفار کا مقابلہ جرأت سے کرتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری طرف سے یہ کلام میں لوگوں کو پہنچائے دیتا ہوں اور یہ دو آیات نازل فرمائیں

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۱۹ — نے ان لوگوں پر ایک مہینہ بد دُعا فرمائی جنہوں نے بئر معونہ کے پاس قاریوں کو قتل کیا تھا چنانچہ آپ نے رعل ذکوان اور عُصَیّہ پر بد دعاء کی اُنھوں نے اللہ اور اُس کے رسُول کی نافرمانی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں کے حق میں جو بئر معونہ کے پاس قتل کئے گئے تھے یہ قرآن نازل ہُوا جو ہم پڑھا کرتے تھے پھر وہ حصہ منسوخ ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ "ہماری قوم میں یہ بات پہنچا دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی ہے وہ ہم سے خوش ہے اور ہم اس سے راضی ہیں"

شرح : بنو عامرہ اور بنو سلیم کی پتھریلی زمین کے درمیان نجد کی سمت میں بئر معونہ

۲۶۱۹ — واقعہ ہے وہاں ستر قرآء کو دھوکہ کے ساتھ شہید کر دیا گیا تھا۔ یہ چار ہجری کا واقعہ ہے۔

شہید کی زندگی

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ شہید کی حیات میں علماء کے مختلف خیال ہیں ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شہداء کی روحوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ابن حبان کی صحیح میں ہے کہ مومن کی روح پرندہ ہے جو جنت

بَابُ ظِلِّ الْمَلَآئِكَةِ عَلَى الشَّهِيدِ

۲۶۲۱ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ جِيْءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَنَهَانِي قَوْمِي فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقِيلَ ابْنَةُ عَمْرٍو فَقَالَ فَلِمَ تَبْكِي أَوْ فَلَا تَبْكِي مَا زَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا قُلْتُ لِصَدَقَةَ أَفِيهِ حَتّٰى رُفِعَ قَالَ رُبَّمَا قَالَهُ

باب — شہید پر فرشتوں کا سایہ کرنا

۲۶۲۱ — ترجمہ : ابن عُیینہ نے کہا کہ میں نے محمد بن منکدر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میرے باپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا جبکہ مشرکوں نے ان کے ناک اور کان وغیرہ کاٹ دیئے تھے۔ ان کو آپ کے آگے رکھ دیا گیا اور میں نے ان کے چہرہ سے کپڑا اُٹھانا چاہا تو میری قوم نے مجھے روک دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی عورت کی آواز سُنی تو آپ سے عرض کیا گیا وہ عمرو کی بیٹی یا (یہ کہا گیا) کہ وہ جابر کی بہن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیوں روتی ہے یا (یہ فرمایا) وہ نہ روئے فرشتے تو اس پر اپنے پَروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ میں نے صدقہ سے کہا۔ کیا اس حدیث میں یہ لفظ ہے ،، حتیٰ کہ ان کو اُٹھا لیا گیا ،، اُس نے کہا کبھی یہ بھی کہا ہے۔

۲۶۲۱ — شرح : اس حدیث سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حال کی عظمت بیان کرنی مقصود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ,,اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کر کے اس سے بر ملا کلام کیا۔ صدقہ بن فضل امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاد ہیں ان سے امام بخاری نے استفسار کیا کہ کیا حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت جابر کی میّت اٹھانے تک فرشتے ان کو سایہ کرتے رہے؟

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۶۲۳ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِیَۃُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا اَبُو اِسْحٰقَ عَنْ مُوْسٰی اِبْنِ عُقْبَۃَ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ وَکَانَ کَاتِبَہٗ قَالَ کَتَبَ اِلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ تَابَعَہُ الْاُوَیْسِیُّ عَنِ ابْنِ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ مُوْسٰی ابْنِ عُقْبَۃَ

والے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے ؟ اور کفار میں سے مرنے والے دوزخ میں ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں (ہمارے شہداء جنت میں اور کافروں میں سے مرنے والے دوزخ میں ہوں گے)

شرح : اس ترجمہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ تلواروں کے لئے چمک ہوتی ہے ۔ لہٰذا ان کے نیچے سایہ بھی ہوگا چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے ۔ الحاصل اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے جنت میں جائیں گے لہٰذا مسلمانوں کو جہاد سے ڈرنا نہیں چاہیئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام کا بھی یہی مطلب ہے کہ جب مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں قتل ہونے سے جنت ملتی ہے ۔ تو کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں ہمیں تامل نہیں کرنا چاہیئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی ۔

۲۶۲۳ــــ ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ نے عمر بن عُبید اللہ کے آزاد کردہ غلام ابو نضر سالم سے روایت کی ۔ اور وہ ان کے کاتب تھے اُنھوں نے کہا کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے ان کو خط لکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ یقین کرو کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے ۔ اویسی نے ابن ابی الزناد سے اُنھوں نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرنے میں معاویہ بن عمرو کی موافقت کی ہے ۔

۲۶۲۳ــــ شرح : سالم عبداللہ بن اوفیٰ کا کاتب تھا ۔ اور ان کو عمر بن عبید اللہ کا کاتب کہنا صحیح نہیں ۔ صاحب تلویح نے ذکر کیا کہ اس حدیث کی کتابت صحیح نہیں کیونکہ ابن ابی اوفیٰ نے سالم کو خط نہیں لکھا تھا اُنھوں نے تو عمر بن عُبید اللہ کو لکھا کیونکہ عمر بن عبید اللہ خوارج کے ساتھ جنگ میں سپہ سالار تھے اور سالم نے یہ واقعہ بیان کیا ہے ۔

عدد کا مفہوم یہی ہے۔
حضرت سُلیمان علیہ السلام کے صاحب سے مراد اِن کی مجلس کا ساتھی ہے یا ان کا وزیر مراد ہے جن ہو یا انسان ،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو ان کے پاس وحی لایا کرتا تھا اور لفظ سے ظاہر بھی یہی ہے اور یہی درست ہے۔ سیدنا سُلیمان علیہ السلام نے زبان سے اِن شاء اللہ ،، نہیں کہا تھا یہ مطلب نہیں کہ وہ دل میں جملہ امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے سے غافل تھے کیونکہ یہ منصب نبوت کے لائق نہیں اور نبی کا دل کسی وقت اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو اَللّٰھُمَّ غُفْرَانَكَ ،، فرماتے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا وقت جو زبانی ذکر نہیں ہوسکا اس کی مغفرت چاہتے ہیں چونکہ مقامِ نبوت بلند مقام ہے اس لئے مباح کے ترک کو وہ عظیم تر سمجھتے ہیں اور نبی کا اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا کسی گناہ کے باعث نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام نبوت کے اظہار سے قبل اور بعد ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے معصوم ہوتے ہیں اور کسی وقت بھی اللہ کے حکم کا خلاف نہیں کرتے ،،
امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ فقہاء اور متکلمین کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام صغائر اور کبائر گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور منصب نبوت اس سے بلند و بالا ہے کہ ان سے کوئی گناہ صادر ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان کی اقتداء کا حکم فرمایا ہے اور اگر ان سے گناہ کا صدور ہو تو ہم پر ان کی اقتداء لازم نہ ہوگی۔ اور نہ ہی ان کے اقوال اور افعال ہم پر لازم ہوں گے۔ الحاصل انبیاء کرام علیہ السلام سے بعض امور کا صدور حکمت غامضہ پر مبنی ہے۔ جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے کہ اُنھوں نے باری تعالیٰ کے حکم کا خلاف کیا اور شجرہ ممنوعہ سے تناول فرمایا اس میں ان کو اگرچہ بظاہر منع کیا گیا تھا مگر درحقیقت وہ اس کے تناول کے مامور تھے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ پھر جب ان کو پیدا کیا تو ان کو جنت میں بسا کر فرمایا کہ اس درخت سے تناول نہ کرنا۔ اگر بالفرض وہ اس پر عمل پیرا ہوتے اور ہمیشہ کے لئے شجر ممنوعہ سے تناول نہ کرتے تو وہ ہمیشہ کے لئے زمین پر نہ اُترتے اور نہ اللہ تعالیٰ کا زمین میں خلیفہ ہوتے تو اللہ کی خبر جھوٹی ہوجاتی (معاذ اللہ) چونکہ اللہ کی خبر کا جھوٹا ہونا محال ہے اور اس کو لازم یہ ہے کہ شجرہ ممنوعہ سے تناول کریں لہذا آدم علیہ السلام پر اس سے تناول کرنا فرض تھا اور فرض پر عمل کرنے والے کو گنہگار نہیں کہا جاتا۔ اسی لئے شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں آدم کی جگہ ہوتا اور مجھے یہ معلوم ہوتا کہ درخت کے تناول پر بے شمار مصلحتیں مرتب ہوں گی خصوصاً سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دُنیا میں ظہور ہوگا تو میں اس درخت کو جڑوں سمیت کھا جاتا ،، یہی حال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا ہے جبکہ وہ تمام نبی تھے۔ کہ ان سے جو کچھ صادر ہُوا وہ یوسف علیہ السلام کے لئے چاہِ کنعان میں نبوت کا مقدمہ تھا اور فرض کا مقدمہ بھی فرض ہوتا ہے اس

٢٦٢٥ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ اَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى شَجَرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَآءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا

اس لئے احسنیت، اشجعیت اور اجودیت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صفات ہیں۔

ترجمہ : محمد بن جُبیر نے کہا مجھ سے جُبیر بن مُطعم نے بیان کیا کہ وہ ایک وقت جناب
۲۶۲۵ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے آپ کے ساتھ اور
لوگ بھی تھے جبکہ غزوہ حنین سے واپس آئے لوگوں نے آپ کو گھیر لیا جبکہ وہ آپ سے کچھ مانگتے تھے حتیٰ کہ
آپ کو کیکر کے درخت تک لے گئے تو اس درخت نے آپ کی چادر تھام لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے
ہوگئے اور فرمایا میری چادر تو مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس اس درخت کے کانٹوں کی تعداد میں اونٹ
ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کر دیتا پھر تمہیں مجھے بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹ بولنے والا اور بزدل پاتے۔

شرح : حُنین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے۔ اس حدیث
۲۶۲۵ — میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت واضح ہوتی ہے جبکہ آپ نے
فرمایا اس درخت کے کانٹوں کی تعداد میں اُونٹ سخاوت کرنے میں تم مجھے بخیل نہ دیکھو گے۔ نیز اس حدیث میں
آپ کے عظیم اخلاق کی ایک جھلک نظر آتی ہے کہ شاہِ کونین ہوتے ہوئے لوگوں کی سختیاں فراخدلی سے برداشت
کرتے ہیں اور ان کی غیر مہذب گفتگو اور ہٹ دھرمی کی پرواہ تک نہیں کرتے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کذوب مبالغہ
کا صیغہ ہے اسی طرح جبان صفت مشبہ ہے یہ اصول ہے کہ مبالغہ کی نفی سے نفس شئ کی نفی نہیں ہُوا کرتی۔ لہذا
کذوب کی نفی سے نفس کاذبیت کی نفی نہیں ہوتی اور بخیل کی نفی سے باخلیت کی نفی نہیں ہوتی اور نہ جبان کی
نفی سے نفس جُبن کی نفی ہوتی ہے۔ حالانکہ اس مقام میں نفس کاذبیت باخلیت اور جبن کی نفی مطلوب ہے
اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی فعُول کا وزن نفس شی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور مبالغہ مطلوب نہیں ہوتا
اسی طرح فعِیل کا وزن نفس صفت کے معنی میں آتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد " لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ" میں

۲۶۲۷ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

۲۶۲۷ــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے "اے اللہ میں تیرے ذریعہ عجز کاہلی، بزدلی اور بڑھاپے سے پناہ چاہتا ہوں اور میں تیرے ذریعہ زندگی اور موت کے فتنہ سے اور عذاب قبر سے پناہ چاہتا ہوں۔

۲۶۲۶ ، ۲۶۲۷ــــ شرح : بزدلی سے اس لئے پناہ چاہتے ہیں کہ یہ آخرت کے عذاب کا سبب بنتی ہے۔ کیونکہ بزدلی کے سبب انسان جہاد سے بھاگے گا تو اللہ تعالیٰ کی وعید میں داخل ہوگا اور جو کوئی جہاد سے جی چراتا ہے وہ اللہ کے غضب کا مستوجب ہوتا ہے۔ بسا اوقات تو یہ ہوتا ہے کہ وہ دینِ اسلام سے منحرف ہوجاتا ہے اور بزدلی کے باعث مرتد ہوجاتا ہے۔ رذیل عمر یہ ہے کہ انسان بڑھاپے کے باعث بچپن کی سی عادات کی طرف لوٹ جاتا ہے اس کا جسم کمزور، عقل ماؤف ہوجاتی ہے اور سمجھ میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ نیز بڑھاپے کے باعث فرائض کی ادائیگی سے قصور واقع ہوتا ہے حتیٰ کہ اپنی ذات کی بھی خدمت سے قاصر ہوجاتا ہے اور گھر والوں کے بوجھ بن جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس کی موت کی خواہش کرنے لگتے ہیں اور اگر اس کے گھر والے نہ ہوں تو اور زیادہ مصیبت بن جاتی ہے (العیاذ باللہ) دُنیا کا فتنہ یہ ہے کہ دُنیاوی مال و دولت کی حرص میں عاقبت سے غافل ہوجاتا ہے اور آخرت کو دُنیا کے عوض فروخت کر دیتا ہے (معاذ اللہ)

عجز قدرت کی ضد ہے اور وہ یہ ہے کہ جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے اس پر قادر نہ ہو۔

کسل کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمت کمزور پڑجائے اور مشقت پر جسم کے آرام کو ترجیح دے۔ اس سے اس لئے پناہ چاہی کہ اس کے باعث اعمالِ صالحہ سے دُوری ہوجاتی ہے۔

حیات و ممات،، حیات کا فتنہ یہ ہے کہ آخرت سے غافل ہوکر تحصیل دنیا میں مصروف ہوجاتا ہے اور دُنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگتا ہے اور ممات کا فتنہ یہ ہے کہ موت کے وقت بُرے خاتمہ کا ڈر ہونے لگتا ہے۔ عذاب کا فتنہ یہ ہے کہ اپنے بُرے اعمال کو بُری صُورت میں دیکھنے لگتا ہے (العیاذ باللہ)

واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ وُجُوْبِ النَّفِيْرِ وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ

وَقَوْلِهٖ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ وَقَوْلِهٖ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ سَرَايَا مُتَفَرِّقِيْنَ وَيُقَالُ وَاحِدُ الثُّبَاتِ ثُبَةٌ

کے ساتھ حضرت طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی باقی نہ رہا تھا۔ اس لئے حضرت طلحہ جنگِ اُحُد کے مواقع بیان کرتے تھے تاکہ لوگ ان کی اقتداء کریں وہ اس طرح کے بیان سے لوگوں کو اس طرح کے حال کی ترغیب دلایا کرتے تھے" رضی اللہ عنہ"

باب — کافروں کے ساتھ جنگ کے لئے نکلنے کا وجوب اور جس قدر جہاد واجب ہے اور اس میں نیت کرنا"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد" کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو۔ اپنے مال اور جان سے ،، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر جانو۔ اگر کوئی قریب مال یا متوسط سفر ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے۔ مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا۔ اور اللہ نے فرمایا اے ایمان والو تمہیں کیا ہُوا جب تُم سے کہا جائے کہ خُدا کی راہ میں کوچ کرو تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے ہو۔ کیا تم نے دُنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی اور جیتی دُنیا کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا،، اور اگر کوچ نہ کرو گے تو تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا۔

۲۶۳۱ ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحُوهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَسْهِمْ لِي فَقَالَ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَاعَجَبًا لِوَبْرٍ تَدَلّٰى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ يَنْعٰى عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّي عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَسْهَمَ لَهُ أَوْ لَمْ يُسْهِمْ لَهُ قَالَ سُفْيٰنُ وَحَدَّثَنِيهِ السَّعِيدِيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ السَّعِيدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ

۲۶۳۰ ــــ شرح : اللہ کے ضحک کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ اس سے راضی ہوجاتا ہے ضحک کو رضاء لازم ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں قتل ہوجائے وہ جنتی ہے ، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۶۳۱ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ آپ خیبر فتح کرنے کے بعد وہاں تشریف فرما تھے ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! مجھے بھی غنیمت سے حصّہ دیں تو بنی سعید سے ایک شخص نے کہا یا رسُول اللہ ! اس کو غنیمت سے کچھ نہ دیں ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو ابن قوقل کا قاتل ہے ۔ ابن سعید بن عاص نے کہا اس جانور پر تعجب ہے جو پہاڑ کے کنارے سے ہم پر گر پڑا ہے ۔ مجھے ایک مسلمان کے قتل کا عیب لگاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر عزت دی اور مجھے اس کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا پھر نامعلوم کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غنیمت سے کچھ دیا یا نہ دیا سفیان نے کہا مجھ سے سعیدی نے اپنے دادا سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے ۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا ۔ سعیدی عمرو بن یحیٰی بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص ہے ،،

۲۶۳۱ ــــ شرح : ابن قَوْقَلْ نعمان بن مالک بن ثعلبہ ہے وہ اُحُد کی جنگ میں شہید ہوگئے تھے ۔ بنی سعید میں سے ابوہریرہ پر اعتراض کرنے والا ،، ابان بن سعید

بَابُ اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ

۲۶۳۳ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب جس نے روزہ پر غزوہ کو پسند کیا

۲۶۳۲ ــ ترجمہ: ثابت بنانی نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوطلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غزوہ کے سبب روزہ نہ رکھا کرتے تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے بظاہر انتقال فرما گئے تو میں نے ان کو عیدالفطر اور عیدالبقرہ کے سوا کبھی روزہ کے بغیر نہیں دیکھا "

۲۶۳۲ ــ شرح: ابوطلحہ کا نام زید بن سہل انصاری ہے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ کے شوہر تھے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چالیس برس بقید حیات رہے اور وہ بدستور روزہ سے ہوتے تھے۔ صرف ان دنوں روزہ افطار کرتے جن میں نہی وارد ہے۔ وہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس لئے روزہ سے نہ ہوتے تھے کہ دشمن کے مقابلہ میں کمزور نہ ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ جہاد کی بہت فضیلت ہے اور دوسرے نفلی اعمال پر اس کو ترجیح حاصل ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوطلحہ نے اس لئے روزے رکھنے شروع کر دیئے کہ اسلام طاقتور ہو گیا تھا اور دشمن پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو چکا تھا اور جہاد میں آسانی ہو گئی تو پھر وہ روزہ بھی رکھتے اور جہاد بھی کرتے تھے تاکہ دونوں طاعتیں جمع کر لیں اور قیامت میں باب الریان سے جنت میں داخل ہوں۔ یہ بات ذہن نشین ہو کہ رمضان مبارک کے روزوں کے علاوہ دوسرے دنوں کے روزوں میں یہ کلام ہے "، واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــ اللہ کی راہ میں قتل کے سوا سات شہادتیں ہیں"

۲۶۳۳ ــ ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

۲۶۲۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی اِسْحٰق قَالَ سَمِعْتُ البَرَآءَ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِی القَاعِدُوْنَ مِنَ المُؤْمِنِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَجَاءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا وَشَكٰی ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ضَرَارَتَه فَنَزَلَتْ لَا يَسْتَوِی القَاعِدُوْنَ مِنَ المُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ

۲۶۲۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِیُّ ثَنِیْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ اَنَّهٗ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الحَكَمِ جَالِسًا فِی المَسْجِدِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰی جَلَسْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ فَاَخْبَرَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلٰی عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِی القٰعِدُوْنَ مِنَ المُؤْمِنِيْنَ وَالمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَجَاءَهٗ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ

کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔ اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (نساء ۶ ۱۰)

۲۶۲۵ ـــ ترجمہ: ابو اسحاق نے کہا میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب یہ آئت (لَا يَسْتَوِی القَاعِدُوْنَ مِنَ المُؤْمِنِيْنَ)، نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو بلایا وہ چوڑی ہڈی لے کر آئے اور یہ آئت لکھی اور ابن ام مکتوم نے نابینا ہونے کی شکائت کی تو یہ آئت کریمہ "لَا يَسْتَوِی القَاعِدُوْنَ مِنَ المُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ"، نازل ہوئی۔ (ابن ام مکتوم عمرو بن قیس عامری ہے اس کی والدہ عاتکہ مخزومیہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب رکھنا اور علم لکھنا جائز ہے)

۲۶۲۶ ـــ ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی سے روائت ہے کہ انھوں نے کہا میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھا تو میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اس نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ

بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلَى الْقِتَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ

۲۴۳۸ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا أَبُوْ إِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ فِيْ غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيْدٌ يَعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأٰى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهُ (شعر)

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ✧ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

نے لکھا اور ہیں نے وہ پڑھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تم دشمن سے جنگ کرو تو صبر سے کام لو! (یعنی دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ثابت قدم رہو اور اس کی طاقت سے مت گھبراؤ)

باب ـــ دشمن کے ساتھ جنگ کی ترغیب دلانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی! مومنوں کو جنگ کی ترغیب دلائیے"

۲۶۳۸ ـــ ترجمہ: حمید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم غزوۂ خندق کے لئے نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ مہاجر اور انصار سخت سردی میں خندق کھود رہے ہیں اُن کے پاس خادم نہیں تھے جو یہ کام کرتے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب ان کی مشقت اور بھوک وغیرہ دیکھی تو فرمایا "اے اللہ بے شک زندگی آخرت کی زندگی ہے تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے" اُنھوں نے جواب میں کہا "ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد" صلی اللہ علیہ وسلّم "کی ہمیشہ کے لئے جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ باقی رہیں گے۔

۲۶۳۸ ـــ شرح: خداوند قدوس کے ارشاد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلّم مسلمانوں کو جنگ کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ جنگِ بدر میں جب مشرک پوری قوت اور آلات حرب سے مسلح ہوکر

۲۶۴۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ۲۶۴۱ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ

لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ۞ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ۞ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ۞ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

باب خندق کھودنا

۲۶۳۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجروں اور انصار نے مدینہ منورہ کے گرداگرد خندق کھودنا شروع کی اور وہ اپنی پیٹھوں پر مٹی اُٹھا کر باہر لاتے اور یہ کہتے تھے ؎ ہم نے ہمیشہ کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرماتے تھے ؎ اے اللہ! آخرت کی بہتری کے سوا کوئی بہتری نہیں ہے۔ اور انصار و مہاجریں میں برکت فرما۔

۲۶۴۰ — ترجمہ : ابواسحاق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت براٰء رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (خندق کے روز) مٹی اُٹھاتے اور یہ فرماتے تھے۔ اے اللہ! اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔

۲۶۴۱ — ترجمہ : حضرت براٰء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے احزاب کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مٹی باہر نکالتے تھے اور غبار نے آپ کے بطن شریف کی سفیدی کو چھپایا ہُوا تھا۔ جبکہ آپ یہ فرما رہے تھے ؎ اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے اور نہ نمازیں پڑھتے ہم کو عزت و وقار عنایت کر اور اگر ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔ بے شک مکہ والوں نے ہم پر زیادتی کی جب اُنھوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے اس کا انکار کر دیا۔

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

۲۶۴۴ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

۲۶۴۵ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَيْ فُلُ هَلُمَّ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَاكَ الَّذِيْ لَا تَوٰى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ

باب — اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت

۲۶۴۴ — ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس کسی نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے ستر برس دُور کر دے گا۔

۲۶۴۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۲۶۳۲ میں ہے کہ ابوطلحہ غزوہ میں افطار کرتے تھے اور اس کو روزہ پر ترجیح دیتے تھے اور یہ حدیث اس کے خلاف معلوم ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص جہاد میں روزہ سے ضعیف نہ ہو اس کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے اور جو ضعیف ہو جائے وہ افطار کرے۔ حدیث میں ستر سال کا ذکر تحدید کے لئے نہیں مبالغہ کے لئے ہے اور اس سے کثرت مراد ہے۔ یعنی وہ دوزخ کی آگ سے غیر متناہی وقت دُور رہے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

بِالْتَ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ اَخَذَهُ بِحَقِّهٖ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهَا بِحَقِّهٖ فَهُوَ كَالْاٰكِلِ لَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ عَلَيْهِ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بَابُ فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا اَوْخَلَفَهُ بِخَيْرٍ

۲۶۴۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا الْحُسَيْنُ ثَنِیْ يَحْيٰى قَالَ ثَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ ثَنِیْ بُسْرُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنِیْ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا

کیا اچھا چیز بُری چیز کو لائے گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چُپ رہے۔ ہم نے کہا آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ چنانچہ لوگ خاموش ہو گئے۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ پھر آپ نے چہرۂ انور سے پسینہ پونچھا اور فرمایا ابھی ابھی سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ کیا مال اچھا ہے؟ بے شک اچھی چیز برائی نہیں لاتی۔ موسم ربیع جو گھاس اُگاتا ہے وہ مار ڈالتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے۔ جب جانور گھاس چرے حتیٰ کہ جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جائیں تو وہ سورج کے سامنے آجائے (اس کی گرمی سے) وہ لید اور پیشاب کرے پھر چرنے لگے۔ بے شک یہ مال سرسبز میٹھا ہے۔ مسلمان کا مال کیا ہی اچھا ہے جو اس کو حق سے حاصل کرے اور اللہ کی راہ میں اور یتیموں اور مسکینوں میں خرچ کرے اور جو شخص اس کو حق سے حاصل نہ کرے وہ اس کھانے والے کی طرح ہے جو سیر نہ ہو اور وہ مال قیامت کے روز اس پر گواہ ہوگا۔

(اس حدیث کی شرح حدیث ع ۱۳۸۲ کے تحت گزری ہے)

باب — اس شخص کی فضیلت جو غازی کو تیار کرے یا اس کا اچھا خلیفہ بنے

۲۶۴۷ — ترجمہ: زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ أَتَى أَنَسٌ ثَابِتَ ابْنَ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقَالَ يَا عَمِّ مَا يَحْبِسُكَ أَنْ لَا تَجِيْءَ قَالَ الْآنَ يَا ابْنَ أَخِيْ وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ يَعْنِيْ مِنَ الْحَنُوْطِ ثُمَّ جَاءَ فَجَلَسَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ انْكِشَافًا مِنَ النَّاسِ فَقَالَ هٰكَذَا عَنْ وُجُوْهِنَا حَتّٰى نُضَارِبَ الْقَوْمَ مَا هٰكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا عَوَّدْتُمْ أَقْرَانَكُمْ رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ

۲۶۴۹ — ترجمہ: ابن عون نے موسیٰ بن انس سے بیان کیا اور یمامہ کے غزوہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس کے پاس آئے جبکہ ان کی دونوں رانیں برہنہ تھیں اور وہ خوشبو لگائے ہوئے تھے۔ اور کہنے لگے اے چچا! آپ کو کس نے آنے سے منع کیا اُنھوں نے کہا اب چلتے ہیں اور خوشبو لگانے لگے پھر آئے اور بیٹھ گئے اور اپنی گفتگو میں لوگوں کی شکست ذکر کی اور کہا اس طرح ہم کافروں سے لڑتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس طرح نہ کرتے تھے جو تم نے اپنے ساتھیوں کو بُری عادت ڈال رکھی ہے۔ اس کی حماد نے ثابت سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۲۶۴۹ — شرح: یَمَامَہ۔ یمن میں ایک شہر ہے جو طائف سے دو مرحلوں پر واقع ہے ایک نیلی آنکھوں والی عورت جو قافلہ کو تین دن کی مسافت سے دیکھ لیتی تھی کے نام سے موسوم ہے۔ اس مقام پر مسلمانوں اور مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں میں زبردست جنگ لڑی گئی تھی یہ غزوہ بارہ ہجری میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں لڑا گیا تھا۔ جو گیارہ ہجری میں شروع ہوا اور بارہ ہجری میں ختم ہوا تھا۔ اس میں چار سو پچاس قاری صحابی شہید ہوئے ان میں سے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ اس جنگ میں انہی کے ہاتھ میں انصار کا جھنڈا تھا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے سپہ سالار تھے۔ جبکہ بنو حنیفہ جو مسیلمہ کذاب کا لشکر تھا چالیس ہزار کی تعداد میں تھا۔ ان میں سے اکیس ہزار مارے گئے تھے اور مسیلمہ کذاب بھی مارا گیا اور اس کو وحشی بن حرب نے قتل کیا جس نے کفر کے زمانہ میں جنگ اُحد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اُس نے مسیلمہ کو برچھا مارا جو اس کے جسم میں سے دوسری طرف نکل گیا پھر جلدی سے ابودجانہ نے اُس کو تلوار ماری اور وہ گر کر مرگیا۔

بَابُ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيْعَةُ وَحْدَهٗ

۲۶۵۱ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ اَظُنُّهٗ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ

باب — کیا ایک شخص کو دشمن کی اطلاع پانے بھیجا جائے؟

۲۶۵۱ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پکارا صدقہ نے کہا میرا خیال ہے کہ یہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پکارا تو حضرت زبیر نے جواب دیا آپ نے پھر پکارا تو زبیر نے جواب دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے مخلص دوست ہوتے ہیں میرا مخلص دوست زبیر بن عوام ہے " رضی اللہ تعالیٰ عنہ "

۲۶۵۱ — شرح : جس کسی شخص کو دشمن کے احوال معلوم کرنے کے لئے بھیجا جائے اس کو " طَلِیْعَۃُ الْجَیْشِ " کہا جاتا ہے۔ یہ غزوۂ خندق کا واقعہ ہے جبکہ بنو قریظہ نے نقض عہد کیا اور دُوسرے کافروں کی معیت میں مدینہ منورہ پر حملہ بول دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ کے مطابق مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھدوا دی تھی اس کو غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ اس روز جب حالات سخت سے سخت ہوگئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو آواز دی کہ بنو قریظہ کے حالات کون معلوم کرے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے قبول کیا اور دشمن کی جاسوسی کرنے تشریف لے گئے۔ اس طرح تین بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا اور تین بار حضرت زبیر نے جواب دیا تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا۔ ہر نبی کے مخلص ہوتے ہیں میرا مخلص زبیر بن عوام ہے رضی اللہ عنہ۔

" حَوَارِی " کا معنیٰ ناصر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری بھی ان کے ناصر اور مددگار تھے اس کا مادہ " تَحْوِیْر " ہے اور معنیٰ سفید کرنا ہے۔ چنانچہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے انصار کو حواری کہا گیا ہے اور وہ کپڑے صاف کیا کرتے تھے۔ چھانے ہوئے آٹا کی پکی ہوئی روٹی کو بھی حواری کہا جاتا ہے۔ جب لفظ " حواری " کو متکلم کی

۲۶۵۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَابْنِ اَبِی السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ قَالَ سُلَیْمٰنُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ وَتَابَعَهٗ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَیْمٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ اَبِی الْجَعْدِ

۲۶۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا یَحْیٰی عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَرَکَةُ فِیْ نَوَاصِی الْخَیْلِ

۲۶۵۴ — ترجمہ : عروہ بن جَعد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں کو قیامت تک خیر لازم ہے سلیمان نے شُعبہ سے اُنھوں نے عروہ بن ابی الجعد سے یہ روایت کی ہے اور مُسَدَّد نے ہُشَیم سے اُنھوں نے حُصَین سے اُنھوں نے شعبی سے اُنھوں نے عروہ بن ابی الجعد سے روایت میں سلیمان کی متابعت کی۔

۲۶۵۵ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔

۲۶۵۳ تا ۲۶۵۵ — شرح : اس حدیث کا عنوان لبعینہٖ حدیث کے الفاظ ہیں۔ یعنی جو گھوڑے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ہیں ان کی پیشانی میں قیامت تک برکت رہے گی۔ اور وہ اجر اور غنیمت ہے۔ معلوم ہُوا کہ قیامت تک جہاد جاری رہے گا لہٰذا جہاد کے لئے گھوڑے تیار رکھنا باعثِ اجر و ثواب ہے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کی پیشانی پر ہاتھ مبارک پھیرتے اور اس کو مَلا کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ فرماتے کہ اس میں قیامت تک برکت ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

متابعت کا مقصد یہ ہے کہ سلیمان نے جَعْد کا باپ ذکر کیا ہے۔ اور مسدد نے ان کی موافقت کی۔

۲۶۵۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا طَلْحَةُ بْنُ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ الْمَقْبُرِيَّ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۲۶۵۷ — ترجمہ: طلحہ بن ابی سعید نے کہا میں نے سعید مقبری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا روکا تو اس گھوڑے کا چارے اور پانی سے سیر ہونا اور اس کا پیشاب قیامت میں اس کی میزان میں ہوں گے۔"

۲۶۵۷ — شرح: یعنی جو کوئی اپنے لئے گھوڑا روک رکھتا ہے تاکہ دشمن کے مقابلہ کی جب بھی مسلمانوں کو ضرورت پڑے وہاں اس گھوڑے سے کام لیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم دشمن کے مقابلہ کے لئے قوت اور گھوڑے تیار رکھو۔ اس طرح تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو مرعوب کر سکو گے تو اس گھوڑے کے پیشاب اور لید وغیرہ کے برابر اس کو ثواب حاصل ہوگا!

حدیث شریف میں قوت کی تفسیر تیر اندازی سے کی گئی ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ" خبردار قوت تیر اندازی ہے۔ مگر یہ اس زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ جبکہ اس کے سوا دُور مار آلات نہ تھے لیکن اس زمانہ میں حدیث کی روشنی میں اس کے ساتھ بموں اور میزائلوں کا اضافہ کر دیا جائے تو بجا ہوگا جبکہ اس دور میں ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور میزائل ہی طاقت سمجھے جاتے ہیں۔ جس ملک کے پاس ایٹم بم نہ ہو وہ کمزور ملک کہلاتا ہے۔ اور برتری انہی ممالک کو حاصل ہے جو اس دوڑ میں آگے آگے جا رہے ہیں۔ ہمارے نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ دراصل قوت رمی ہے اور مذکور بم اور میزائل رمی میں داخل ہیں۔ آج سے چودہ سو برس پہلے آپ نے تنبیہ کر دی کہ خبردار اصل قوت رمی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایٹم بم اور میزائل وغیرہ آپ کے علم میں تھے۔ اور ان کی ہیئت ترکیبی آپ کے پیش نظر تھی چنانچہ حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح گرتے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطرے گرتے ہیں اور فرمایا "میں دنیا اور اس میں موجود ہر شئی کو کف دست کی طرح دیکھ رہا ہوں"، اگر اللہ تعالیٰ اپنے عظیم فضل کے باعث اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم عطا فرمادے تو بعید نہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے "عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ "وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا" اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔"
گھوڑے کا کھانا، پینا اور بول و براز بعینہا کا وزن نہ کیا جائے گا بلکہ ان کے ذرات کے برابر حصولِ ثواب مقصود

۲۶۶۰ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ اٰدَمَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهٗ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَامُعَاذُ هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَلَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا

۲۶۶۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَّنَا يُقَالُ لَهٗ مَنْدُوْبٌ فَقَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَّاِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

اس کا ایک ٹکڑا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑا اور تناول فرمالیا۔

۲۶۵۹ — ترجمہ : اُبَیّ بن عباس بن سہل نے اپنے باپ سے اُنھوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ کہ ہمارے باغ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا تھا جس کو "لُحَیف" کہا جاتا تھا۔

۲۶۶۰ — ترجمہ : حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا جس کو عُفَیر، کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے۔ اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو کوئی اس کا شریک نہ بنائے اس کو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو خوشخبری نہ دو وہ توکل کر بیٹھیں گے۔

۲۶۶۱ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مدینہ منورہ میں دہشت طاری ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے گھوڑا مستعار لیا جس کو مندوب کہا جاتا تھا اور فرمایا ہم نے تو کوئی ڈر کی چیز نہیں دیکھی اور اس گھوڑے کو تو ہم نے سمندر پایا ہے۔

بَابُ الْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً

۲۶۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِيْ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا وَآثَارُهَا حَسَنَاتٍ

۲۶۶۳ — ترجمہ: سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحوست اگر کسی شئی میں ہے تو وہ عورت گھوڑے اور مکان میں ہو سکتی ہے

۲۶۶۲، ۲۶۶۳ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ ان تین میں نحوست کی تخصیص کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان تین اشیاء کی خلقت میں نحوست نہیں ان میں نحوست صرف عادۃً ہے۔ بعض علماء نے یہ کہا کہ ان تین کو اس لئے خاص کیا ہے کہ انسان طبعًا ان سے مستغنی نہیں ہوتا کیونکہ اس نے کسی نہ کسی جگہ رہائش کرنی ہوتی ہے تو مکان کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے زندگی بسر کرنے کے لئے رفیق کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کے ساتھ بود و باش کر سکے تو اس کے لئے بیوی کی ضرورت ہے۔ پھر انسان کی حیات صرف اللہ کے دین کو عروج و ارتقاء تک پہنچانے کے لئے ہے اس کے لئے جہاد کی ضرورت ہے لہٰذا گھوڑے کا پاس ہونا ضروری ہے تو لمبی مدت میں مکروہ شئی بھی لاحق ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان کی طرف نحوست کی نسبت کی گئی ہے۔ حالانکہ نحوست و برکت اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے لاحق ہوتی ہے۔ عورت میں نحوست یہ ہے کہ اس سے بچہ پیدا نہ ہو۔ گھوڑے میں نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کر سکے۔ دار میں نحوست یہ ہے کہ ہمسایہ اچھا نہ ہو،، یعنی اگر نحوست ہو تو ان تین میں ہو سکتی ہے اور یہ معنی نہیں کہ یہ تین منحوس ہیں،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے کہ گھوڑے کی پیشانی پر قیامت تک خیر باندھی گئی ہے اور یہ برکت ہے نحوست نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان گھوڑوں میں نحوست مراد ہے جو جہاد کے لئے نہ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خیر و شر دونوں گھوڑے میں پائی جاتی ہیں گویا کہ اجر و غنیمت سے خیر کی تفسیر کی اور اس کو یہ لازم نہیں کہ گھوڑے میں نحوست ممتنع ہو جبکہ کبھی اس کا خلاف بھی ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ مَنْ ضَرَبَ دَآبَّةَ غَيْرِهِ فِي الْغَزْوِ

۲۶۶۵ ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ ثَنَا اَبُوْعُقَيْلٍ ثَنَا اَبُوالْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ اَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِيْ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهِ قَالَ اَبُوْعَقِيْلٍ لَا اَدْرِيْ غَزْوَةً اَوْعُمْرَةً فَلَمَّا اَنْ اَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَتَعَجَّلَ اِلَى اَهْلِهِ فَلْيَتَعَجَّلْ قَالَ جَابِرٌ فَاَقْبَلْنَا وَاَنَا عَلَى جَمَلٍ لِيْ اَرْمَكَ لَيْسَ فِيْهِمَا شِيَةٌ وَالنَّاسُ خَلْفِيْ فَبَيْنَا اَنَا كَذٰلِكَ اِذْ قَامَ عَلَيَّ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ اسْتَمْسِكْ فَضَرَبَهُ بِسَوْطِهِ ضَرْبَةً فَوَثَبَ الْبَعِيْرُ مَكَانَهُ فَقَالَ اَتَبِيْعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فِي طَوَائِفِ اَصْحَابِهِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ لَهُ هٰذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيْفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُوْلُ لِيَ الْجَمَلُ جَمَلُنَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَاقِيَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اَعْطُوْهَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَيْتَ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ

"پوری تقریر حدیث ۲۲۱۶ کی شرح میں دیکھیں"

باب ــــ جس نے جہاد میں کسی کے جانور کو مارا

۲۶۶۵ ــــ ترجمہ : ابوالمتوکل ناجی نے کہا میں جابر بن عبداللہ انصاری کے پاس آیا اور ان سے کہا مجھ سے وہ حدیث بیان کیجئے جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ ابوعقیل نے کہا مجھے معلوم نہیں وہ سفر جہاد تھا یا عمرہ کا سفر تھا جب ہم آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر جلدی جانے کی خواہش کرتا ہے وہ جلد جلد جائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم واپس آئے جبکہ میں اپنے

بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ

وَقَالَ مَالِكٌ يُسْهَمُ لِلْخَيْلِ وَالْبَرَاذِيْنِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرَ مِنْ فَرَسٍ

۲۶۶۷ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا

باب ـــ گھوڑے کا مال غنیمت میں حصّہ

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا گھوڑے اور براذین کا غنیمت سے حصّہ نکالا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا اور ایک گھوڑے سے زیادہ کو حصّہ نہ دیا جائے

۲۶۶۷ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے لئے مالِ غنیمت سے دو حصّے اور اس کے مالک کا ایک حصّہ مقرر کیا۔ امام مالک نے کہا عربی گھوڑے اور ترکی گھوڑے کو مالِ غنیمت سے حصّہ دیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے۔ اور ایک گھوڑے سے زیادہ گھوڑوں کو حصّہ نہ دیا جائے "

۲۶۶۷ شرح : اس حدیث سے جمہور علماء نے استدلال کیا کہ مالِ غنیمت سے گھوڑے کے لئے دو حصّے اور گھوڑے والے کا ایک حصّہ ہے یعنی صاحبِ فرس غازی کو غنیمت کے مال سے تین حصّے ملتے ہیں۔ اور اگر گھوڑے کے بغیر جہاد کرے تو اس کو صرف ایک حصّہ ملتا ہے۔ امام مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے۔ ابوداؤد نے بھی ابن عمرؓ سے دارقطنی نے ابورہم اور جابر سے اور امام احمد رحمہ اللہ نے طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے لئے دو حصّے اور پیادہ کو ایک حصہ دیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سوار کے لئے صرف دو حصّے ہیں ایک اس کا اور ایک گھوڑے کا حصّہ، حضرت عمر فاروق، ابوموسیٰ اشعری اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا مسلک بھی یہی ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے طبرانی کی مقداد بن عمرو کی روایت سے استدلال کیا کہ وہ بدر کی جنگ میں گھوڑے

بَابُ مَنْ قَادَ دَآبَّةَ غَيْرِهٖ فِي الْحَرْبِ

۲۶۶۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لٰكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَاةً وَإِنَّا لَمَّا لَقِيْنَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوا فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْغَنَآئِمِ وَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ فَأَمَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرَّ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَأَنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

نہ دیا جائے گا بلکہ اس کو پیدل کا حصہ ملے گا۔ الحاصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ غنیمت کے استحقاق کا معیار دشمن کی زمین میں داخل ہونے کی حالت ہے اگر داخل ہوتے وقت سوار ہو تو اس کو دو حصے ملیں گے اور اگر پیدل ہو تو ایک حصہ ملے گا اگرچہ داخل ہونے کے بعد حال مختلف ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے میدانِ جنگ میں غیر کا جانور کھینچا

۲۶۶۸ — ترجمہ: ابواسحاق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم حنین کی جنگ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انھوں نے کہا لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ بے شک قبیلہ ہوازن کے لوگ بہت تیرانداز تھے جب ہم ان سے ملے تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ بھاگ گئے تو مسلمان غنیمت کی طرف متوجہ ہو گئے تو انھوں نے آگے سے ہم پر تیروں سے حملہ کر دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں بھاگے تھے۔ میں نے آپ کو دیکھا جبکہ آپ سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے "میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔"

۲۶۶۸ — شرح: یعنی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ تم حنین کی

بَابُ الرِّكَابِ وَالْغَرْزِ لِلدَّآبَّةِ

۲۶۶۹۔۔حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ

بَابُ رُكُوبِ الْفَرَسِ الْعُرْيِ

۲۶۷۰۔۔حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ

باب ۔۔ جانور کی رکاب

۲۶۶۹ ۔۔ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب آپ اپنا قدمِ میمنت رکاب معلّی میں داخل فرماتے اور آپ کی سواری سیدھی کھڑی ہو جاتی تو مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھتے۔

۲۶۶۹ ۔۔ شرح : رکاب اور غرز میں فرق یہ ہے کہ رکاب لوہے یا لکڑی کی ہوتی ہے اور غرز چمڑے کی۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں مترادف ہیں اونٹ کی رکاب کو غرز کہا جاتا ہے اور گھوڑے کے لئے رکاب مستعمل ہے۔ اسی لئے حدیث میں رکاب کا ذکر نہیں کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

باب ۔۔ برہنہ گھوڑے پر سوار ہونا "

۲۶۷۰ ۔۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برہنہ گھوڑے جس پر کاٹھی نہ تھی پر سوار لوگوں سے پہلے آئے اور آپ کی گردن میں تلوار تھی "

شرح : عُرْيٌ برہنہ گھوڑا جس پر کاٹھی نہ ہو اس کی جمع اَعْرَاءٌ ہے۔ اس حدیث سے

۲۶۷۲ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مُضَمَّر گھوڑے کو مقامِ حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا اور جو گھوڑا مُضمّر نہ تھا اس کو "ثنیۃ" سے مسجد بنی زُرَیق تک دوڑایا ابن عمر نے کہا میں ان لوگوں میں ہوں جنہوں نے گھوڑے دوڑائے تھے۔ عبداللہ بن ولید نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی۔ اُنھوں نے کہا ہم سے عُبید اللہ نے بیان کیا سفیان نے کہا حفیاء اور "ثنیۃ" الوداع کے درمیان پانچ یا چھ میل ہیں اور ثنیۃ سے مسجد زُریق صرف ایک میل ہے۔

۲۶۷۲ ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت "اجریٰ" کے لفظ میں ہے کیونکہ اجراء میں "سبق" دوڑ کا معنی پایا جاتا ہے۔ اس باب کے عنوان کا بیان یہ ہے کہ گھوڑوں میں دوڑ لگانا مشروع ہے۔ اور گھوڑے سخت اور مضبوط کرنے کے لئے اس کی تضمیر جائز ہے تضمیر کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ گھوڑے کو چالیس روز خوب چارہ کھلایا جائے حتیٰ کہ وہ موٹا تازہ ہو جائے پھر اس کا چارہ کم کر کے آہستہ آہستہ بھوکا رکھنا شروع کر دے حتیٰ کہ وہ دُبلا پتلا ہو جائے ایسا گھوڑا بہت دوڑتا ہے۔ جتنے وقت میں دوسرا گھوڑا ایک میل دوڑتا ہے۔ یہ اتنے وقت میں چھ سات میل دوڑتا ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پر کاٹھی باندھی جاتی ہے اور موٹے پالان اس پر ڈالے جاتے ہیں حتیٰ کہ ان کے نیچے پسینہ آجاتا ہے اس طرح اس کا گوشت سخت ہو جاتا ہے۔ اور اس کی نرمی جاتی رہتی ہے۔ حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے لئے جانور کو بھوکا رکھنا جائز ہے جبکہ اس میں اس کی اصلاح ہو۔ تضمیر کا فائدہ یہ ہے کہ جنگ میں ضرورت کے وقت ان گھوڑوں سے انتفاع کیا جاتا ہے۔ گھوڑے کی تضمیر میں علماء کا اجماع ہے۔ شوافع اس کو سنت کہتے ہیں اور بعض لوگ مباح کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح کرتے تھے اسلام نے اس کو برقرار رکھا اور گھوڑوں میں دوڑ لگانے کو جائز کہا۔ اور اس میں شرط لگانا حرام قرار دیا۔ حدیث شریف بھی اسی گھوڑ دوڑ پر محمول ہے جس میں کوئی شرط نہ لگائی جائے۔ فقہاء کہتے ہیں کہ دونوں طرف سے شرط لگانا جائز نہیں ایک طرف سے شرط لگا سکتے ہیں اور حدیث میں اس کے جواز اور عدم جواز پر قطعاً دلالت نہیں۔ اور یہ اباحت کے منافی نہیں۔ ابن تین نے ذکر کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کو یمنی چادروں کے عوض دوڑایا جو گھوڑا سب سے آگے بڑھ گیا تھا اس کو تین چادریں دیں۔ دوسرے نمبر والے کو دو (۲) چادریں اور تیسرے نمبر والے کو ایک چادر دی۔ چوتھے نمبر والے کو ایک دینار پانچویں کو ایک درہم اور چھٹے کو چاندی دی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تم سب کے لئے برکت کرے۔

قولہ قال عبداللہ حدثنا سفیان الخ اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ سفیان ثوری کی اپنے شیخ سے روایت کی تصریح ہے جبکہ پہلے اسناد میں تحدیث کی صراحت نہیں کیونکہ روایت عنعنہ ہے۔

بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَآءِ وَقَالَ الْمِسْوَرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ

۲۶۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا كَانَ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا الْعَضْبَآءُ مِنْ هٰهُنَا طَوَّلَهُ مُوْسٰى عَنْ حَمَّادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ

مُضَمَّر کردہ گھوڑوں کو دوڑایا اور ان کو حَفْیَاء سے چھوڑا اور ان کی انتہاء ثنیۃ الوداع تھی۔ ابو اسحاق نے کہا میں نے موسیٰ سے کہا اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ موسیٰ نے کہا چھ یا سات میل کا فاصلہ ہے اور جو گھوڑے مُضَمَّر نہ تھے ان کو دوڑایا اور ثَنِیَّۃُ الوداع سے چھوڑا اور اس کی انتہا مسجد بنی زُرَیق تھی۔ میں نے کہا اس کا فاصلہ کتنا تھا۔ موسیٰ نے کہا صرف ایک میل یا اس جیسا ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے گھوڑے دوڑائے تھے۔

(حدیث ۲۶۷۲ کی شرح دیکھیں)

باب — نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اونٹنی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قَصْوَآ'' اونٹنی پر اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور مِسْوَر نے کہا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قَصْوَآء عاجز نہیں ہوئی''

۲۶۷۵ — ترجمہ : حُمَیْد نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اونٹنی کو عضبآء کہا جاتا تھا

۲۶۷۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ ثَنِيْ اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا اَبَا عُمَارَةَ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ وَلّٰى سَرْعَانُ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ وَاَبُوْ سُفْيٰنَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

کو سفید خچر نذرانہ پیش کیا تھا "

۲۶۷۷ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے عمرو بن حارث کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صرف سفید خچر، ہتھیار اور زمین باقی چھوڑی اور ان کو صدقہ کر دیا۔

۲۶۷۸ — ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا اے " ابا عمارہ " تم حنین کی جنگ میں پشت پھیر گئے تھے انھوں نے کہا بخدا ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم میدان جنگ سے پیچھے نہیں ہٹے تھے لیکن پہلی صف والے پشت پھیر گئے جبکہ قبیلہ ہوازن نے تیروں سے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سفید خچر پر تھے اور ابو سفیان بن حارث اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم فرما رہے تھے۔ میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

۲۶۷۷ - ۲۶۷۸ — شرح : عمرو بن حارث مصطفیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین جویریہ کے بھائی ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو کہا "، کی ضمیر سب طرف راجع ہے صرف " ارض " کی طرف راجع نہیں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہم نبیوں کی جماعت ہیں ہمارا کوئی وارث نہیں ہم جو کچھ باقی چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ساری اُمت کے باپ ہیں جبکہ آپ کی بیبیاں اُمہات المؤمنین ہیں۔ اور باپ کا مال ساری اُمت کا حصّہ ہے۔ اسی حدیث کو اساس بناتے ہوئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک کی زمین کو وراثت بنانے سے معذرت کر دی تھی۔ اس حدیث کو حضرت عباس، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما اور اکابر صحابہ کرام نے تسلیم کیا تھا اسی لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فدک کو حضرت عباس اور علی میں تقسیم کرنے سے معذوری ظاہر کر دی تھی۔ کیونکہ ان دونوں میں اگر فدک تقسیم کر دیتے تو وقت گزرنے کے بعد ان کی اولاد یہ سمجھنے لگتی کہ یہ ہماری وراثت ہے جو آدھی عباس کو بحیثیت عصبہ ملی ہے اور آدھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بذریعہ

بَابُ غَزْوَةِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ

۲۶۸۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ دَخَلَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بِنْتِ مِلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ
فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ
الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ أَوْ مِمَّ ذٰلِكَ
٭ فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَلَسْتِ مِنَ الْآخِرِينَ
قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ ابْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ
قَرَظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ

باب ـــــ عورت کا سمندر میں جہاد کے لئے جانا

۲۶۸۱ ـــ ترجمہ : عبد اللہ بن عبد الرحمٰن انصاری نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس تکیہ لگا کر سو گئے پھر آپ (بیداری کے بعد) ہنسے تو اُنھوں نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری اُمت کے لوگ اللہ کی راہ میں سبز سمندر پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! اللہ سے دُعا کریں کہ مجھے ان میں سے کرے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! اِس کو اِن میں سے کر دے پھر آپ دوبارہ ہنسے تو ام حرام بنتِ ملحان نے آپ سے اسی طرح عرض کیا یا یہ کہا کہ یہ ہنسنا کیسا ہے؟ تو آپ نے اسی طرح جواب دیا۔ ام حرام نے عرض کیا اللہ سے دُعا کریں کہ مجھے ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہے اور دُوسرے لوگوں میں سے تو نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور بنت قرظہ کے ساتھ سمندر پر سوار ہوئیں جب واپس آئیں تو جانور پر سوار ہوئیں اور وہ اچھلا تو اس سے گر پڑیں اور فوت ہو گئیں۔

(حدیث ۲۵۹۷ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

بَابُ غَزْوِ النِّسَآءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ

۲۶۸۳ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اِنْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّاُمَّ سُلَيْمٍ وَاِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ وَقَالَ غَيْرُهٗ تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَاٰنِهَا ثُمَّ تَجِيْاٰنِ فَتُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ

کے مونہوں میں ڈالتی تھیں۔

۲۶۸۳ ــــ شرح: اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں عورتوں کے لڑائی کرنے کا ذکر نہیں لہٰذا یہ عنوان کے موافق نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا یہ کام جو وہ کردہی تھیں لڑائی کے حکم میں ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "نقر" کا معنی اچھلنا ہے اور "زفر" کا معنی بھاری مشکیزہ کو اٹھانا ہے امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا عورتوں کی پنڈلیوں کو دیکھنا اس وقت ممنوع نہ تھا کیونکہ اس وقت عورتوں کو حجاب کا حکم نہ دیا گیا تھا۔ یا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو قصداً نہیں دیکھا تھا اور قصد کے بغیر انس کی نظر پنڈلیوں پر پڑ گئی تھی۔ اگر اجنبیہ پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو اس پر حکم مرتب نہیں ہوتا۔

غنیمت کے مال سے عورتوں کو حصہ دینے میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ امام اوزاعی نے کہا عورتوں کو غنیمت کے مال سے حصہ دیا جائے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی غنیمت میں سے عورتوں کو حصہ دیا تھا سفیان ثوری، علماء کوفہ لیث اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا عورتوں کو غنیمت سے کچھ نہ دیا جائے البتہ ان کو امام لشکر اپنی مرضی سے کچھ نہ کچھ دیدے صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عورتوں کو غنیمت سے عطیہ دیا جاتا تھا اور ان کا حصہ مقرر نہ تھا۔ اسی طرح بچوں کا بھی غنیمت میں حصہ نہیں ہے۔ تاجر اور نوکر جب میدانِ جنگ میں حاضر ہوں تو ان کو حصہ ملے گا۔ اگرچہ وہ لڑائی نہ کریں۔ بعض علماء کہتے ہیں اگر وہ لڑائی کریں تو حصہ ملے گا ورنہ نہیں اور بعض علماء کے نزدیک ان کو مطلقاً کچھ نہ ملے گا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا تاجر اور ملازم کا غنیمت میں کچھ حصہ نہیں جب تک وہ جنگ نہ کریں۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ بھی یہی کہتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ مُدَاوَاةِ النِّسَآءِ الْجَرْحٰی فِی الْغَزْوِ

۲۶۸۵ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ ابْنَتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِی الْمَآءَ وَنُدَاوِی الْجَرْحٰی وَنَرُدُّ الْقَتْلٰی

سے اسی طرح کہہ دیا تو اُنھوں نے فرمایا علی المرتضیٰ سے جا کر کہہ دو میں راضی ہوں اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہے اور ام کلثوم کی پنڈلی پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس کو برہنہ کر دیا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ نے ایسا کیا ہے اگر آپ امیر المؤمنین نہ ہوتے تو میں تمہاری ناک توڑ دیتی پھر اپنے والد حضرت علی کے پاس آئیں اور ان سے واقعہ ذکر کیا اور کہا آپ نے مجھے بُرے شخص کے پاس بھیجا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی وہ تیرا شوہر ہے (عینی، کرمانی)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں میری نسب کے سوا تمام انساب ختم ہو جائیں گے۔ اس لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم سے نکاح کیا تاکہ آپ کی نسب منقطع نہ ہو۔ اہل تشیع کو بھی یہ تسلیم کرنے سے انکار نہیں لیکن وہ اس کو غصب سے تعبیر کرتے ہیں حالانکہ اس طرح کی تعبیر کرنے میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سخت توہین ہے اور ان کی شجاعت پر بدنما دھبہ لگتا ہے کہ جس نے لڑکی غصب کر لی، اسی کے وہ لمبی مدت مشیر اور معاون رہے واللہ اعلم!

اُم سلیط ان عورتوں میں سے ہیں جنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی وہ جنگ اُحد میں گئی تھیں۔ ان کا نام غیر معروف ہے لیکن طبقاتِ نساء میں ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ اس کا نام ام قیس بنت عُبید بن زیاد بن تعلبہ تھا اس سے ابو سلیط نے نکاح کیا اور سلیط اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

باب — غزوہ میں عورتوں کا زخمیوں کی دوا کرنا

۲۶۸۵ — ترجمہ: رُبیّع بنت معوّذ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زخمیوں کو پانی پلاتیں اور ان کی دوا کیا کرتی تھیں اور جو شہید ہو جاتے ان کو مدینہ منورہ پہنچاتی تھیں۔

۲۶۸۵ — شرح: اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عورتیں اجنبی لوگوں کی دوا کر سکتی ہیں اور مقتول

۲۶۸۶ ـــ شرح : علامہ کرمانی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں جہاد میں جا سکتی ہیں اور لوگوں کو پانی وغیرہ پلا سکتی ہیں اور ضرورت کے وقت غیر محرم کی دواء کر سکتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـ بدن سے تیر نکالنا

۲۶۸۷ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ابو عامر کے گھٹنے میں تیر لگ گیا اور میں ان کے پاس گیا تو انھوں نے مجھے کہا کہ یہ تیر کھینچو میں نے تیر کھینچا تو زخم سے پانی بہنے لگا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ خبر دی تو آپ نے فرمایا " اے اللہ اپنے چھوٹے سے بندے ابو عامر کو بخش دے "

۲۶۸۷ ـــ شرح : ابو عامر ابن سلیم ابو موسیٰ اشعری کے چچا اور اکابر صحابہ کرام سے ہیں وہ غزوۂ اوطاس میں شہید ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کے لئے دُعاء کی۔ چنانچہ صحیح بخاری کی کتاب المغازی کے غزوۂ اوطاس میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضوء کیا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر ابو عامر کے لئے دُعاء کی اور فرمایا " اے اللہ اپنے چھوٹے سے بندے ابو عامر کو بخش دے میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی کو دیکھا جبکہ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعاء کی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اموات کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا مستحب ہے۔ اس زمانہ میں لوگ کسی کے مرنے کے بعد چند روز تک اس کے گھر بیٹھتے ہیں اور دونوں ہاتھ اٹھا کر میت کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور اس کی مغفرت کی دُعا کرتے ہیں یہ جائز اور مستحب ہے اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی یہ خلاف سنت ہے اور جو فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور اس پر صحابہ کرام کے عمل کا علم نہ ہو تو وہ فعل ہمارے لئے مستحب ہے۔ اس زمانہ میں بعض لوگ میت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دُعاء کرنے کو منع کرتے ہیں ان کا یہ عمل خلافِ سنت ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الدعوات میں ایک باب کا عنوان " رَفْعُ الْاَیْدِیْ فِی الدُّعَاءِ " ذکر کر کے اس میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روائت ذکر کی ہے۔ اور دُعاء کے وقت قبلہ رُو ہونا ضروری نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دُعاء کی حالانکہ آپ غیر قبلہ کی طرف متوجہ تھے۔ واللہ یہدی السبیل۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کے جسم سے تیر نکال لیا جائے اور اس کو کپڑوں کی طرح جسم میں باقی نہ رکھا جائے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زندہ زخمی سے تیر نکال لیا جائے اگرچہ اس کے بعد اس کی موت واقع ہو جائے۔ اور اس طرح زخمی کو ہلاکت میں ڈالنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ تیر نکالنے سے اس کی بہتری مقصود ہوتی ہے۔

واللہ یفعل مایشاء

۲۶۸۹ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ ثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ لَمْ يَرْفَعْهُ إِسْرَائِيلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَزَادَ لَنَا عَمْرٌو قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوبٰى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ فَتَعْسًا كَأَنَّهُ يَقُولُ فَأَتْعَسَهُمُ اللّٰهُ طُوبٰى فُعْلٰى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَهِيَ يَاءٌ حُوِّلَتْ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يَطِيبُ

ہے اگر دیا جائے تو راضی رہتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض رہتا ہے ۔ یہ شخص بدبخت خسارے والا ہے اور جب اس کو کانٹا لگ جائے تو اس کو نکال نہیں سکتا ۔ اس شخص کو خوشخبری ہو جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہو اس کا سر پراگندہ قدم غبار آلود ہوں اگر اس کو حفاظت پر مامور کیا جائے تو وہ حفاظت پر قائم رہے اور اگر اس کو لشکر کے پیچھے کیا جائے تو وہ پچھلے لوگوں میں رہے ۔ اگر وہ اجازت طلب کرے تو اس کو اجازت نہ دی جائے ۔ اگر شفاعت کرے تو وہ قبول نہ کی جائے ۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا اس حدیث کو اسرائیل اور محمد جحادہ نے ابوحصین سے مرفوع نہیں کیا (بلکہ اس پر موقوف رکھا ہے) اور کہا تعسًا ،، گویا کہ فرمایا اللہ ان کو ہلاک کرے ۔ طُوبٰی کا وزن فُعْلٰی ہے ۔ اور وہ ہر پاکیزہ شئی سے زیادہ پاکیزہ ہے (اصل میں طُیْبٰی تھا) یاء کو واؤ سے تبدیل کر دیا گیا ہے اور یہ یَطِیبُ سے ہے ،،

۲۶۸۹ــــ شرح : قولہ ،، تَعِسَ ،، امام نووی نے کہا عین مفتوح اور مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے ۔ جوہری نے مفتوح العین اور قاضی نے مکسور العین پڑھا ہے ۔

۲۶۹۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى خَيْبَرَ اَخْدُمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ رَاجِعًا وَبَدَا لَهُ اُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ اَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّي اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيمِ اِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَ مُدِّنَا ۲۶۹۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُو الرَّبِيعِ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ زَكَرِيَّاءَ ثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا

تشریف لائے اور اُحُد پہاڑ سامنے ظاہر ہُوا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہم اس سے محبت کرتے ہیں پھر دستِ اقدس سے مدینہ منورہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اے اللہ! میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان حرام کرتا ہوں جیسے ابراہیم "علیہ السلام" نے مکہ کو حرام کیا تھا۔ اے اللہ! ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔

۲۶۹۰ - ۲۶۹۱ — شرح : اس باب میں غزوات میں غازی کی خدمت کی فضیلت کا ذکر ہے۔ امام بخاری نے اس میں تین احادیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کی ہیں۔ پہلی حدیث میں بڑے کا چھوٹے کی خدمت کرنا دوسری میں چھوٹے کا بڑے کی اور تیسری حدیث میں اپنے ہم عمر کی خدمت کرنا مذکور ہے۔ حدیث ۲۶۹۰ میں دلکش چیز یہ ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انصار کو دیکھا کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہیں اور آپ کی تعظیم میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں اس لئے انصار میں سے جو کوئی مجھے ملے میں اس کا اکرام کرتا ہوں۔ معلوم ہُوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والا اکرام کا مستحق ہے۔ حدیث ۲۶۹۱ میں غزوۂ خیبر کا ذکر ہے جو چھ یا سات ہجری میں لڑا گیا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُحد ہم سے محبت کرتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں محبت پیدا کردے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر چاہے پر قادر ہے۔ اس حدیث میں صغیر کا بڑے کی خدمت کرنے کا ذکر ہے۔ جبکہ بڑے کی ذات میں کوئی دینی کمال ہو وہ متقی پرہیزگار یا عالم دین ہو یا اس میں کوئی اور صلاحیت ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۶۹۲ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ ہم میں سے زیادہ سایہ والا وہ شخص تھا

كُلَّ يَوْمٍ يُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبُ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَدَلُّ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ

وَقَوْلِ اللهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَرَابِطُوا الْآيَةَ الخ

۲۶۹۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا

سوار ہونے اور اس پر بوجھ لادنے میں مدد کرنا صدقہ ہے، کسی سے اچھی بات کرنا اور نماز کے لئے ہر قدم اٹھا کر چلنا صدقہ ہے۔ کسی کو راستہ بتانا صدقہ ہے"

۲۶۹۳ — شرح : قولہ "یُعِینُ" اس سے پہلے "اَنْ مصدریہ مقدر ہے۔ اور یہ بتقدیر اَنْ مبتداء ہے۔ جیسے "تَسْمَعُ بِالْمُعَیْدِیِّ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَرَاہُ" میں تسمع بتقدیر اَنْ مبتداء اور "خیرٌ" خبر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے "وَاِعَانَتُکَ الرَّجُلَ فِی الرُّکُوْبِ وَفِی الْحَمْلِ عَلَی الدَّابَّۃِ صَدَقَۃٌ" حدیث میں سفر کا ذکر نہیں لیکن یہ کلام مطلق ہے حالتِ سفر کو بطریق اولیٰ شامل ہے۔

باب — اللہ کی راہ میں گھوڑا روکنے کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد" اے ایمان والو صبر کرو الخ

۲۶۹۴ — ترجمہ : سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک دن گھوڑا روکنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے بہتر ہے اور جنت میں تمہارے

اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهٗ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ نَظَرَ اِلٰى اُحُدٍ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ثُمَّ نَظَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

قریب تھا جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں کہیں اُترتے تو میں آپ کی خدمت کرتا تھا۔ میں بکثرت آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنتا ور اے اللہ میں تیرے ذریعہ غم و حزن، عجز و کاہلی، بخل و بزدلی، قرضے کے بوجھ اور لوگوں کا مجھ پر غلبہ کر لینے سے پناہ چاہتا ہوں۔ پھر ہم خیبر پہنچے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلعہ فتح کر دیا۔ تو آپ کے پاس صفیہ بنت حیی بن اخطب کی خوبصورتی کا تذکرہ ہُوا جبکہ اس کا شوہر قتل ہو چکا تھا اور وہ دلہن تھی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے مختص فرمایا اور اس کو ساتھ لے کر نکلے حتیٰ کہ ہم سدِ صہباء پہنچے تو صفیہ حلال ہو گئی (حیض ختم ہو گیا) تو آپ نے اُن سے شب باشی فرمائی پھر چھوٹے سے دسترخوان پر حلوہ سا تیار کر کے رکھوایا پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اردگرد لوگوں میں اعلان کر دو (کہ وہ آکر کھائیں) اور یہ صفیہ کے متعلق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ منورہ کی طرف نکلے انس نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ صفیہ کو اپنی عباء سے گھیرے ہوئے تھے۔ پھر آپ اونٹ کے پاس بیٹھتے اور اپنا گھٹنا رکھتے تو صفیہ گھٹنے پر اپنا قدم رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتیں۔ ہم چلتے رہے حتیٰ کہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ نے اُحد کو دیکھا اور فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور فرمایا اے اللہ! میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں جیسے ابراہیم "علیہ السلام" نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔ اے اللہ! مدینہ منورہ والوں کے مدّ اور صاع میں برکت کر!

۲۶۹۵ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نو برس اور ایک روایت کے مطابق دس برس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خیبر سے اُنھوں نے خدمت کی ابتداء کی تو اس کو یہ لازم ہے کہ اُنھوں نے صرف چار سال خدمت کی کیونکہ غزوہ خیبر سات ہجری میں لڑا گیا تھا۔ اس کا

بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسُفْيٰنَ قَالَ قَالَ لِيْ قَيْصَرُ سَاَلْتُكَ اَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ فَزَعَمْتَ ضُعَفَآءَهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ

۲۶۹۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأٰى سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن میرے گھر میں قیلولہ کیا اور ہنستے ہُوئے بیدار ہُوئے تو اُس نے کہا یا رسول اللہ! آپ کس لئے ہنس رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میری امت سے ایک قوم سے تعجب لاحق ہُوا ہے۔ جو بادشاہوں کے تخت پر بیٹھنے کی طرح سمندر میں سواری کریں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کردے فرمایا تُو اُن میں سے ہے۔ آپ پھر سوگئے اور ہنستے ہُوئے بیدار ہُوئے اور اسی طرح فرمایا۔ یہ واقعہ ایک دو دفعہ ہُوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ سے دُعاء کریں کہ مجھے ان میں سے کردے آپ نے فرمایا تُو پہلے لوگوں کے ساتھ ہے۔ ام حرام سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہا نے نکاح فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر غزوہ کے لئے گئے۔ جب واپس لوٹے اور سواری اس کے قریب کی گئی تاکہ اس پر سوار ہو تو گر پڑی اور اس کی گردن ٹُوٹ گئی۔

۲۶۹۶ — شرح: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جہاد کے لئے سمندر میں سواری کرنا جائز ہے۔ اور اس میں مردوں اور عورتوں کی کوئی تخصیص نہیں لہٰذا حج کے لئے بھی عورتوں اور مردوں کے لئے سمندر میں سوار ہونا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ظاہر کلام یہی ہے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ لوگوں کو سمندر میں سوار ہونے سے منع فرماتے تھے اور خود بھی ساری عمر سوار نہ ہُوئے۔ لیکن حدیث کا مفہوم اس کے مطابق نہیں۔ کیونکہ جہاد میں مردوں اور عورتوں کے لئے سمندر میں سواری کرنا مباح ہے۔ قرآن کریم میں ہے " هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ " لہٰذا تجارت وغیرہ کے لئے بھی سمندر میں سواری جائز ہے۔ باقی تقریر ۲۵۹۷ حدیث کی شرح میں دیکھیں"

باب — جس نے غزوہ میں کمزور اور نیک لوگوں سے استعانت کی

ترجمۃ الباب — حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے ابوسفیان نے بتایا کہ مجھے قیصر نے کہا میں تجھ سے

بَابُ لَا يَقُولُ فُلَانٌ شَهِيدٌ

قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهِ

۲۶۹۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَسْكَرِهٖ

اور کہا جائے گا تم میں وہ شخص ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی معیت اختیار کی ہو تو کہا جائے گا! جی ہاں! تو فتح حاصل ہوگی پھر ایک زمانہ آئے گا اور کہا جائے گا تم میں وہ شخص ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی معیت اختیار کرنے والے کی صحبت اختیار کی ہو تو کہا جائے گا جی ہاں! تو فتح حاصل ہوگی!"

۲۶۹۸ — شرح: یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ مسلمان کافروں سے جنگ لڑیں گے تو ان کو صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کی برکت اور ان کے وسیلہ سے فتح حاصل ہوگی۔ کیونکہ یہ حضرات دنیاوی امور میں ضعیف اور کمزور ہیں اور امورِ آخرت میں قوی تر ہیں۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ کے صحابہ کرام اور تابعین کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ بہتر قرن میرا زمانہ ہے پھر صحابہ کرام پھر تابعین عظام کا زمانہ ہے، سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کے باعث فتح ہوگی پھر اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت کے سبب فتح ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — یہ نہ کہے کہ فلاں شخص شہید ہے"

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے"

۲۶۹۹ — ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّةِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَھُوَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَ
اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ النَّارِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَھُوَ مِنْ
اَھْلِ الْجَنَّةِ

جلدی کی اور اپنی تلوار کی مٹھی زمین پر اور اس کی نوک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھی پھر اس پر گر پڑا اور
اپنے آپ کو ہلاک کر دیا (خودکشی کرلی) اس وقت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص لوگوں کی نگاہ میں
جنتیوں کے سے عمل کرتا ہے ۔ حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور کوئی شخص لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے
حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص کے جہاد میں رجحان کا مشاہدہ

۲۶۹۹ کیا اور یہ گمان کیا کہ اگر یہ شخص قتل ہوگیا تو یقیناً جنتی ہے۔ پھر جب یہ معلوم
ہُوا کہ اس کا کافروں کو قتل کرنا اللہ کی راہ میں جہاد نہ تھا اور اُس نے خودکشی کرلی ہے تو معلوم ہُوا کہ جہاد میں ہر مرنے
والے شخص کو شہید نہیں کہا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جہاد میں قتل ہونے والا شخص اس شخص جیسا ہو جس نے
کفار کو قتل کرنے کے بعد خودکشی کرلی تھی۔ اگرچہ ظاہری احکام میں اس پر شہید کے احکام جاری ہوں اس طرح
حدیث کی عنوان سے مناسبت واضح ہے جس جنگ میں اس شخص نے بہادری کا مظاہرہ کرنے کے بعد خودکشی کرلی تھی
وہ خیبر کی جنگ تھی ابن جوزی نے اُحُد کی جنگ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس شخص کا نام
قزمان تھا اور منافقوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ وہ اُحُد کی لڑائی میں شریک نہیں ہُوا تھا جب عورتوں نے اس کو
شرمندگی دلائی کہ یہ عورت ہے اسی لئے جنگ اُحُد میں نہیں گیا تو جنگ میں شریک ہوگیا اور ایک آدھ تیر چلانے کے
بعد اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا اور بُلند آواز سے پکارنے لگا اے اَوس کی اولاد خاندانی وجاہت پر لڑائی کرو ۔
جب اُس شخص نے خودکشی کرلی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی امداد فاجر لوگوں
سے کروا لیتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ خودکشی گناہ ہے۔ اور گناہ کرنے سے انسان کافر
نہیں ہوتا لہٰذا یہ شخص دوزخی نہ ہُوا کیونکہ وہ مومن تھا اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نورِ نبوت سے جانتے تھے کہ یہ شخص مومن نہیں یا یہ خودکشی کو حلال کو سمجھ کر مرتد ہو جائے گا یا اس کا معنیٰ یہ ہے
کہ یہ ان گنہگاروں میں سے ہے جو دوزخ میں داخل ہوں گے پھر باہر نکل آئیں گے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس
کا تعاقب کرتے ہُوئے کہا کہ اگر علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات پر مطلع ہوتے کہ یہ شخص منافق تھا یا اس کے اس کلام
پر اطلاع پاتے جو اس نے کہا تھا کہ میں قومی عصبیت کی وجہ سے لڑتا ہوں اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے نہیں لڑتا تو ان کو
جواب میں مذکور تکلفات نہ کرنے پڑتے اس حدیث میں نبوت کی واضح دلیل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ کا
اعتبار ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کافروں سے کروا لیتا ہے" شاذہ " اس کو کہتے ہیں جو لوگوں میں رہنے سہنے کے

۲۷۰۱ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْغَسِيْلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ حِيْنَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَ صَفُّوْا لَنَا اِذَا اَكْثَبُوْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَكْثَبُوْكُمْ يَعْنِيْ اَكْثَرُوْكُمْ

ہوسکتے ہیں جبکہ ان دونوں فریقوں میں سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں کے ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اچھے قصد، اصلاحِ نیت اور جنگی تجربہ میں دونوں کے ساتھ ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازی کی ترغیب دلائی ایک اور حدیث میں فرمایا ”اچھی طرح سمجھ لو کہ طاقت رمی ہے اور بار بار فرمایا ”اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ“، خبردار قوت رمی ہے۔ یہ آپ نے قیامت تک کے حالات پر نگاہ رکھتے ہوئے فرمایا چنانچہ آج ہر حکومت کو رمی پر فخر ہے۔ جس حکومت کو رمی جیسی پوری قوت حاصل ہے اسی کی دوسروں پر برتری ہے بم، میزائل وغیرہ وغیرہ سب کو رمی شامل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عرب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور کتاب الزبیر میں مکحول کے طریق سے ذکر کیا کہ چار قبائل کے سوا کہ تمام عرب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور وہ چار قبائل سلف، اوزاع، حضرموت اور ثقیف ہیں اور جس نے یہ کہا ہے کہ یمن اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اسلم قحطان سے ہیں۔ یہ حدیث اس قائل کی تائید کرتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سربراہِ مملکت کو ملکی حفاظت کے لئے حالات کے اعتبار سے عسکری تجربہ میں پوری ترغیب دلانی چاہیئے۔ ترمذی صحیح حسن حدیث ہے کہ جس نے اللہ کی راہ میں نیزہ مارا اس کو غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ امام نسائی نے کعب بن مُرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے اس کو غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ ابن حبان نے بن مُرّہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو کوئی دشمن کو تیر مارے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن نحام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ درجہ کیا ہے آپ نے فرمایا وہ تیری ماں کی دہلیز نہیں دو درجوں کے مابین سو سال کی مسافت ہے۔ ایک حدیث میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک تیر سے تین شخص جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ ایک تیر اندازی کرنے والا دوسرا اس کو بنانے والا اور تیسرا تیر انداز کو تیر پکڑانے والا۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی عربی کمان اور ترکش اپنے ساتھ رکھے وہ کبھی غریب نہ ہوگا۔ ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فارسی کمان سے تیراندازی کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے تیراندازی کرو پھر آپ نے عربی کمان پر نظر ڈالی تو فرمایا ایسی کمانوں سے تیراندازی کیا کرو کیونکہ ان کے سبب تم کو اللہ تعالیٰ دوسرے علاقوں پر غلبہ دے گا اور تمہاری مدد زیادہ کرے گا امام بیہقی نے ذکر کیا کہ فارسی قوس سے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جب اس کی رسی ٹوٹ

بَابُ الْمِجَنِّ وَمَنْ يَتَتَرَّسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ

۲۷۰۳ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ اِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ اِلٰى مَوْقِعِ نَبْلِهِ

عبدالرزاق نے بتایا کہ ہم کو معمر نے یہ خبر دی کہ وہ مسجد میں کھیل رہے تھے۔

۲۷۰۲ــ شرح : احادیث میں مروی ہے کہ تین کھیلوں کے سوا تمام کھیل حرام ہیں ایک کھیل کہ گھوڑے کو جنگی تجربہ کرائے۔ دوسرے یہ کہ کوئی اپنی بیوی سے ملاعبت کرے تیسرے تیر کمان سے تیر اندازی کرے اور اس حدیث میں لہو سے مراد محض لہو نہیں بلکہ جنگی تیاری ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حبشیوں کو اس لئے کنکریاں مارنی شروع کیں کہ انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا اور نہ وہ یہ معلوم کر سکے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متأول کو ملامت نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ملامت نہیں کی جبکہ وہ تاویل کی اساس پر حبشیوں کو منع کر رہے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــ عام ڈھال اور جس نے اپنے ساتھی کی ڈھال استعمال کی

۲۷۰۳ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ڈھال سے کام لیتے تھے اور وہ بہت اچھے تیر انداز تھے وہ جب تیر مارتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اٹھا کر اس کے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھتے تھے۔

۲۷۰۳ــ شرح : "مِجَنّ"، میم مکسور، جیم مفتوح اور نون مشدد ہے اس کا معنیٰ ڈھال ہے۔ اس کو ترس بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اس کے اٹھانے والے کو چھپا لیتی ہے۔ ابن منیر نے کہا ان تراجم کا ذکر ان لوگوں کا رد ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ آلات حرب کا استعمال توکل کے منافی ہے۔ کیونکہ حق بات یہ ہے کہ احتیاط قدر کو رد نہیں کرتا لیکن بشر کی طبیعت میں وساوس راہ پاتے ہیں اور احتیاط کرنے سے وسوسہ کے راہ تنگ ہو جاتے ہیں۔

۲۷۰۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَّكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهٖ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ابلیس لعین کو اس قسم کے وساوس اور مکر و فریب کی باتوں میں راہ نہ ملی اور رسواء اور خوار ہو کر نا امید لوٹا ،،

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ڈھال درمیان میں گہری تھی اسی لئے اس میں پانی لایا جاتا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ عورتیں زخمیوں کے علاج میں زیادہ مفید ہوتی ہیں لیکن محارم کا خیال کرنا ضروری ہے۔ اجنبیہ عورت سے علاج کرانا کسی صورت میں اچھا نہیں بلکہ یہ فتنہ کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ قرون اُولیٰ میں عورتیں اپنے شوہر یا محارم کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ اس لئے وہ جنگوں میں جاتی تھیں۔ اور غیر محرم کو مس کئے بغیر پردہ میں ان کی خدمت کرتی تھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۷۰۵ — ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنی نضیر کے اموال ایسے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فئ دیئے تھے (یعنی جنگ کے بغیر، ان پر مسلمانوں نے نہ تو گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ ہی اونٹ۔ وہ خالص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے آپ اس مال سے اپنے گھر والوں کا ایک سال کا خرچ دیتے پھر جو بچ رہتا اس کو ہتھیاروں اور گھوڑوں کی فراہمی میں اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری میں خرچ کرتے۔

۲۷۰۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت ظاہر ہے۔ "بنی نضیر" اور بنی قریظہ یہودیوں کے دو قبیلے تھے۔ فئ کافروں کے مال کو کہا جاتا ہے جو جنگ کئے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ چار ہجری میں بنی نضیر سے غزوہ ہُوا۔ اور لڑائی کئے بغیر فتح حاصل ہوئی اور یہ اموال خالصتًا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے ان میں کسی کی شرکت نہ تھی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال میں سے گھر کا سال بھر کا خرچ نکالنے کے بعد باقی مال سے گھوڑے اور اسلحہ جنگی تیاری کے لئے خرید تے تھے۔ کتاب المغازی میں تفصیل مذکور ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ الدَّرَقِ

۲۷۰۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِیْ اَبُوالْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِیْ جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ فَاضْطَجَعَ عَلَی الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِیْ وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا قَالَتْ وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَاِمَّا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِمَّا قَالَ لِیْ اَتَشْتَهِيْنَ اَنْ تَنْظُرِیْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَاَقَامَنِیْ وَرَاءَهُ خَدِّیْ عَلٰی خَدِّهِ وَيَقُوْلُ دُوْنَكُمْ بَنِیْ اَرْفِدَةَ حَتّٰی اِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِیْ وَقَالَ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ فَلَمَّا غَفَلَ

احساسی پر محمول ہے تاکہ جس طرح وہ حقیقۃً مسلمان ہیں احساساً بھی ان کا ایمان واضح ہوجائے۔ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے بت کو سجدہ نہیں کیا اور وہ سب مُوحِّد تھے،، واللہ و رسولہ اعلم!

باب ڈھال رکھنا۔

ترجمہ ۲۷۰۸ — : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو بچیاں جنگ بُعاث کے گانے گا رہی تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور چہرہ انور دوسری طرف پھیر لیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور مجھے ڈانٹنے لگے اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطانی سرنگی! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان کو چھوڑو جب آپ کی توجہ کسی اور طرف مبذول ہوئی تو میں نے ان دونوں کو اشارہ کیا اور باہر چلی گئیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا عید کے روز حبشی ڈھالوں

بَابُ مَا جَآءَ فِی حِلْیَۃِ السُّیُوْفِ

۲۷۱۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ سَمِعْتُ سُلَیْمٰنَ بْنَ حَبِیْبٍ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَۃَ یَقُوْلُ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ قَوْمٌ مَا کَانَتْ حِلْیَۃُ سُیُوْفِہِمُ الذَّھَبَ وَلَا الْفِضَّۃَ اِنَّمَا کَانَتْ حِلْیَتُہُمُ الْعَلَابِیَّ وَالْاٰنُکَ وَالْحَدِیْدَ۔

مت گھبراؤ پھر فرمایا ہم نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح سبک رفتار پایا۔

۲۷۰۹ — شرح "حمائل" حمالہ کی جمع ہے۔ اصمعی کا کہنا ہے کہ "حمائل السیف" کا واحد اس کے لفظ سے نہیں اس کا واحد مُحمل ہے اس کو حمیلہ کی جمع کہنا صحیح نہیں کیونکہ اس کا معنی سیلاب کا خس و خاشاک ہے،، اس حدیث میں حمائل کا ذکر نہیں لیکن سیف کے ذکر میں اس کا ذکر بھی آجاتا ہے۔ قولہ وَجَدْنَاہُ بَحْرًا ،، یعنی یہ گھوڑا دریا کے پانی کی طرح تیز چلتا ہے گویا کہ وہ پانی پر تیرتا ہے۔ اور سوار کو ذرہ بھر کوفت نہیں ہوتی،، حدیث ۲۶۲۴ کی شرح دیکھیں

باب — تلواروں کا زیور

۲۷۱۰ — ترجمہ : اوزاعی نے کہا میں نے سلیمان بن حبیب کو کہتے ہوئے سنا انھوں نے کہا میں نے ابو امامہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بے شک یہ ان لوگوں نے فتوحات کی ہیں جن کی تلواروں پر سونا نہیں لگا ہوا تھا اور نہ ہی چاندی جڑی ہوئی تھی: ان کی تلواروں کا زیور صرف چمڑے رانگے ، سیسہ اور لوہا تھا۔

۲۷۱۰ — شرح : علابی وہ چمڑا ہے جس کی دباغت نہ کی گئی ہو۔ بعض یہ کہتے ہیں وہ تر پٹھہ ہے جس سے تلواروں کے میان مضبوط کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کو میانوں پر لپیٹا جاتا ہے وہ خشک ہو کر ان کو مضبوط کر دیتے ہیں۔ داؤدی نے کہا علابی تانبے کی قسم ہے۔ منتہی الارب میں بھی اس کو تانبا کہا ہے اسی طرح جوہری نے کہا ہے۔ آنک کا وزن فاعل ہے اُفعل نہیں۔ مُہلب نے کہا تلواروں کو سونے اور چاندی سے اس لئے مزین کیا جاتا ہے کہ دشمن خوفزدہ ہے لیکن حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے مستغنی تھے کیونکہ وہ کم ہونے کے باوجود ایمانی قوت کے باعث دشمنوں پر غالب تھے ان کو کسی مصنوعی طاقت کی حاجت نہ تھی۔

يَدْعُوْنَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قُلْتُ اللّٰهُ اللّٰهُ ثَلٰثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ وَرَوٰى مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ

بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ

۲۷۱۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُسِرَتْ

تر ہوگئے تھے ۔ پھر آپ سایہ تلے لیٹ گئے ۔ کفار نے اپنے سردار دُعثُور سے کہا کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم اس تنہا درخت تلے ہیں ۔ آپ پر حملہ کر کیونکہ دُعثُور بہت بہادر انسان تھا چنانچہ وہ تلوار لٹکاتا ہوا آیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا "اے محمد" صلی اللہ علیہ وسلم میری تلوار سے تجھے کون بچائے گا آپ نے فرمایا میرا اللہ مجھے بچائے گا ۔ یہ کہنا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سینہ پر دھپڑ مارا تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور لرزہ براندام ہوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا آج تجھے کون بچائے گا ۔ اُس نے کہا مجھے آپ سے کوئی نہیں بچا سکتا ۔ آپ نے فرمایا جاؤ اپنا کام کرو وہ جب پھرا تو کہنے لگا آپ مجھ سے بہتر ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے معاف کرنے کے زیادہ لائق ہوں وہ یہ سُن کر مسلمان ہوگیا ۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی ۔ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ درخت پر تلوار لٹکانا جائز ہے ۔ اور جب خطرہ نہ ہو تو مسافر آرام کر سکتا ہے ۔

باب ــــ خود پہننا

۲۷۱۲ — ترجمہ : حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا تو اُس نے کہا نبی کریم

بَابُ تَفَرُّقِ النَّاسِ عَنِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالْاِسْتِظْلَالِ بِالشَّجَرِ

۲۷۱۴ — ثنا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِیْ سِنَانُ
۲۷۱۵ — حد بْنُ اَبِیْ سِنَانٍ وَّاَبُوْسَلَمَةَ اَنَّ جَابِرًا اَخْبَرَهُمَا
ح وَحَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ اَنَا ابْنُ شِهَابٍ
عَنْ سِنَانِ بْنِ اَبِیْ سِنَانِ الدُّؤَلِیِّ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ غَزَا
مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَکَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِیْ وَادٍ کَثِیْرِ الْعِضَاهِ
فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِی الْعِضَاهِ یَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَیْفَهٗ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَیْقَظَ وَرَجُلٌ عِنْدَهٗ
وَهُوَ لَا یَشْعُرُ بِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَیْفِیْ
فَقَالَ مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ قُلْتُ اللهُ فَشَامَ السَّیْفَ وَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ
لَمْ یُعَاقِبْهُ

اور زمین کا صدقہ کر دیا۔ حدیث کی عنوان سے موافقت واضح ہے۔ عمرو بن حارث، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی جویریہ بنت حارث کے بھائی ہیں۔ حدیث ۲۵۵۲ء کی شرح دیکھیں۔

باب قیلولہ کے وقت امام سے لوگوں کا جُدا جُدا ہو جانا اور درختوں سے سایہ لینا"

۲۷۱۴، ۲۷۱۵ — ترجمہ: سنان بن ابی سنان اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا اور (واپسی میں) ایک وادی میں قیلولہ کا وقت ہو گیا جس میں بہت کانٹے دار درخت تھے۔ لوگ سایہ لینے کی غرض سے ان درختوں میں پھیل گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی۔ وہاں ایک شخص تھا جس کی طرف آپ نے توجہ نہ کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے میری تلوار کھینچ لی تھی اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوْهُ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِي النَّضْرِ وَقَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ

بَابُ مَا قِيْلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمِيْصِ فِي الْحَرْبِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

سے نہ تھے۔ اُنھوں نے جنگلی گدھا دیکھا (گاؤخر) تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اسے کوڑا پکڑا دیں۔ اُنھوں نے انکار کیا پھر ان سے نیزہ مانگا اُنھوں نے نیزہ کا بھی انکار کر دیا۔ ابوقتادہ نے نیزہ پکڑا پھر گورخر پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے وہ کھایا اور بعض نے انکار کیا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ سے اس کے متعلق سوال عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے۔ اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ اُنھوں نے عطاء بن یسار کے ذریعہ ابوقتادہ سے گورخر کے متعلق ابوالنضر کی حدیث کی مثل روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے؟

۲۷۱۶ — شرح: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے اپنا نیزہ پکڑنا چاہا لیکن اُنھوں نے مُحرم ہونے کے باعث ان کو نیزہ دینے سے احتراز کیا۔ ورنہ وہ گورخر کا گوشت نہیں کھا سکتے تھے کیونکہ اس طرح شکار میں مُحرم کی اعانت ہو جاتی ہے۔ حالانکہ محرم شکار کی طرف اشارہ بھی نہیں کر سکتا واللہ ورسولہ اعلم!

باب — لڑائی میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زرہ اور قمیص کا بیان"

اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا خالد نے اپنے زرہیں اللہ کی راہ میں روک رکھی ہیں"

یا نبی اللہ آپ نے بڑے مبالغہ سے دُعاء کی ہے۔
علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بہت سے لوگ اس حدیث کا معنی سمجھنے میں اشکال میں مبتلا ہوئے اشکال کی وجہ یہ ہے کہ اُنھوں نے یہ دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ پُورا کرنے میں اپنے مولیٰ کریم سے مبالغہ سے سوال کر رہے تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت ہی مطمئن تھے اس سے لوگوں کو یہ وہم گزرا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے وعدہ کی ایفاء میں مطمئن تھے اور ان کو ایفاءِ وعدہ میں پُورا وثوق تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ یقیناً پُورا کرے گا۔ جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ کی ایفاء میں مُضطرب تھے اور یہ یقیناً محال ہے۔ اس اشکال کا ازالہ اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے وعدہ کی ایفاء پر پُورا وثوق تھا اور آپ مبالغہ سے سوال اس لئے کر رہے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مطمئن ہو جائیں کیونکہ صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم الحاح سے دُعاء کریں تو وہ یقیناً مستجاب ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا الحاح سے دعاء کرنا اضطراب کے باعث نہ تھا بلکہ صحابہ کرام کی اطمینان کے لئے تھا اسی لئے جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ ضرور وعدہ پُورا کرے گا تو آپ نے دعاء ترک کر دی کیونکہ ابوبکر صدیق کے کلام سے یہ ظاہر ہوگیا تھا کہ صحابہ کرام کو فتح کا یقین ہوگیا ہے اور وہ مطمئن ہوگئے ہیں۔
اسی لئے اس کے بعد فرمایا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ،، کفارِ مکہ عنقریب شکست خوردہ ہوں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے لہٰذا لوگوں کا یہ وہم کرنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے وعدہ کی ایفاء میں آپ کی نسبت مطمئن تھے۔ فاسد وہم ہے۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کا خلاف کرنا محال بالذات ہے۔ تو اس کی ایفاء میں اضطراب بھی محال ہے لہٰذا خلافِ وعدہ کا استحالہ عدمِ ایفاء کے استحالہ کو مستلزم ہے جبکہ محال محال کو مستلزم ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ایفاءِ وعدہ میں اضطراب بے معنیٰ مفہوم ہے۔
اس حدیث سے یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی شئ سے متعلق پُوچھنا یا سوال کرنا اس شئ کے علم کے منافی نہیں۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فتح بدر کا وعدہ کیا ہے اور وہ اسے ضرور پُورا کرے گا جبکہ خلفِ وعد محال ہے تو اس کے باوجود فتح کا مبالغہ سے سوال کرنا صرف کسی حکمت پر مبنی پر مبنی تھا اور وہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مطمئن ہو جائیں ،،
واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ

۱۷۲۰ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتُ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَّيْهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ آدمی اس کو پھیلانے کی کوشش کرتا ہے اور وہ کھلتے نہیں"

۲۷۱۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ ساری حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو آخری کلمہ کو سننے کی کیا وجہ تخصیص ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "لفظ یقول" استمرار و تکرار پر دلالت کرتا ہے۔ شاید سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلمہ کو بار بار فرمایا ہوگا۔

(حدیث ع ۱۳۶۱ کی شرح دیکھیں)

باب — سفر اور لڑائی میں جُبہ پہننا

۲۷۲۰ — ترجمہ : مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو میں پانی لے کر آپ سے ملا۔ جبکہ آپ شامی جُبہ پہنے ہوئے تھے آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور چہرۂ انور کو دھویا آپ آستینوں سے اپنے دونوں ہاتھ نکالنے لگے اور وہ تنگ تھیں تو اُن کے اندر سے نکالا اور ان کو دھویا اور سرِ مبارک اور موزوں پر مسح کیا۔

۲۷۲۰ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ قمیص وغیرہ کے اندر سے آستینیں نکالنی جائز ہیں اور سفر میں عالمِ دین کی خدمت کرنی چاہیئے۔

باب الصلوٰۃ فی الجبۃ الشامیہ "کی شرح دیکھیں"

۲۷۲۲ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِيدِ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ح
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ
وَالزُّبَيْرَ شَكَوَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْقَمْلَ فَاَرْخَصَ
لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ فَرَاَيْتُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ

۲۷۲۳ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ اَخْبَرَنِي قَتَادَةُ
اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ
وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي حَرِيرٍ

۲۷۲۴ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ
عَنْ اَنَسٍ رَخَّصَ اَوْ رُخِّصَ لَهُمَا لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّيْنِ

۲۷۲۵ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ

۲۷۲۲ ــــ ترجمہ : ہمّام نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ نے دونوں کو ریشم پہننے کی اجازت دی میں نے ایک جنگ میں دونوں پر ریشمی لباس دیکھا "

۲۷۲۳ ــــ ترجمہ : شعبہ نے کہا مجھے قتادہ نے خبر دی کہ ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوّام کو ریشمی لباس کی اجازت دی۔

۲۷۲۴ ــــ ترجمہ : شعبہ نے کہا میں قتادہ سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ ان دونوں کو خارش کی وجہ سے رخصت دی یا رخصت دی گئی "

باب ــ چھُری استعمال کرنے کا بیان

۲۷۲۵ ــــ ترجمہ : جعفر بن عمرو بن اُمیہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ شانہ کا گوشت چھری

فَدْ اَوْجَبُوْا قَالَتْ اُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا فِيْهِمْ قَالَ اَنْتِ فِيْهِمْ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ فَقُلْتُ اَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا

وہ جنت کے مستحق ہوں گے۔ ام حرام نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا تو ان میں ہوگی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا سب سے پہلا لشکر قیصر کے شہر میں جنگ کرے گا وہ مغفور ہوگا! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

۲۷۲۶ — شرح: جوہری نے ذکر کیا کہ رومی لوگ روم بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ رشاطی نے کہا کہ رومی روم بن لنطا بن یونان بن یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہ یونانی رومی ہیں۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت "یغزون البحر" میں ہے کیونکہ غزو بحر سے مراد رومیوں سے جنگ ہے جو شور دریا کے پار رہتے تھے۔ مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ ہے اور اس لشکر سے مراد حضرت امیر معاویہ کا لشکر ہے۔ چنانچہ مہلب نے کہا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے دریا میں جنگ کی۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سب سے پہلے یزید بن معاویہ نے قسطنطنیہ کی جنگ لڑی تھی۔ مہلب نے کہا اس حدیث میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کیونکہ اُنھوں نے سب سے پہلے دریا میں جنگ کی اور اُن کے لڑکے یزید کی بھی منقبت ہے کیونکہ سب سے پہلے اُس نے قسطنطنیہ کی جنگ لڑی"
ابن تین اور ابن منیر نے مہلب کا تعاقب کیا کہ یزید کا اس عموم میں داخل ہونے کو یہ لازم نہیں کہ وہ دلیل خصوص کے سبب اس عموم سے نہ نکلے کیونکہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "مغفور لہم" مشروط ہے اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اہل مغفرت سے ہوں۔ تو حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ امت سے پہلے لوگ جو قسطنطنیہ کی جنگ لڑیں گے وہ مغفور ہوں گے بشرطیکہ وہ مغفرت کے لائق ہوں" حتی کہ اس کے بعد ان لوگوں میں سے کوئی مرتد ہو جائے تو بالاتفاق وہ اس عموم میں داخل نہیں۔
بعض علماء نے کہا کہ مدینہ قیصر سے مراد وہ شہر ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشاد فرمانے کے روز تھا اور وہ حمص ہے جو اس وقت دار مملکت تھا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو دریا میں جنگ لڑیں گے اور ام حرام ان میں ہوں گی حالانکہ حمص اس غزوہ میں جس میں ام حرام تھیں سے پہلے فتح ہو چکا تھا علامہ عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یزید نے باون ہجری میں یہ جنگ لڑی تھی اسی جنگ میں ابو ایوب انصاری شہید ہوئے تھے اُنھوں نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ ان کو قسطنطنیہ کے دروازہ کے پاس دفن کیا جائے اور ان کی قبر کا نشان مٹا دیا جائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا رومی لوگ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر

بَابُ قِتَالِ الْيَهُوْدِ

۲۷۲۸ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ اَحَدُهُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِيْ فَاقْتُلْهُ

۲۷۲۹ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْيَهُوْدِيُّ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِيْ فَاقْتُلْهُ

باب یہودیوں سے جنگ

۲۷۲۸ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہودیوں سے جنگ کرو گے حتی کہ کوئی یہودی پتھر کے پیچھے چھپا ہوگا تو وہ کہے گا اے اللہ کے بندے یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کردو۔

۲۷۲۹ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم یہودیوں سے جنگ کرو گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اے مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کرو۔

۲۷۲۸ ـ ۲۷۲۹ ـــ شرح : یہ جنگ اس وقت ہوگی جب سیدنا عیسٰی بن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے کیونکہ وہ ہمارا شریعت پر عامل ہوں گے اور مسلمان ان کے ساتھ ہوں گے جبکہ یہودی دجال کا ساتھ دے رہے ہوں گے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے کہ آپ نے مستقبل میں ہونے والے حالات کی پہلے ہی خبر دی کہ عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس وقت جامد اشیاء باتیں کریں گی اور مسلمانوں کو یہودیوں کی خبریں

بَابُ قِتَالِ الَّذِينَ يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ

۲۷۳۲ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ قَالَ سُفْيٰنُ وَزَادَ فِيهِ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفَ الْأُنُوفِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

نے کہا ترک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لونڈی قَنْطُورَاء کی اولاد ہیں ابن عبدالبر نے کہا ترک یافث کی اولاد ہے۔ ان میں سے بعض شہروں اور قلعوں میں رہتے ہیں بعض پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں شکار کرنے کے سوا اُن کا کوئی کام نہیں اور کوّے وغیرہ کھاتے ہیں ان کا کوئی دین نہیں ان میں سے اکثر مجوسی دین رکھتے ہیں اور بعض یہودی ہیں۔ ان کا بادشاہ ریشمی لباس اور سونے کا تاج پہنتا ہے اور اکثر حجاب میں رہتا ہے۔ ان میں جادوگر بھی ہیں۔ وہب بن منبہ نے کہا وہ یاجوج ماجوج کے چچا کی اولاد ہیں۔

کتاب الطبقات میں اس طرح مذکور ہے کہ ترک تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ وہ خراسان کے مشرقی علاقہ اور چین کے مغربی علاقہ کے درمیان اور ہندوستان کے شمال میں انتہائی آبادی تک کے علاقہ میں رہتے ہیں اور جنگجو قوم ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ترک اور چینی اور یاجوج و ماجوج یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہے۔ یافث کے سات لڑکے تھے۔ ان میں سے ایک لڑکے کا نام کومر تھا تمام ترک کومر کی اولاد ہیں۔ ان کے جوڑ نرم، پنڈلیاں ٹیڑھی اور ہڈیاں نرم ہوتی ہیں،، بالوں والی جوتیوں کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ بالوں کی رسیاں بناتے ہیں اور ان کے ساتھ جوتیاں بناتے ہیں۔ یا ان کی جوتیوں کے چمڑے بالوں والے ہوتے ہیں۔ وہ بھیڑیے کے چمڑے سے جوتیاں بناتے ہیں۔ قاضی بیضاوی نے کہا کہ ان کے چہروں کو "مجان مطرقہ" سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ ان کے چہرے ڈھال کی طرح چوڑے اور گول ہوتے ہیں۔ مطرقہ کا معنی مضبوط سخت ہے ان کے چہرے بھی موٹے اور سخت ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر کا وقوع ہوا ہے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کا کچھ واقعہ ۶۱۷ ہجری میں ہو چکا ہے جبکہ ترکوں کا ایک عظیم لشکر نکلا اور اُنھوں نے ماوراءالنہر کے لوگوں کو قتل کیا پھر خراسان کے تمام شہروں کے لوگوں کو قتل کیا صرف وہی لوگ بچے

بَابُ مَنْ صَفَّ اَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيْمَةِ وَنَزَلَ عَنْ دَآبَّتِهٖ وَاسْتَنْصَرَ

۲۷۳۳ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ خَالِدِ الْحَرَّانِيُّ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ وَسَاَلَهُ رَجُلٌ اَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا اَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ وَاَخِفَّاؤُهُمْ حُسَّرًا لَيْسَ بِسِلَاحٍ فَاَتَوْا قَوْمًا رُمَاةً جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِيْ نَصْرٍ مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَالِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَابْنُ عَمِّهٖ اَبُوْ سُفْيَانَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُوْدُ بِهٖ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ صَفَّ اَصْحَابَهُ

باب ـــ جس نے اپنے ساتھیوں کی ہزیمت کے وقت صف بندی کی اور اپنے گھوڑے سے اُتر کر مدد طلب کی

۲۷۳۳ ـــ ترجمہ : ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء سے سُنا جبکہ ان سے ایک آدمی نے پوچھا اے ابا عمارہ کیا تم حنین کی جنگ میں بھاگ گئے تھے تو براء نے کہا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے لیکن آپ کے نوجوان ساتھی جن کے پاس ہتھیار نہ تھے وہ صف سے باہر نکل گئے تھے "اس کی وجہ یہ تھی"، کہ وہ ہوازن اور بنی نصرہ کے تیراندازوں کے سامنے آگئے تھے جن کا کوئی تیر ضائع نہ جاتا تھا انھوں نے ان کو تیر مارے جو خطاء نہ جاتے تھے اس وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آئے جبکہ آپ سپید خچر پر تھے اور آپ کے چچا کا بیٹا ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اس کو چلا رہے تھے آپ اُترے اور اللہ سے مدد مانگی پھر فرمایا "میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں" پھر

۲۷۳۶ ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ اَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ اَبِیْ خَالِدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

۲۷۳۷ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَةِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَنَاسٌ مِّنْ قُرَیْشٍ وَنُحِرَتْ جَزُوْرٌ بِنَاحِیَةِ مَکَّةَ فَاَرْسَلُوْا فَجَاءُوْا مِنْ سَلَاهَا وَطَرَحُوْهُ عَلَیْهِ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَلْقَتْهُ عَنْهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ لِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَشَیْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَالْوَلِیْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَلَقَدْ رَاَیْتُهُمْ فِیْ قَلِیْبِ بَدْرٍ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافروں نے صلوٰۃ وسطیٰ کی نماز سے روک رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اور ظاہر ہے کہ عصر کے بعد ہی سورج غائب ہوتا ہے۔ یہ نماز اس لئے قضاء ہوئی کہ اس وقت صلوٰۃ خوف مشروع نہیں ہوئی تھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ صبح کی نماز کو صلوٰۃ وسطیٰ، کہتے ہیں اور یہ اس حدیث کے خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۷۳۵ ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قنوت میں یہ دُعاء پڑھتے تھے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی سختی کر۔ اے اللہ! ان پر قحط سالی کر جو یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں، قحط سالی کی تھی۔

۲۷۳۶ ــــ ترجمہ: اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا کہ انھوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے روز مشرکوں کے لئے بد دُعاء

بَابٌ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

۲۷۳۹ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلٰى قَيْصَرَ وَقَالَ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّيْنَ

ابواسحاق کے واسطہ سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ اُمیہ بن خلف تھا اور شعبہ نے کہا یا اُبی تھا۔ صحیح یہ ہے کہ وہ اُمیہ تھا (اُبی نہ تھا)

۲۷۳۷ — شرح : ابوجہل اور قریش کے چند لوگوں نے کہا جن کو دُعاء میں ذکر کیا کہ مکہ سے باہر اونٹنی نحر کی گئی ہے اس کی اوجھ لاؤ اور آپ پر ڈالو "یہی قال ابوجہل الخ" کا مقولہ ہے۔ اس حدیث سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا گوبر وغیرہ پاک ہے اور جن علماء نے اس کو پلید کہا ہے وہ کہتے ہیں اس میں خون نہیں ہوتا اور وہ ایک عضو کی طرح ہے۔ ابتداء اسلام میں مشرکوں کے ذبائح جائز تھے جیسے ان سے نکاح وغیرہ جائز تھے لہٰذا اس کو مردار کہنا بھی صحیح نہیں اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس وقت نجاست سے پاکیزگی کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ سورۂ مدثر میں کپڑوں کی پاکیزگی کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ" اور یہ سورت مکیہ ہے۔

الحاصل اس باب میں پانچ احادیث مذکور ہیں پہلی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے جس میں احزاب کے دن آپ نے دُعاء فرمائی۔ دوسری ابوہریرہ کی ہے جس میں دعاء قنوت کا ذکر ہے۔ تیسری ابن ابی اوفیٰ کی ہے جس میں صراحۃً مشرکوں کے لئے احزاب کے دن بددُعاء کا ذکر ہے۔ چوتھی حدیث عبداللہ بن مسعود کی ہے جس میں اوجھ کا واقعہ ہے۔ اس میں قریش کے لئے بددعاء کا ذکر ہے۔ پانچویں حدیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جس میں یہودیوں کے سلام کا ذکر ہے۔

۲۷۳۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا "اَلسَّامُ عَلَيْكَ" میں نے ان پر لعنت کی تو آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوگیا میں نے عرض کیا کیا آپ نے سُنا نہیں جو اُنھوں نے کہا ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے سُنا نہیں جو میں نے کہا ہے "وعلیکم" تم پر موت ہو"

نے قیصر کو خط لکھا اور فرمایا۔ اگر تو نے اسلام سے منہ پھیرا تو عوام لوگوں کا گناہ تیرے اُوپر ہوگا!

۲۷۳۹ — **شرح** : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ اہل کتاب کو راہِ ہدایت کی رہنمائی کرنی چاہیے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ کتاب کے قیصر کو خط لکھا اور اس کو راہِ ہدایت کی راہنمائی کی۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت دینا امام پر واجب ہے۔ اور اہل کتاب کو قرآن کی تعلیم دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حربی اور ذمی کو قرآن کریم اور فقہ کی تعلیم دینے میں حرج نہیں سمجھا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ قرآن و فقہ کی تعلیم سے اسلام کی طرف مائل ہوجائیں امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان کو قرآن کی تعلیم نہ دیں۔ امام شافعی کا بھی ایک قول اسی طرح ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ کے مسلک کی تائید میں اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے " وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ " حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن اُبی کے مسلمان ہونے سے پہلے اس کے پاس سے گزرے جبکہ اس کے ساتھ مجلس میں مسلمان، مشرک اور یہودی بیٹھے تھے تو آپ نے ان پر قرآن پڑھا"، معلوم ہوا کہ غیر مسلم کو قرآن و فقہ کی تعلیم دے سکتے ہیں۔

باب — مشرکوں کے لئے ہدائت کی دعاء کرنا "تاکہ ان کی تالیف قلب ہو"

۲۷۴۰ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا طفیل بن عمرو دوسی اور اس کے ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! دوس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور فرمانبردار ہونے سے انکار کیا ہے آپ ان کے لئے بددعاء فرمائیں (اس وقت) کسی نے کہا دوس ہلاک ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! دوس کو ہدائت دے اور ان کو اسلام میں لے آ۔

۲۷۴۰ — **شرح** : اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ جب مشرکوں سے کوئی اذیت نہ پہنچے تو ان کے لئے دُعاء اور یہ اُمید کریں کہ اللہ ان کو ہدائت دے اور جب ان کا غلبہ زیادہ ہو ان کی اذیت زیادہ ہوجائے اور ان کی شر سے مسلمان امن میں نہ ہوں تو ان کے لئے بددُعا کرے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ لوگوں نے دوس کے لئے بددُعا کے لئے عرض کیا لیکن جناب

۲۷۴۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ إِلٰى كِسْرٰى فَأَمَرَهٗ أَنْ يَدْفَعَهٗ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهٗ كِسْرٰى خَرَّقَهٗ فَحَسِبْتُ أَنَّ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ

یہ نقش کندہ تھا "محمد رسول اللہ"

اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا

۲۷۴۱ — کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا، اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے لکھا اور یہ ظاہر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے کی انگوٹھی جائز نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔ امام نسائی نے کتاب الزینت میں زید بن حباب کے ذریعے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی آپ نے فرمایا میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں پھر دوسری بار آیا اس نے تانبے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی آپ نے فرمایا میں تجھ پر بتوں کی بو پاتا ہوں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی پہنوں آپ نے فرمایا چاندی کی انگوٹھی پہنو اور ایک مثقال (۴½ ماشہ) سے زیادہ نہ کرو۔ چاندی کی صرف ایک انگوٹھی جائز ہے دو جائز نہیں اگرچہ دونوں کا وزن ایک مثقال سے کم ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس پر نقش "محمد رسول اللہ" تھا آپ نے فرمایا کوئی شخص یہ نقش کندہ نہ کرے لیکن یہ آپ کی حیات طیبہ سے خاص تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خلفاء راشدین نے آپ کے بعد یہ انگوٹھی پہنی اور جب یہ انگوٹھی حضرت عثمان غنی سے بیر اریس میں گم ہوگئی تو انھوں نے چاندی کی نئی انگوٹھی بنوائی اور اس پر نقش "محمد رسول اللہ" کندہ کیا معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں یہ نقش کندہ کرنے کی کسی اور کو اجازت نہ تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۷۴۲ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کو خط بھیجا اور قاصد کو حکم دیا کہ یہ عظیم البحرین

۲۷۴۳ ـــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى قَيْصَرَ يَدْعُوْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى لِيَدْفَعَهٗ اِلٰى قَيْصَرَ وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ جُنُوْدَ فَارِسَ مَشٰى مِنْ حِمْصَ اِلٰى اِيْلِيَاءَ شُكْرًا لِمَا اَبْلَاهُ اللّٰهُ فَلَمَّا جَآءَ قَيْصَرَ كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ قَرَاَهٗ اِلْتَمِسُوْا لِيْ هٰهُنَا اَحَدًا مِنْ قَوْمِهٖ لِاَسْاَلَهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سُفْيٰنَ اَنَّهٗ كَانَ بِالشَّامِ فِيْ رِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوْا

لگا اگر آپ نبی ہیں تو عنقریب آپ کا ارشاد پورا ہوگا چنانچہ اس تاریخ کو کسریٰ قتل ہوگیا جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ زہری نے کہا اس کے بعد باذان اور اس کے ساتھی سب مسلمان ہوگئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے لئے بددعا کرنا جائز ہے۔

باب ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام اور نبوت کی طرف بُلانا، اور یہ کہ ان میں سے بعض بعض کو اللہ کے سوا معبود نہ بنائے،،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی بشر کو لائق نہیں کہ اللہ اس کو نبوت و کتاب دے پھر وہ کہے اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

۲۷۴۳ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کو خط لکھا اس حال میں کہ اس کو اسلام کی طرف بُلا

كَيْفَ نَسَبُ هٰذَا الرَّجُلِ فِيْكُمْ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ مِنْكُمْ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ عَلَى الْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَاَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهُ اَوْ ضُعَفَاؤُهُمْ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ فَيَزِيْدُوْنَ اَوْ يَنْقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ الْآنَ مِنْهُ فِيْ مُدَّةٍ نَحْنُ نَخَافُ اَنْ يَغْدِرَ قَالَ اَبُوْ سُفْيٰنَ وَلَمْ تُمْكِنِّيْ كَلِمَةٌ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا اَنْتَقِصُهُ بِهِ لَا اَخَافُ اَنْ تُؤْثَرَ عَنِّيْ غَيْرُهَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ وَقَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ كَانَتْ دُوَلًا وَّسِجَالًا يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرَّةَ وَ نُدَالُ عَلَيْهِ الْاُخْرٰى قَالَ فَمَاذَا يَاْمُرُكُمْ بِهِ قُلْتُ يَاْمُرُنَا اَنْ نَعْبُدَ اللّٰهَ

وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ اس روز قافلہ میں میرے سوا بنی عبد مناف میں سے کوئی نہ تھا۔ قیصر نے کہا اس کو میرے قریب کردو اور میرے ساتھیوں کے متعلق حکم دیا وہ میرے کندھوں کے پاس میرے پیچھے کھڑے کیے گئے پھر اُس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہا میں اس شخص سے ان کے متعلق پوچھتا ہوں جو کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کردو۔ ابوسفیان نے کہا بخدا! اگر اس چیز کی شرم نہ ہوتی کہ میرے ساتھی میرا جھوٹ نقل کریں گے تو میں جھوٹ بول دیتا جبکہ مجھ سے ان کے متعلق پوچھا گیا لیکن مجھے شرم آئی کہ میرے ساتھ میرا جھوٹ مشہور کریں گے (اس لئے) میں نے قیصر کے سامنے سچی بات کی۔ پھر اُس نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے کہو تم میں اس شخص کی نسب کیسی ہے؟ میں نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہیں۔ قیصر نے کہا کیا اُن سے پہلے تم میں سے کسی نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ قیصر نے کہا جو دعویٰ اُنھوں نے کیا ہے کیا یہ دعویٰ کرنے سے پہلے تم نے ان کو جھوٹ بولتے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں قیصر نے کہا کیا اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا کیا بڑے بڑے لوگ اس کی طاعت کرتے ہیں یا کمزور لوگ تابعداری کرتے ہیں؟ میں نے کہا بلکہ کمزور لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں۔ اُس نے کہا کیا وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں؟ میں نے کہا بلکہ زیادہ ہوتے ہیں۔ اُس نے کہا کیا کوئی شخص ان کے

يَزِيْدُوْنَ اَوْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى
يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ سُخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ
فَزَعَمْتَ اَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ
لَا يَسْخَطُهٗ اَحَدٌ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ
لَا يَغْدِرُوْنَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ وَقَاتَلَكُمْ فَزَعَمْتَ اَنْ قَدْ
فَعَلَ وَاَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهٗ تَكُوْنُ دُوَلًا يُدَالُ عَلَيْكُمُ الْمَرَّةَ وَتُدَالُوْنَ
عَلَيْهِ الْاُخْرٰى وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى وَيَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُكَ
بِمَاذَا يَاْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا
وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُكُمْ وَيَاْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ
وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاۗءِ بِالْعَهْدِ وَاَدَاۗءِ الْاَمَانَةِ قَالَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ نَبِيٍّ
قَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ وَلٰكِنْ لَمْ اَظُنَّ اَنَّهٗ مِنْكُمْ وَاِنْ يَّكُ مَا
قُلْتَ حَقًّا فَيُوْشِكُ اَنْ يَّمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَلَوْ اَرْجُوْ اَنْ اَخْلُصَ

تم سے پوچھا کہ یہ دعویٰ کرنے سے پہلے تم نے ان کو جھوٹ بولتے دیکھا ہے ؟ تو نے کہا نہیں اس سے میں یہ پہچانا وہ ایسا
نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگوں پر جھوٹ بولنا چھوڑ دیں اور اللہ پر جھوٹ بولیں، میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے باپ دادے
میں سے کوئی بادشاہ تھا تم نے کہا نہیں میں کہتا ہوں اگر ان کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ
وہ اپنے باپ دادا کا ملک طلب کر رہے ہیں میں نے تم سے پوچھا بڑے بڑے سردار ان کی پیروی کرتے ہیں یا
کمزور لوگ ؟ تم نے کہا کمزور لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ رسولوں کی پیروی کیا کرتے ہیں میں نے کہا کیا
وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں تم نے کہا زیادہ ہوتے ہیں ایمان کا یہی حال ہے حتیٰ کہ وہ کامل ہو جائے،
میں نے تم سے پوچھا کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کو ناپسند سمجھ کر پھر جاتا ہے ؟
تم نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے جبکہ اس کا سرور دلوں میں خلط ملط ہو جاتا ہے تو اس کو کوئی ناپسند نہیں کرتا۔ میں نے تم
سے پوچھا کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں ؟ تم نے کہا نہیں رسولوں کا یہی حال ہے وہ عہد شکنی نہیں کرتے میں نے تم سے پوچھا کیا تم نے ان سے جنگ
کی ہے اور اُنھوں نے تم سے جنگ کی ہے ؟ تم نے کہا جنگ کی ہے اور تمہاری لڑائی ڈول کی طرح رہی ہے کبھی وہ تم پر غالب
اور کبھی تم ان پر غالب رہے ہیں۔ رسولوں کو یہی حال ہے کہ ان کو امتحان میں ڈالا جاتا ہے اور آخر اچھا انجام انہیں کا ہوتا
ہے۔ میں نے تم سے پوچھا وہ تم کو کیا حکم کرتے ہیں ؟ تم ....

قَضٰی مَقَالَتَهٗ عَلَتْ اَصْوَاتُ الَّذِیْنَ حَوْلَهٗ مِنْ عُظَمَآءِ الرُّوْمِ وَ
كَثُرَ لَغَطُهُمْ فَلَآ اَدْرِیْ مَاذَا قَالُوْا وَاُمِرَ بِنَا فَاُخْرِجْنَا فَلَمَّا اَنْ خَرَجْتُ
مَعَ اَصْحَابِیْ وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَهُمْ لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِیْ كَبْشَةَ هٰذَا
مَلِكُ بَنِی الْاَصْفَرِ یَخَافُهٗ قَالَ اَبُوْ سُفْیٰنَ وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ ذَلِیْلًا مُّسْتَیْقِنًا
بِاَنَّ اَمْرَهٗ سَیَظْهَرُ حَتّٰی اَدْخَلَ اللّٰهُ قَلْبِی الْاِسْلَامَ وَاَنَا كَارِهٌ

نے کہا بخدا میں ہمیشہ اپنے دل میں ذلت محسوس کرتا رہا اور مجھے یقین ہوگیا کہ ان کا کام عنقریب غالب ہوگا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام داخل کر دیا حالانکہ میں اس کو پسند نہ کرتا تھا،،

۲۷۴۳ — شرح: قیصر روم کے بادشاہ کا لقب ہے۔ جیسے فارس کے بادشاہ کو کسریٰ ترک کو خاقان، حبشہ کو نجاشی، قبط کو فرعون، مصر کو عزیز، حمیر کو تبع، ہند کو دہمی چین کو فغفور، زنجی کو غانہ، یونان کو بطامیوں، یہود کو قیطون یا ماتح، بربر کو جالوت، صابئہ کو نمرود، یمن کو تبع، فرغانہ اخشید، عرب کو نعمان، افریقیہ کو جرجیر، خلاط کو شہرمان، طبرستان کو سالار اور اسکندریہ کو مقوقس کہتے ہیں،، سب سے پہلے ہرقل نے دینار بنایا اور گرجا کی تعمیر کی اگر یہ سوال ہو کہ صحیح حدیث میں ہے کہ جب قیصر ہلاک ہوگیا اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہوگیا اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا۔ اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قیصر وکسریٰ کی شوکت وسطوت اور دبدبہ ختم ہو جائے گا اور وہ کسی کو مرعوب نہ کر سکیں گے،، امام شافعی نے مختصر میں یہ ذکر کیا کہ اس کے بعد شام میں قیصر نہ ہوگا اور عراق میں کسریٰ نہ ہوگا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے فرمایا کہ قریش شام اور عراق میں تجارت کے لئے جایا کرتے تھے جب وہ مسلمان ہوگئے تو انھوں نے ان ملکوں کی طرف سفر کرنے میں کچھ خوف محسوس کیا کیونکہ مسلمان ہو جانے کے باعث وہ ان کے مخالف ہوگئے تھے۔ اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بعد ان دونوں ملکوں میں قیصر وکسریٰ نہ ہوں گے لہٰذا تم کو ان سے نہیں ڈرنا چاہیئے اور بے خوف ان ملکوں سے لین دین کریں اس وقت موجود قیصر کے بعد شام میں قیصر نہ ہوگا اور نہ ہی عراق میں کسریٰ ہوگا۔ قیصر کو یہ لقب اس لئے دیا گیا ہے کہ قیصر کا معنی تبقیر بمعنی قطع کرنا ہے۔ اس کی والدہ کو جب دردِ زہ ہونے لگی جبکہ یہ اس کے پیٹ میں نہ تھا اور وہ اس درد سے مرگئی تو اس کا پیٹ چیر پھاڑ کر اس کو نکالا گیا جبکہ وہ زندہ تھا اس طرح کی ولادت پر وہ فخر کیا کرتا تھا کیونکہ وہ فرج کے ذریعہ نہیں پیدا ہُوا تھا۔ وہ بڑا بہادر اور جنگوں میں سب سے پیش پیش رہا کرتا تھا۔ رومیوں کو بنی اصفر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اصفر بن روم بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں۔ عیصو بن اسحاق نے اپنے چچا اسماعیل علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا تو ان سے روم بن عیصو

یعنی وہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے الٰہ کے حضور نیازمندی، سچائی، پاکدامنی اور اقارب سے اچھا سلوک ہے۔ کیونکہ فضیلت یا تو قولی ہوتی ہے اور وہ صدق ہے یا فعلی ہوتی ہے اگر یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہو تو نماز ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے یا اپنی ذات کی نسبت ہو تو عفت (پاکدامنی) ہے۔ یا دوسرے لوگوں کی نسبت ہے تو یہ صلۂ رحمی ہے۔ ان تمام امور کی بنیاد صدق پر ہے اور ان کی صحت توحید اور ترکِ شرک پر موقوف ہے۔ اس لئے ابوسفیان نے کہا کہ وہ کہتے ہیں اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اس سے رذیل اخلاق سے دُور رہنے اور پہلی قسم سے فضائل کی زینت سے آراستہ ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بُری چیزوں سے منع کرتے ہیں اور اچھی چیزوں کا حکم کرتے ہیں۔ قولہ لَا تُشْرِکُوْا،، اس سے مراد توحید ہے یعنی ہم کو توحید کا حکم دیتے ہیں کیونکہ عدمِ شرک عدم ہے اور عدم مامور بہ نہیں ہوتا۔ ہرقل نے کہا کہ رسولوں کا یہی حال ہے کہ وہ اپنی قوم میں عالی نسب ہوتے ہیں کیونکہ وہ پہلی کتابوں میں یہ پڑھ چکے تھے۔ اسی لئے اُس نے کہا میں پہلے ہی جانتا تھا کہ آپ تشریف لانے والے ہیں۔ کیونکہ پہلی کتابوں میں اس کی تصریح تھی کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی یہ علامات ہیں۔ ہرقل نے کہا اگر میں ان کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تو ضرور ان کی ملاقات کرتا اور اگر وہاں ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ اب یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا اس کلام کے مطابق یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہرقل مسلمان ہو گیا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرقل سے ایسی بات ظاہر ہوئی تھی جس کے باعث اس کو مسلمان نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس نے اساطین مملکت سے کہا تھا کہ میں نے تم کو جو کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ میرا مقصد تمہارا امتحان لینا تھا کہ آیا تم اپنے دین پر پختہ ہو یا نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا تھا محض تمہارے امتحان کے طور پر کہا تھا تصدیقِ قلب اور اعتقادِ صحیح سے نہیں کہا تھا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہرقل نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقتِ نبوت کو جان لیا تھا مگر ملک پر حکمرانی باقی رکھنے کے باعث اسلام پر بقاءِ اقتدار کو ترجیح دی چنانچہ بخاری کی دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے وہ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اس کی ہدایت منظور ہوتی تو اس کو توفیق دیتا جیسے نجاشی کو اسلام کی توفیق دی۔ اور اس کا اقتدار ختم نہ ہُوا اور وہ بدستور حکمران رہا۔ بلکہ وہ بدستور مسلمانوں کے مخالف رہا اور اس کے آٹھ سال بعد غزوہ موتہ میں ایک لاکھ فوج لے کر مسلمانوں سے جنگ کرنے آیا معلوم ہُوا کہ وہ کفر پر مصر رہا تھا اور اُس نے دل سے اسلام قبول نہ کیا تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط شریف میں یہ تحریر فرما دیا تھا کہ مسلمان ہو جا تو سلامتی میں رہے گا تو نبوت کا اقرار کر لینے کے بعد اس کو ہلاکت کا خوف نہیں ہونا چاہیے تھا لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس نے ایمان مخفی رکھا تھا۔ مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے کہ ہرقل نے تبوک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ میں مسلمان ہوں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ بولتا ہے تو بدستور نصرانی ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کہنا صحیح نہیں کہ ہرقل نے ظاہری طور پر اسلام قبول کیا تھا ہم تو اس کے متعلق یہی جانتے ہیں کہ اس نے اسلام پر ملک کو ترجیح دی اور ظاہری طور پر اسلام قبول کرنے پر اس کو مسلمان کہیں گے۔ ہرقل

۲۷۴۴ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ ثنا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ رَجُلًا یُفْتَحُ عَلٰی یَدَیْہِ فَقَامُوْا یَرْجُوْنَ لِذٰلِکَ اَیُّھُمْ یُعْطٰی فَغَدَوْا وَکُلُّھُمْ یَرْجُوْا اَنْ یُعْطٰی فَقَالَ اَیْنَ عَلِیٌّ فَقِیْلَ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ فَاَمَرَ فَدُعِیَ لَہٗ فَبَصَقَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَبَرَاَ مَکَانَہٗ حَتّٰی کَاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بِہٖ شَیْءٌ فَقَالَ نُقَاتِلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلٰی رِسْلِکَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِھِمْ ثُمَّ ادْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْھِمْ فَوَاللہِ لَاَنْ یُّھْدٰی بِکَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کفار کو دعوتِ اسلام پہنچ چکی ہو تو انذار میں مبالغہ کے لئے دوبارہ دعوت دینا مستحب ہے واجب نہیں جیسے جمہور کہتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے امور دین و دنیا کے اہم کاموں کو سر انجام دینے کے لئے خاندانی اشخاص کو منتخب کرنا چاہیے۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْخُلَفَاءُ مِنْ قُرَیْشٍ" اور فرمایا جب تک دو قریشی بھی ہوں خلافت ان ہی میں ہوگی۔ کیونکہ قریش اعلیٰ خاندان ہے اور وہ عالی نسب ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ملت میں جھوٹ حرام اور معیوب رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول اعلیٰ خاندانوں میں سے مبعوث کرتا ہے کیونکہ جس کا نسب بلند ہو وہ باطل کی طرف مائل نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ دنیاوی حرص کا شکار ہوتا ہے اور کمزور نسب ہیں یہ چیز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور علاماتِ نبوت و رسالت اہلِ کتاب کو حتمی طور پر معلوم تھیں اور جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لاتے تھے وہ صرف عناد اور حسد کے سبب ایمان نہ لاتے تھے۔ انھوں نے دنیاوی مناصب کو برقرار رکھنے کے لئے آپ کی نبوت و رسالت کو قبول نہ کیا اور نار عدوان میں جل کر خاکستر ہوگئے اور ہمیشہ کے لئے "وقود النار" بنے "اَعَاذَنَا اللہُ مِنْہُ"

۲۷۴۴ــــ ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ خیبر فتح کرے گا لوگ اس کی امید کرتے ہوئے کھڑے ہوئے کہ کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کو آئے ہر ایک کو یہ امید تھی کہ اس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۷۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغِرْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِنْ لَمْ يَسْمَعْ اَذَانًا اَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلًا

۲۷۴۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا غَزَا بِنَا ح ۲۷۴۷ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَهَا لَيْلًا وَكَانَ اِذَا جَآءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَا يُغِيْرُ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّا اَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ

کرتا ہے ،، واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۷۴۵ — ترجمہ: حُمَیدؔ نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے جنگ کرتے تو ان پر حملہ نہ کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اگر اذان سُنتے تو رُک جاتے اور اگر اذان نہ سُنتے تو صبح کے بعد حملہ کرتے اور ہم بھی خیبر میں رات کو پہنچے تھے ۔

۲۷۴۵ — شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک اس لئے انتظار کرتے تھے تاکہ صحابہ کو معلوم ہو جائے کہ اس علاقہ کے لوگ مسلمان ہیں یا نہیں اس لئے صبح کا انتظار کرتے اذان وغیرہ اسلامی شعائر سے ان کا حال معلوم ہو جائے ۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۲۷۴۶ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم کو ساتھ لے کر غزوہ کرتے ،،

۲۷۴۷ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف نکلے اور وہاں رات کو پہنچے آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی قوم کے پاس رات کو آتے تو ان پر حملہ نہ کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی چنانچہ جب صبح ہوئی تو یہودی کسیاں ٹوکریاں لے کر باہر نکلے اور جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے واللہ! محمد لشکر سمیت آگئے صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ مَنْ اَرَادَ غَزْوَةً فَوَرّٰى بِغَيْرِهَا وَمَنْ اَحَبَّ الْخُرُوْجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ ٢٧٤٩ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنِى اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ اِبْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا ح وَحَدَّثَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۱۵

علیہ وسلّم نے بُت پرستوں کو جو توحید کا اقرار نہ کرتے تھے جن کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ جب ان کو کہا جائے کہ لا الٰہ الا اللہ کہو تو وہ تکبر کرتے ہیں۔ توحید کے اقرار کی دعوت دی کہ وہ بت پرستی ترک کریں اور توحید کا اقرار کریں اور اسلام میں داخل ہوں اور دُوسرے کافر جو توحید کا اقرار کرتے تھے لیکن وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کے مُنکر تھے ان کے متعلق آپ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ شہادتین کا اقرار کریں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا محمل یہ ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا محمل کافروں کی پہلی قسم ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے جہاد کا ارادہ کیا اور اس کے غیر کی طرف اشارہ کیا اور جس نے جمعرات کو سفر کرنا پسند کیا،،

٢٧٤٩ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روائت ہے کہ عبداللہ بن کعب جو کعب کے بیٹوں میں سے اس کو لے کر چلتے تھے نے کہا میں نے کعب بن مالک سے سُنا جبکہ وہ (غزوہ تبوک میں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پیچھے رہ گئے تھے اور جناب رسُول اللہ

۲۷۵۱ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامٌ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ

بَابُ الْخُرُوجِ بَعْدَ الظُّهْرِ

۲۷۵۰ ـــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اکثر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کوئی جنگ کرنے کا ارادہ کرتے تو اس کے غیر کی طرف اشارہ کرتے حتیٰ کہ جنگ تبوک کا موقعہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سخت گرمی میں اس جنگ کا ارادہ کیا اور دُور دراز کا سفر اور جنگلات کا سامنا کیا اور کثیر تعداد دشمن کا مقابلہ کیا اس لئے مسلمانوں سے اس کا صاف صاف حال بیان کر دیا تاکہ وہ اپنے دشمن کی تیاری کے مطابق پُوری تیاری کریں۔ اور ان کو اسی جہت کی خبر دی جو آپ نے ارادہ کیا تھا اور یونس نے زہری کے ذریعہ سے کہا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جمعرات کے سوا سفر میں بہت کم نکلتے تھے،،

۲۷۵۰ ـــــ شرح : لَقَلَّمَا ،، میں لام تاکید کے لئے ہے ،، قَلَّ ،، فعل ماضی ہے۔ اس پر کلمہ ما داخل ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا سفر میں جمعرات کے سوا نکلنا بہت کم تھا۔ کیونکہ آپ اکثر سفر جمعرات کے روز کرتے تھے جیسے کہا جاتا ہے ،، قَلَّ رَجُلٌ يَفْعَلُ كَذَا إِلَّا زَيْدٌ ،، یعنی زید کے سوا یہ کام بہت تھوڑے لوگ کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۷۵۱ ـــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں جمعرات کے دن سفر میں نکلے۔ اور جمعرات کے روز سفر کرنا پسند کرتے تھے،،

باب ـ نمازِ ظہر کے بعد سفر کرنا،،

اَلْقَعْدَةِ وَلَا نُرٰی اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْیٌ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰی بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهٖ قَالَ يَحْيٰی فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ اَتَتْكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيْثِ عَلٰی وَجْهِهٖ

۲۷۵۳ —— ترجمہ : عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیس ذوالقعدہ کو نکلے اور حج کے سوا ہمارا کوئی ارادہ نہ تھا جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہیں وہ جب بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے تو احرام کھول دے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کی قربانی کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔ یحییٰ نے کہا میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے ذکر کی تو اُنھوں نے کہا بخدا! مائی صاحبہ نے یہ حدیث تم سے درست بیان کی ہے۔

۲۷۵۳ —— شرح : یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفر کی ابتداء ہفتہ کے روز تھی تو ذوالقعدہ کے چار دن باقی رہتے ہیں کیونکہ ذوالحجہ یکم جمعرات کو تھی اور اگر سفر جمعرات کو شروع کیا تھا تو باقی چھ رہتے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کا سفر جمعہ کو شروع نہیں ہوتا کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت پڑھی اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز سفر شروع کیا تھا۔ اور مہینہ کے پورا ہونے کی تقدیر پر نکلنے کے وقت ان کا خیال تھا کہ پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ اتفاقاً مہینہ پورے تیس دن کا نہ تھا۔ اس لئے عام اذہان کے لحاظ سے خبر دی کہ پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ کیونکہ دراصل مہینہ تیس روز کا ہوتا ہے۔

(باقی تقریر حدیث ۱۶۰۲ کی شرح میں دیکھیں)

بَابُ التَّوْدِيعِ عِنْدَ السَّفَرِ

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ وَقَالَ لَنَا إِنْ لَقِيتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ نُوَدِّعُهُ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلَانًا وَفُلَانًا بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا

۲۷۵۴ — شرح : علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے رمضان کا چاند دیکھا پھر سفر شروع کر دیا تو وہ افطار نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میں کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور روزے رکھے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی تضعیف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا آخری فعل لیا جاتا ہے اور وہ پہلے فعل کا ناسخ ہوتا ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم دو امور میں سے افضل کیا کرتے تھے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ زہری کا مذہب ہے کہ رمضان میں سفر افطار کو مباح نہیں کرتا کیونکہ اس نے رمضان پایا ہے لہذا وہ ضرور روزے رکھے جیسے کوئی دن کے کسی وقت میں سفر شروع کرے تو افطار نہیں کر سکتا ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مذہب کی تردید کی ہے کدید مکہ مکرمہ کے قریب دو مرحلہ پر ایک مقام ہے ،،

باب — لوگوں کو وداع کرنا

ابن وہب نے کہا مجھے عمرو نے بکیر اور سلیمان بن یسار کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر میں بھیجا اور قریش کے دو آدمیوں کا نام لے کر فرمایا کہ فلاں فلاں کو ملو تو ان کو آگ سے جلا دو ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب ہم چلنے لگے اور

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْاِمَامِ مَالَمْ يَأْمُرْ بِمَعْصِيَةٍ

۲۷۵۵ ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

باب ــ امام کا حکم سُننا اور اطاعت کرنا

۲۷۵۵ ــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی بات سُننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے جب تک گناہ کا حکم نہ کیا جائے اور جب گناہ کا حکم کرے تو نہ اس کی بات سُنی جائے اور نہ اطاعت کی جائے۔

۲۷۵۵ ــ شرح: یعنی جب امیر کی بات طاعت ہو تو اس کا سُننا لازم ہے اور اس کے حکم کی تعمیل واجب ہے جب تک وہ معصیت کا حکم نہ کرے ورنہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی طاعت کا کوئی معنی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ معصیت میں طاعت نہیں طاعت تو صرف بھلے کاموں میں ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ غیر معصیت میں امام کی طاعت واجب ورنہ حرام ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے خارجیوں نے استدلال کیا کہ امام ظالم کی اطاعت لازم نہیں اس کے خلاف بغاوت کرنا ضروری ہے۔ لیکن جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جب ظالم امام ملک کا انتظام اچھا چلا رہا ہو تو اس کے خلاف عَلَم بغاوت بلند کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کی بیعت کو مسترد کرنا جائز ہے۔ البتہ اگر آئمہ جور سے کفر صادر ہو اور وہ نمازیں قائم نہ کریں تو اس کی طاعت نہ کی جائے اگر اس کے علاوہ کوئی ظلم کریں لیکن ملکی مفاد ان کے پیش نظر ہو تو ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے ورنہ عورتوں کی عصمت باقی نہ رہے گی مال محفوظ نہ رہیں گے اور خون خرابہ ہوگا اور تشتّت و افتراق کی تند ہواؤں سے اللہ کے کلمہ کی ضیاء میں کمی واقع ہو جائے گی اسلام کمزور ہو جائے گا اس لئے آئمہ جور کے خلاف جنگ جائز نہیں بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہادِ

میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے اپنے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اپنے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ امام ڈھال ہے جس کی طرف سے جنگ کی جاتی ہے اور اپنا بچاؤ کیا جاتا ہے۔ اگر امیر اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا حکم دے اور عدل و انصاف کرے تو اس وجہ سے اس کو اجر ملے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی حکم دے تو اس کا گناہ اس پر ہوگا۔

۲۷۵۶ — شرح : یعنی امام کی طرف سے مدافعت کے لئے جنگ کی جائے اور اس کے آگے پیچھے ہو کر لڑائی کی جائے "وراء" کا اطلاق دونوں معنوں پر ہوتا ہے۔ "آخرون و سابقون" کا معنی یہ ہے کہ ہم دُنیا میں آنے میں آخر ہیں اور جنت میں داخل ہونے میں سابق۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ قریش اور ان کے گرد و نواح کے عرب امارت کو نہ جانتے تھے اور وہ اپنے قبائل کے رؤساء کے علاوہ کسی کی اطاعت نہ کرتے تھے۔ جب اسلام میں امراء ملک کے اہتمام کے ولی بنے تو ان کے دل اطاعت کی طرف راغب نہ ہوئے اور بعض نے امیر کی اطاعت سے انکار کر دیا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر امراء کی اطاعت واجب ہے ان کی نافرمانی کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرو گے اور یہ حکم عام ہے مسلمانوں کا جو بھی عادل امیر ہو اس کی اطاعت واجب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو ولی مقرر کریں اس کی ہی اطاعت واجب ہے بلکہ جس کو امیر تصور کر لیا جائے اور وہ مسلمانوں میں عدل و انصاف کرے اس کی اطاعت لازم ہے اور اگر وہ معصیت کا حکم دے تو اطاعت لازم نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو ڈھال قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ سُترہ ہے دشمن کے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے منع کرتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام ڈھال ہے اس کی معیت میں کافروں، باغیوں اور فتنہ و فساد کرنے والوں سے جنگ کی جاتی ہے۔ اگر اس کی معیت میں قتال نہ کیا جائے تو حربی کافر مسلمانوں پر فخر اور غلبہ کی باتیں کریں گے اور حدود و فرائض ضائع ہو جائیں گے اور اسلام کی شوکت و سطوت کمزور پڑ جائے گی۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" قیامت تک جہاد جاری رہے گا۔ کیونکہ اسلام کا غلبہ اسی پر موقوف ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام کے ساتھ ہی بچاؤ کیا جاتا ہے۔ یعنی کوئی رائے قائم کرنے اور معقول امر اختیار کرنے میں امام سے تقویت حاصل کی جاتی ہے۔ اور تقویٰ اور عدل و انصاف اپنایا جاتا ہے۔ اگر وہ عدل و انصاف اور تقویٰ کی بات کرے گا تو اس کو ثواب ملے گا۔ ورنہ اس پر بوجھ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۷۵۸ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ أَتَاهُ آتٍ فَقَالَ لَهُ إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا أُبَايِعُ عَلَى هٰذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری کے ذی القعدہ میں صحابہ کرام سے بیعت لی تھی۔ حدیث ۲۷۵۷ میں صبر پر بیعت کا ذکر ہے۔ یہ عنوان کے مطابق ہے کیونکہ صبر سے مراد میدان جنگ سے نہ بھاگنا ہے۔ دوسرے سال جب صحابہ کرام واپس آئے تو اس درخت کو تلاش کرنے لگے جس کے تحت اُنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت رضوان کی تھی مگر دو آدمی بھی درخت کے مقام پر متفق نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو جو رحمت کی جگہ تھی لوگوں کی نگاہوں میں چھپا دیا اس کا سبب یہ تھا کہ وقت گزرنے کے بعد جاہل لوگ اس کی عبادت کرنا شروع کر دیں گے اور شرعاً ممنوع تعظیم کرنے لگیں گے لہٰذا اس کی خفاء ان کے لئے رحمت تھی (نووی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے شعائر رحمت کے محل ہیں۔ وہاں دُعاء کریں تو اللہ قبول کرتا ہے۔ مگر ایسے مقامات پر حدِ اعتدال میں رہنا چاہیئے اور اس قسم کی حرکات اور افعال کا اظہار نہ کیا جائے جو شرعاً ممنوع ہیں۔ لہٰذا اولیاء اللہ کے مقابر ان کے لئے ایصال ثواب کریں ان سے دُعاء کرائیں اور ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاء کریں اور ان کو متصرف باذن اللہ سمجھیں کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ اللہ کے اذن سے ارواح کائنات میں تصرف کرتی ہیں۔ شیخ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں اس کی تصریح کی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۷۵۸ ــــ ترجمہ: عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا حرہ کے واقعہ کے زمانہ میں ان کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا کہ ابن حنظلہ لوگوں سے موت پر بیعت لے رہا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے اس شرط پر بیعت نہیں لوں گا۔

۲۷۵۸ ــــ شرح: حَرَّہ مدینہ منورہ میں پتھریلی زمین ہے۔ حرہ کا واقعہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ سے عبداللہ بن حنظلہ اور دیگر چند لوگ یزید کے پاس وفد بن کر گئے۔ اور اس سے نامناسب چیزیں دیکھیں تو اُنھوں نے مدینہ منورہ واپس آکر یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی یزید کو جب یہ خبر پہنچی

۲۷۶۱ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَیْلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَبْنِ اَخِیْ فَقُلْتُ بَایِعْنَا عَلَی الْھِجْرَۃِ فَقَالَ مَضَتِ الْھِجْرَۃُ لِاَھْلِھَا قُلْتُ عَلٰی مَا تُبَایِعُنَا قَالَ عَلَی الْاِسْلَامِ وَالْجِھَادِ

فرمایا کہ بیعت کرو اور آپ نے پھر فرمایا بیعت کرلو تو سلمہ بن اکوع نے دُوسری بار بیعت کی اسی لئے اُنھوں نے کہا تھا کہ میں نے دُوسری بار بیعت کی۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۷۶۰ــــ ترجمہ : حُمید نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ انصار خندق کے دن یہ شعر پڑھتے تھے ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر بیعت کی جب تک کہ ہم زندہ رہیں گے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب دیا اور فرمایا "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں انصار و مہاجرین کو عزت عطاء کر

۲۷۶۰ــــ شرح : اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ جنگ میں ہرگز پشت نہیں پھیریں گے لہٰذا حدیث عنوان کے مناسب ہے۔ حدیث ۲۶۳۸ کی شرح دیکھیں۔

۲۷۶۱ــــ ترجمہ : مجاشع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ میں اور میرا بھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا ہم کو ہجرت پر بیعت کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجرت تو مسلمانوں کے لئے ختم ہو چکی ہے میں نے عرض کیا آپ ہم کو کس بات پر بیعت فرمائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام اور جہاد پر"۔

۲۷۶۱ــــ شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جہاد پر بیعت کرنا اسی لئے تھا کہ وہ میدانِ جنگ سے نہیں بھاگیں گے اگرچہ مرجائیں۔ باب کا عنوان بھی یہی ہے۔ مجاشع نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ہجرت پر بیعت لیجئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجرت پر بیعت ان لوگوں کے لئے تھی جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ ان پر جہاد ہمیشہ کے لئے جب تک وہ زندہ رہیں لازم تھا اور جو لوگ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں ان پر ہجرت فرض نہیں کیونکہ فتح مکہ کے بعد اسلام کو غلبہ حاصل ہوگیا تھا اور مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے دین و ایمان میں فساد کا احتمال مرتفع ہوگیا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاشع بن مجالد سے فرمایا ہجرت مسلمان کے لئے ختم ہو چکی ہے کیونکہ مجاشع فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور فتح مکہ کے بعد صرف اخلاص نیت اور جہاد باقی رہ گیا ہے۔

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتَّى تَزُوْلَ الشَّمْسُ ''

۲۷۶۳ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا أَبُوْ إِسْحٰقَ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ

سے رہے گا جب تک وہ اللہ سے ڈرتا رہے گا جب اس کے دل میں کسی شی کا شک ہو تو وہ کسی اور آدمی سے پوچھ لے جو اس کی تسلی کر دے۔ عنقریب تم ایسا شخص نہ پاؤ گے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں دُنیا میں جو کچھ گزر چکا ہے اس کی مثال میں صرف یہ ذکر کرتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے پانی کے حوض کی مانند ہے جس کا صاف شفاف پانی تو پی لیا گیا ہے اور گندلا پانی باقی رہ گیا ہے۔

۲۷۶۲ ــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ''أَرَأَيْتَ'' ''أَخْبِرْنِي'' کے معنی میں ہے۔ اس میں تصرف کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ مطلق روئت ذکر کر کے اِخبار مراد لینا دوسرے یہ کہ استفہام ذکر کر کے حکم مراد لینا۔ گویا کہ اس شخص نے کہا مجھے ایسے شخص کا حکم بتائیں جس پر امیر کی اطاعت فرض ہے یا نہیں اگر تو پوچھے کہ اس کا جواب کیا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ وجوب طاعت استثناء یعنی ''الْآمِرَةُ'' سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ درست نہ ہوتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو واجب نہ کرتے اور آپ کا اس دفعہ کا حکم ضرورت پر محمول کیا جاتا جو اس کی علت باعثہ ہوتی۔ ''ثغب'' کا معنی پانی کا گہرا تالاب ہے۔ اس کی جمع ''ثغاب'' ہے۔ حدیث شریف میں دُنیا کی بقاء کو اس گہرے تالاب سے تشبیہ دی جس کا صاف پانی پی لیا گیا ہو اور گندلا پانی باقی رہ گیا ہو۔ یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی بات ہے حالانکہ وہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور انھوں نے بعد میں آنے والے عظیم فتنے نہ دیکھے تھے۔ خدا جانے بعد میں آنے والے فتنوں کے متعلق ان کا اعتقاد کیا ہوتا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع دن میں جنگ نہ کرتے تو اس میں تاخیر کرتے حتی کہ سورج ڈھل جاتا ''

۲۷۶۳ ــــ ترجمہ : ابو نضر سالم مولیٰ عمر بن عُبید اللہ جو ان کے کاتب تھے۔ ان کو عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے خط لکھا جسے میں نے پڑھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز

عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ

۲۷۶۴ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ
الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى
نَاضِحٍ لَنَا قَدْ اَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ مَا لِبَعِيْرِكَ قَالَ قُلْتُ اَعْيٰى
قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ فَمَا
زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ
قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَفَتَبِيْعُنِيْهِ قَالَ
فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعْنِيْ
قَالَ فَبِعْتُهُ اِيَّاهُ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتّٰى اَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ

اور جب آپ کے ساتھ کسی امر پر اکٹھے ہوں تو اجازت لئے بغیر نہیں جاتے " الایة

۲۷۶۴ ـــــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان جنگ میں تھا۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے جبکہ میں پانی بھرنے والے اونٹ
پر سوار تھا جو تھک چکا تھا اور چل نہیں سکتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا
حضور! یہ تھک گیا ہے۔ (یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے ہو کر اس کو ڈانٹا اور اس کے
لئے دعا فرمائی۔ چنانچہ وہ سب اونٹوں کے آگے آگے چلنے لگا (یہ دیکھ کر) آپ نے مجھے فرمایا اپنا اونٹ کیسے
دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا ہو گیا ہے۔ اس کو آپ کی برکت حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے
میرے ہاتھ فروخت کرو گے؟ جابر نے کہا مجھے شرم آئی جبکہ اس کے سوا ہمارے پاس پانی بھرنے والا کوئی
اونٹ نہ تھا۔ تو میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا میرے ہاتھ فروخت کرو تو میں نے اس کو آپ کے ہاتھ
فروخت کر دیا اور یہ شرط کی کہ مدینہ منورہ پہنچنے تک اس پر سواری کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے
حال ہی میں شادی کی ہے اور آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی چنانچہ میں مدینہ منورہ

بَابُ مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسِهِ فِيهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ اخْتِيَارِ الْغَزْوِ بَعْدَ الْبِنَاءِ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْفَزَعِ

۲۷۶۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ ثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

کا معنیٰ تھک گیا چلنے سے عاجز ہو گیا۔ "فقار" کا معنیٰ جانور کی پشت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ماموں نے ان کو ملامت اس لئے کی کہ ان کے پاس اور کوئی اونٹ نہ تھا جس پر پانی بھر سکیں۔ عقد بیع نامناسب شرط سے فاسد ہو جاتا ہے۔ لیکن جابر نے عقدِ بیع کے بعد شرط کی تھی صُلبِ عقد میں شرط نہ کی تھی۔ یہ حدیث کئی بار گزر چکی

باب — جو میدان جنگ میں گیا حالانکہ اس کی نئی شادی ہو

اس کے متعلق حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے

باب — جس نے زفاف کے بعد میدان جنگ میں جانا پسند کیا

اس میں ابو ہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

باب — گبھراہٹ کے وقت امام کا سب سے پہلے آگے جانا

۲۷۶۵ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ مدینہ منورہ میں گبھراہٹ پھیل گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر گئے اور واپس آکر فرمایا ہم نے

بَابُ الْخُرُوْجِ فِی الْفَزَعِ وَحْدَهٗ

بَابُ الْجَعَائِلِ وَالْحُمْلَانِ فِی السَّبِیْلِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ الْغَزْوَ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اُعِیْنَكَ بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَالِیْ قُلْتُ قَدْ اَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَیَّ قَالَ اِنَّ غِنَاكَ لَكَ وَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّكُوْنَ مِنْ مَالِیْ فِیْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَالَ عُمَرُ اِنَّ نَاسًا یَاْخُذُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ لِیُجَاهِدُوْا ثُمَّ لَا یُجَاهِدُوْنَ فَمَنْ فَعَلَهٗ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِمَالِهٖ حَتّٰی نَاْخُذَ مِنْهُ مَا اَخَذَ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَمُجَاهِدٌ اِذَا دُفِعَ اِلَیْكَ شَیْءٌ تَخْرُجُ بِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ وَضَعْهُ عِنْدَ اَهْلِكَ

کہ اس کے بعد کبھی گھوڑوں کے پیچھے نہ رہتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دریا اس لئے فرمایا کہ وہ نہایت ہی سبک رفتار تھا جیسے پانی پر چلتا ہے۔ یہ حدیث کئی بار گزری ہے۔

باب ــــ خوف و ہراس میں تنہا باہر نکلنا"

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ کیونکہ اس عنوان میں ان کی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہیں پائی گئی یا اُنھوں نے عنوان قائم کیا مگر اتفاق سے کوئی حدیث نہیں ملی۔ یا اس سے پہلی حدیث پر اکتفاء کی (کرمانی)

باب ــــ اللہ کی راہ میں مزدوری دینا اور سوار کرنا

مجاہد نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں تو اُنھوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنے کچھ مال سے تمہاری مدد کروں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت وسعت دی ہوئی ہے۔ اُنھوں نے کہا تمہاری مالداری

۲۷۶۷ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ فَقَالَ زَيْدٌ سَمِعْتُ اَبِي يَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَرَأَيْتُهٗ يُبَاعُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْتَرِيْهِ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ ۲۷۶۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهٗ يُبَاعُ فَاَرَادَ اَنْ يَبْتَاعَهٗ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ

۲۷۶۷ — ترجمہ: سفیان نے کہا میں نے مالک بن انس سے سُنا کہ اُنھوں نے زید بن اسلم سے پوچھا تو زید نے کہا میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اللہ کی راہ میں گھوڑا دیا پھر میں نے اس کو دیکھا کہ وہ فروخت ہو رہا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ میں اس کو خرید لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت خریدو اور اپنا صدقہ واپس لو۔

۲۷۶۸ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں گھوڑا دیا تو اُس کو فروخت ہوتا پایا اُنھوں نے ارادہ کیا کہ اُس کو خرید لیں اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

۲۷۶۷ - ۲۷۶۸ — شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا تھا وہ حملان تھا یعنی بطور امداد جہاد کے لئے دیا تھا وہ وقف نہ تھا ورنہ اس کو بیچنا جائز نہ تھا۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اپنا صدقہ واپس نہ لو۔ بھی اس بات کی تائید کرتا ہے کہ وہ گھوڑا وقف نہ تھا بلکہ غازی کی ملک کیا تھا۔

حدیث ۱۴۰۳ – ۱۴۰۴ کا مطالعہ کریں۔

۲۷۷۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَحَمَلْتُ عَلَى بَكْرٍ فَهُوَ أَوْثَقُ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ وَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَهَا وَقَالَ أَيَدْفَعُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ

۲۷۷۰ ترجمہ صفوان بن یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں غزوہ تبوک میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے اپنا نوجوان اونٹ سواری کے لئے دے دیا جو میرے خیال میں میرا مضبوط تر عمل تھا تو میں نے ایک مزدور کرایہ پر لیا وہ ایک آدمی سے لڑ پڑا تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ چبا لیا دوسرے نے جھٹکا دے کر اپنا ہاتھ اس کے منہ سے نکالا تو اس کے اگلے دو دانت نکال دیئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لغو قرار دیا اور فرمایا کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں ڈالے رکھتا کہ تو اس کو چباتا رہتا جیسے اونٹ گھاس چباتا ہے۔

۲۷۷۰ شرح : اس باب میں مزدور کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ اس کو جہاد میں غنیمت میں سے حصہ ملے گا یا نہیں حسن بصری اور محمد بن سیرین نے کہا کہ اگر کوئی کرایہ پر جہاد میں جائے تو اس کو غنیمت میں سے حصہ دیا جائے۔ اور اگر سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب اجیر لڑے تو اس کو حصہ دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ اور اگر کسی کو جہاد کرنے کے لئے کرایہ پر لیا تو احناف اور مالکیہ کے مذہب میں مزدور کو غنیمت سے حصہ نہ دیا جائے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر امام مزدور کو دینا چاہے تو صرف اس کی اُجرت دے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ اس مزدور کے لئے ہے جس پر جہاد فرض نہیں لیکن آزاد شخص جو بالغ ہو جب وہ صفِ قتال میں حاضر ہو تو اس پر جہاد واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ اُجرت کا مستحق نہیں رہتا۔۔ عطیہ بن قیس نے جو اجارہ کیا تھا وہ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کے مذہب میں جائز نہیں کیونکہ مجہول اجارہ ہے۔ البتہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو جائز کہتے ہیں۔

حدیث ۲۱۲۳ کی شرح دیکھیں۔

۲۷۷۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ فَقَالُوا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ —

کے بعد ذکر کیا کہ جھنڈوں کے الوان مختلف اوقات میں تھے۔ لہذا ان میں تضاد نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۷۷۲ — ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کی آنکھ میں درد تھا۔ اُنھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہوں گا؟ چنانچہ وہ باہر نکلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے جب اس رات کی شام ہُوئی جس کی صبح میں خیبر کو فتح کیا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس آدمی کو کل جھنڈا دوں گا یا فرمایا یہ جھنڈا کل وہ آدمی پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علی آ گئے ہیں حالانکہ ہم کو اُن کے آنے کی اُمید نہ تھی لوگوں نے کہا یہ علی ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا اور ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔

۲۷۷۲ — شرح: اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے غیب کی خبر دی کہ کل علی کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا! چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔

حدیث ع ۲۷۴۴ کی شرح دیکھیں

۲۷۷۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا

۲۷۷۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے اور رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کُنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ ابوہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے اور تم وہ خزانے نکال رہے ہو،،

۲۷۷۴ — شرح : اس حدیث میں ایک ماہ کا ذکر ہے کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے بڑے بادشاہوں کے درمیان ایک ماہ سے زیادہ مسافت نہ تھی۔ چنانچہ شام، عراق، مصر اور یمن وغیرہ سب مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ،، ایک ماہ یا اس کے کم مسافت واقع ہیں۔ یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کے دلوں میں آپ کا رعب جما رکھا ہے۔ اور وہ رعب کے باعث آپ سے جنگ کرنے کی ہمت نہ رکھتے تھے۔ اور جنگ کے بغیر علاقہ فتح ہوجاتا مسلمانوں کو وہاں گھوڑے اونٹ نہ دوڑانے پڑتے اور ان کا مال بصورتِ فیٔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آجاتا تھا۔ طبرانی نے ابوامامہ باہلی سے روایت میں دو ماہ کو ذکر کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ماہ کی مسافت میرے آگے اور ایک ماہ کی مسافت میرے پیچھے دشمن مرعوب ہیں۔ دو مہینوں کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خصوصیات عطاء فرمائی ہیں جن میں اور کوئی شریک نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم کافروں کے دلوں میں رُعب ڈال دیں گے کیونکہ اُنھوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ بہت سے لوگ ایک ماہ کی مسافت میں بادشاہوں سے ڈرتے ہیں تو تخصیص کی وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب محض خوف ہی سے نہیں بلکہ اللہ کی مدد نصرت سے ہے جس کی ہیبت دشمنوں کے دلوں میں ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے اور ان میں سے کچھ نہ لیا بلکہ جو کچھ پایا وہ تم میں تقسیم کردیا اور ان میں تم کو ترجیح دی پھر تم آپ کے وعدہ کے مطابق وہ خزانے نکال رہے ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قَالَ اَخْبَرَنِی اَبِی قَالَ هِشَامٌ وَحَدَّثَتْنِی اَيْضًا فَاطِمَةُ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی بَيْتِ اَبِی بَكْرٍ حِيْنَ اَرَادَ اَنْ يُّهَاجِرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهٖ وَلَا لِسِقَائِهٖ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهٖ فَقُلْتُ لِاَبِی بَكْرٍ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُ شَيْئًا اَرْبِطُ بِهٖ اِلَّا نِطَاقِی قَالَ فَشُقِّيْهِ بِاثْنَيْنِ فَارْبِطِی بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ وَبِالْاٰخَرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ ۲۷۷۷ ــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا

۲۷۷۶ ــ ترجمہ : فاطمہ نے بیان کیا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا جبکہ آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا اسماء نے کہا ہم نے طعام اور پانی کے برتن باندھنے کے لئے کوئی شئی نہ پائی جس سے وہ باندھیں تو میں نے ابوبکر سے کہا بخدا! میں کوئی چیز نہیں پاتی جس کے ساتھ (طعام اور پانی کے برتن) باندھوں۔ لیکن یہ میرا کمربند ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے دو ٹکڑے کر دو ان میں سے ایک کے ساتھ مشکیزہ باندھو اور دوسرے کے ساتھ توشہ دان باندھ دو میں نے ایسا ہی کیا اسی لئے مجھے ذاتِ نطاقین کہا جاتا ہے۔ فاطمہ منذر کی بیٹی اور ہشام کی بیوی ہے۔

۲۷۷۶ ــ شرح : سفرہ وہ طعام ہے جس کو مسافر سفر میں لے جاتے ہیں وہ عموماً چمڑے کے بنے ہوئے توشہ دان میں رکھا جاتا ہے اور طعام کا جلد (چمڑے) پر اطلاق کیا گیا ہے۔ اور یہ اسماءِ منقولہ سے ہے جیسے مزادہ کو راویہ کہا جاتا ہے۔ نطاق کا معنی یہ ہے کہ عورت کپڑے پہنتی ہے۔ پھر اپنی کمر کو کسی شئی سے باندھتی ہے۔ اور وسط کپڑا اُٹھا کر نیچے لٹکا دیتی ہے۔ تاکہ کاروبار کے وقت اپنے دامن میں پھسل نہ پڑے اسی لئے اسماء کو ذاتِ نطاقین کہا جاتا ہے کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔

۲۷۷۷ ــ ترجمہ : عطاء نے کہا کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قربانی کا گوشت مدینہ منورہ تک لے جاتے تھے۔

۲۷۷۷ ــ شرح : اس حدیث کا مدلول بھی یہی ہے کہ سفر میں طعام وغیرہ لے جانا مستحسن ہے جیسے اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ ہم نے توشہ دان اور پانی کا مشکیزہ باندھنے کے لئے کوئی شئی نہ پائی تو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے نطاق کے دو ٹکڑے کر دیئے اور

۲۷۷۹ ـــــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَفَّتْ أَزْوَادُ النَّاسِ وَأَمْلَقُوا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ـــــ

۲۷۷۹ ـــــ ترجمہ : یزید بن ابی عُبَید نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا لوگوں کے توشے کم ہوگئے اور خالی ہاتھ ہوگئے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اونٹ نحر کرنے کی اجازت لینے آئے آپ نے اُن کو اجازت دے دی ان کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملے تو اُنھوں نے واقعہ بیان کیا تو اُنھوں نے کہا اُونٹوں کے بعد تمہاری بقاء کیسے ہوگی پھر عمر فاروق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! اونٹوں کے نحر ہوجانے کے بعد لوگوں کی بقاء کیسے ہوگی؟* آپ نے فرمایا لوگوں میں اعلان کرو کہ بچے ہُوئے توشے لے آئیں تو آپ نے ان کھانوں پر برکت کی دُعاء فرمائی پھر ان کو برتنوں سمیت بلایا تو سب لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے حتی کہ جب وہ برتن بھر کر فارغ ہوگئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور میں اللہ کا رسُول ہُوں۔

* کہ نقال کیا صورت ہوگی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں

۲۷۷۹ ـــــ شرح . سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ" اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ معجزہ کا ظہور رسالت کی تائید کرتا ہے کیونکہ معجزات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی صداقت پر شہادت کے موجب ہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے پر دعاء کرنا مستحب ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ذکر کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مَنْ أَطْعَمَهُ

بَابُ اِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ اَخِيْهَا

۲۷۸۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْاَسْوَدِ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ اَصْحَابُكَ بِاَجْرِ حَجٍّ وَّعُمْرَةٍ وَلَمْ اَزِدْ عَلَى الْحَجِّ فَقَالَ لَهَا اذْهَبِيْ وَلْيُرْدِفْكِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَاَمَرَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ اَنْ يُّعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ فَانْتَظَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَعْلٰى مَكَّةَ حَتّٰى جَاءَتْ

۲۷۸۲ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ قَالَ اَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُرْدِفَ عَائِشَةَ فَاُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ

اپنا زادِ راہ کندھوں پر اُٹھایا ہوا تھا قولہ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا الخ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جس وقت ہم نے ایک کھجور بھی نہ پائی تو اس کو نہ پانے سے ہم غمزدہ ہوگئے۔ اور کھجور کا فقدان ہمارے غم میں مؤثر ہوا۔ حدیث ع ۲۳۲۰ کی شرح دیکھیں۔

باب — عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا،،

۲۷۸۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ! آپ کے صحابہ حج اور عمرہ دونوں کا ثواب لے کر واپس جا رہے ہیں اور میں نے حج سے زائد کچھ نہیں کیا تو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا تم جاؤ اور عبدالرحمٰن تم کو اپنے پیچھے بٹھالیں اور آپ نے عبدالرحمٰن کو حکم دیا کہ ان کو (ام المؤمنین) تنعیم سے عمرہ کرائیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ مکہ میں ان کا انتظار کیا حتیٰ کہ وہ تشریف لے آئیں

بَابُ الرِّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ

۲۷۸۴ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اَبُوْصَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى اِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ وَرَآءَهٗ

۲۷۸۵ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ ثَنَا يُوْنُسُ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهٗ بِلَالٌ وَّ مَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰى اَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّاْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ فَمَكَثَ فِيْهَا نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَآءَ الْبَابِ

۲۷۸۳ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں سواری پہ ابوطلحہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور لوگ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ تلبیہ کہہ رہے تھے (یہ حدیث کئی بار گزری ہے)

باب ـــ گدھے پر پیچھے بٹھانا "

۲۷۸۴ ـــ ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس کی زین پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی اور اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔

۲۷۸۵ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

بَابُ مَنْ اَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهٖ

۲۷۸۶ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَابَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ

باب — جس نے رکاب یا اس جیسی کسی شئی کو تھاما

۲۷۸۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کے ہر جوڑ پر ہر روز جس میں سورج طلوع کرے صدقہ ہے۔ دو شخصوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے۔ کسی شخص کا اس کے جانور پر سامان لاد دینا صدقہ ہے۔ اچھا کلام کرنا صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے اُٹھائے صدقہ ہے۔ راستہ سے کانٹے علیحدہ کرنا صدقہ ہے۔

۲۷۸۶ — شرح : کسی شخص کی اعانت کرنا اس کی رکاب وغیرہ پکڑنے کو شامل ہے۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مُطابق ہے۔ "سُلامٰی" دراصل اونٹ کے پاؤں میں ہڈی ہے۔ اس میں واحد اور جمع مساوی ہیں اس کی جمع کبھی سلامیات بھی آجاتی ہے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ہر چھوٹی ہڈی جو اندر سے خالی ہو وہ سُلَامیٰ ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر شخص پر اس کے اعضاء کے جوڑوں کی تعداد کے مطابق صدقہ واجب ہے تاکہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے اس کی ہڈیوں کے جوڑ بنائے ہیں تاکہ اعضاء کو ادھر ادھر پھیر سکے سارے اعضاء میں سے جوڑوں کی تخصیص اس لئے ہے کہ ان میں وہ باریکیاں ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ قولہ "یَعْدِلُ" بتقدیر اَنْ مبتداء ہے جیسے تَسْمَعُ بِالْمُعَيْدِیِّ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَرَاهُ" میں تَسْمَعُ مبتداء ہے۔

حدیث ع۲۶۹۲ کی شرح دیکھیں "

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الْحَرْبِ

۲۷۸۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِيْ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا هٰذَا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ فَلَجَأُوْا اِلَى الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ وَاَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

امام بخاری رحمہ اللہ تعالٰی کا مقصد یہ ہے کہ ممکن ہے کہ دشمن قرآن لے کر بے ادبی کرے۔ دراصل قرآن کریم کو ساتھ لے کر دشمن ملک میں سفر کرنے کی ممانعت عام حالات میں نہیں، یہ صرف ان فوجی لشکروں کے لئے ہے جو دشمن کی طرف سے خطرات میں گھرے ہوں اور اگر مسلمانوں کا لشکر جرار ہو تو اس وقت بے ادبی کا خطرہ نہیں لہٰذا اس حال میں قرآن ساتھ لے کر سفر کرنا جائز ہے۔ نیز صحابہ کرام تمام تو حافظِ قرآن نہ تھے اس لئے وہ ایک دوسرے کو قرآن پڑھاتے تھے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ بعض کے پاس قرآن کریم ہو اور اس سے دیکھ کر پڑھتے پڑھاتے ہوں۔ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے امام مالک رحمہ اللہ تعالٰی نے عدمِ جواز میں چھوٹے بڑے لشکر میں کوئی فرق نہیں کیا۔ واللہ تعالٰی ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ جنگ کے وقت تکبیر کہنا

۲۷۸۸ــــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر صبح کے وقت حملہ کیا جبکہ یہودی کسیاں اپنے کندھوں پر رکھے باہر نکل رہے تھے۔ جب اُنھوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" اور لشکر، محمد" صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سمیت آگئے اور وہ سب قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے"، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا "اللہ اکبر"، خیبر تباہ ہوگیا ہم جب کسی قوم کے میدان میں ڈیرے ڈال دیں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ

۲۷۸۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ

باب — تکبیر کہنے میں زیادہ بُلند آواز کرنا مکروہ ہے

۲۷۸۹ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ہم جب کسی وادی پر چڑھتے تو لا الہ الا اللہ پڑھتے اور اللہ اکبر کہتے ہماری آوازیں زیادہ بُلند ہوگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں کو آرام دو اور میانہ روی اختیار کرو تم کسی بہرے کو نہیں بُلا رہے ہو اور نہ ہی کسی غائب کو پُکار رہے ہو۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے وہ سننے والا قریب ہے اس کا نام برکت والا اور اس کی بزرگی بہت بُلند ہے ''

۲۷۸۹ — شرح : اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر اور دعا میں بلند آواز کرنے کو منع فرما دیا تھا۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ دراصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آوازیں بہت ہی بُلند کر دی تھیں اور جب اُنھوں نے رفع اصوات میں مبالغہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کر دیا۔ لیکن مبالغہ کی نفی سے اصل شئی کی نفی نہیں ہوتی لہٰذا ذکر اور دُعاء کے وقت آواز بلند کرنا جائز ہے لیکن اتنی بلند نہ ہو کہ حاضرین کو تشویش میں ڈال دے۔ چنانچہ '' رفع الذکر بعد الصلوٰۃ '' کے باب میں ابن عباس سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا جب میں اپنے گھر میں ہوتا اور بلند آواز سے ذکر سُنتا تو میں پہچان لیتا کہ جماعت ہو چکی ہے بعض لوگ نماز کے بعد بلند ذکر کو اس لئے منع کرتے ہیں کہ نمازی کے پاس باتیں نہیں کرنی چاہئیں حالانکہ یہ تعلیل بیمار ہے کیونکہ حدیث شریف میں باتیں کرنے والوں کے پاس نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور یہ کہنا نہایت ہی کمزور ہے کہ نمازی کے پاس بُلند آواز سے قرآن پڑھنا ممنوع ہے لہٰذا ذکر بالجہر بھی منع ہے۔ حالانکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ قرآن پڑھنا اگرچہ مسنون ہے لیکن اگر قرآن

بَابُ التَّكْبِيْرِ إِذَا عَلَا شَرَفًا

۲۷۹۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا

۲۷۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنِي عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الْغَزْوِ يَقُوْلُ كُلَّمَا أَوْفٰى عَلٰى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ قَالَ صَالِحٌ فَقُلْتُ لَهٗ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ لَا

باب — جب اُونچی جگہ چڑھے تو تکبیر کہے

۲۷۹۱ — ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم بلند جگہ چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نیچی جگہ اُترتے تو تسبیح کہتے تھے۔

۲۷۹۲ — ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حج یا عمرہ کرکے واپس ہوتے۔ میرا گمان ہے کہ اُنھوں نے یہ کہا کہ جب جنگ سے واپس آتے تو جب بھی کسی اُونچی جگہ پر چڑھتے یا نشیب مقام میں اُترتے تو تین بار اللہ اکبر فرماتے پھر فرماتے " اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی

بَابُ السَّیْرِ وَحْدَہٗ

۲۷۹۴ــ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ نَدَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّاسَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَیْرُ ثُمَّ نَدَبَہُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَیْرُ ثُمَّ نَدَبَہُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَیْرُ ثَلٰثًا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یزید بن ابی کبشہ ایک دفعہ ہم سفر تھے اور یزید سفر میں روزہ سے ہوتے تھے تو ان کو ابو بردہ نے کہا میں نے ابو موسیٰ کو کئی بار یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص بیمار ہوجائے یا سفر میں جائے تو جتنی عبادت وہ اقامت اور صحت کی حالت میں کیا کرتا تھا اس کے لئے اس جیسی عبادت لکھی جاتی ہے۔

۲۷۹۳ــ شرح : یعنی جب کوئی شخص صحت وسکونت کے زمانہ میں جو عبادت کیا کرتا تھا اگر وہ بیمار ہوجائے یا سفر میں چلا جائے اور وہ بیماری یا سفر کے باعث بالفعل عبادت نہ کرسکے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کے لئے اتنی عبادت لکھنے کا حکم دیتا ہے جتنی وہ بحالت صحت وسکونت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ابوداؤد نے عوام بن حوشب کے ذریعہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب کوئی شخص نیک عمل کرے پھر وہ بیمار ہوجائے یا اس کو سفر درپیش ہو اور وہ بدستور نیک عمل نہ کرسکے جو بحالت صحت وسکونت کیا کرتا تھا۔ تو اس کے لئے وہ عمل لکھا جاتا ہے جو صحت وسکونت کی حالت میں کرتا تھا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرفوع روایت کی کہ جب کوئی مسلمان جسمانی مرض میں مبتلا ہوجائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتہ سے فرماتا ہے اس کا عمل بدستور لکھتے رہو جو وہ صحت یا سکونت کی حالت میں کرتا تھا۔ اگر اس کو شفا ہوجائے تو گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اگر اس کو فوت کردے تو اس کو بخش دیتا ہے۔ امام نسائی نے اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی کہ اُنھوں نے فرمایا جو کوئی رات کو بیدار ہوکر نماز پڑھا کرتا ہو اگر وہ بیمار ہوجائے یا اس پر نیند کا غلبہ ہوجائے تو اس کو بدستور رات کی نماز کا ثواب حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اور اس کی نیند اس پر صدقہ بن جاتی ہے (عینی) واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــ جو کوئی رات میں تنہا سفر کرے

۲۷۹۴ــ ترجمہ : محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے

بَابُ السُّرعَةِ فِي السَّيرِ

وَقَالَ اَبُو حُمَيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي مُتَعَجِّلٌ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيَتَعَجَّلْ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ الْحَدِيْث

۲۷۹۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِي اَبِي قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ كَانَ يَحْيٰى يَقُولُ وَاَنَا اَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّي عَنْ مَسِيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ

خوف زدہ انسان کو مہیب کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں مختلف وساوس ڈالتے ہیں اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ رات کے اندھیرے میں بچوں کو باہر پھرنے سے روکیں اس کے باوجود تنہا سفر کرنا حرام نہیں البتہ مکروہ ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ وطن کی طرف واپس ہونے کے وقت تیز رفتاری

ابوحمید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مدینہ منورہ جلدی جانا ہے۔ جو کوئی میرے ساتھ جلدی جانا چاہے تو وہ جلدی کرے "

۲۷۹۷ ـــ ترجمہ : ہشام بن عروہ نے کہا مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حجۃ الوداع میں رفتار کے متعلق پوچھا گیا۔ یحیٰی کہتے تھے اور میں سن رہا تھا اور مجھ سے یہ ساقط ہو گیا" اور اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی رفتار سے چلتے تھے۔ اور جب وسیع میدان پاتے تو رفتار تیز کر دیتے تھے "نص" درمیانی رفتار سے تیز رفتار ہے "

۲۷۹۷ ـــ شرح : یعنی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محمد بن مثنیٰ نے کہا اور یحیٰی نے عروہ

۲۷۹۹ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ نَوْمَہٗ وَطَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ فَاِذَا قَضٰی اَحَدُکُمْ نَھْمَتَہٗ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَھْلِہٖ

بَابٌ اِذَا حَمَلَ عَلٰی فَرَسٍ فَرَاٰھَا تُبَاعُ

۲۸۰۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَوَجَدَہٗ یُبَاعُ فَاَرَادَ اَنْ یَّبْتَاعَہٗ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْہُ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِكَ۔

۲۷۹۹ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا حصہ ہے تم میں سے کسی کی نیند اور کھانے پینے سے روک دیتا ہے جب تم میں سے کوئی اپنی حاجت پوری کرے تو اپنے گھر جلدی واپس آجائے۔

۲۷۹۹ــــ شرح : یعنی سفر میں نہ تو نیند ہی پوری ہوتی ہے اور نہ ہی کھانے پینے میں کوئی مزا ہوتا ہے۔ جبکہ اس میں تعب و مشقت ہوتی ہے گرمی سردی کی صعوبت برداشت کرنا ہوتی ہے۔ رات کو چلنا، خوف و ہراس اور اہل و اولاد اور وطن کی مفارقت اور بھی پریشانی پیدا کرتی ہے۔ ان حالات میں طبع کا مقتضیٰ یہی ہے کہ جب ضرورت و حاجت پوری ہو جائے جس کے لئے سفر کیا تھا تو جلدی گھر واپس آجائے "نہمۃ" کا معنی حاجت اور مقصد ہے"

باب ــ جب کسی کو گھوڑا دے دیا پھر اس کو دیکھا کہ وہ فروخت ہو رہا ہے"

۲۸۰۰ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق

بَابُ مَا قِيلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الْإِبِلِ

٢٨٠٣ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا أَنْ لَا تَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ

بن عمرو کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تیرے والدین زندہ ہیں اس نے کہا جی ہاں ۔ آپ نے فرمایا ان کی خدمت میں کوشش کرو (یہی تمہارا جہاد ہے)

۲۸۰۲ ـــ شرح : جہاد کے لئے جانے میں والدین کی اجازت حاصل کرنے میں اختلاف ہے اسی لئے باب کے عنوان کا حکم بیان نہیں کیا۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مسلک ہے کہ جب تک جہاد کی ضرورت اشد نہ ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نہ جائے اگر دشمن حملہ کر دے تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ اس وقت سب پر واجب ہے اور والدین کی اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ ابن حزم نے کہا اگر کسی کے جہاد میں جانے سے والدین ضائع ہوتے ہوں تو بالاتفاق اس کا فرض ساقط ہو جاتا ہے ورنہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ والدین کی اجازت ضروری ہے۔ دادے دادیاں بھی اسی پر قیاس کی جاتی ہیں اگر والدین کافر ہوں تو جہاد اگرچہ فرض عین نہ ہو ان کی طاعت نہ کرے کیونکہ اس وقت ان کی اطاعت معصیت ہے "وَلَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ" اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے والدین میں جہاد کر۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو حکم کرنا اس بات کا مقتضی ہے کہ والدین کی رضامندی ضروری ہے۔ لہٰذا ان کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نہ نکلے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کی تعظیم کرنا بہت ضروری ہے اور ان کی رضامندی ثواب کا دارومدار ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ اونٹ کے گلے میں گھنٹی وغیرہ باندھنا

۲۸۰۳ ـــ ترجمہ : عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ ابو بشر انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان

بَابُ مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً أَوْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ

۲۸۰۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ ۔

باب — جس شخص کا نام لشکر میں لکھا گیا اور اس کی بیوی حج کرنے نکلی یا اسے کوئی عذر ہو۔ کیا اس کو اجازت دی جائے گی —؟"

۲۸۰۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کوئی شخص اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا نام فلاں فلاں غزوہ (جہاد) میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لئے روانہ ہوئی تو آپ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

۲۸۰۴ — شرح : "محرم" وہ شخص ہے جس کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ نکاح حرام ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا نام جہاد میں لکھا جائے اور اس کی بیوی حج کے لئے روانہ ہو تو ایسے شخص کے لئے حج کرنا جہاد سے افضل ہے۔ کیونکہ اس کے نفلی حج میں اس کی بیوی کے فرض حج کی تکمیل ہے۔ اور ان دونوں (نفل و فرض) کا اجتماع محض جہاد سے افضل ہے جو اس کے بغیر بھی سرانجام پا سکتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ فوجیوں کے نام رجسٹر میں درج ہونے چاہئیں اور امام کو رعیت کی مصلحت کا خیال رکھنا چاہیے۔ حدیث ۱۷۴۲ کی شرح دیکھیں۔

حَاطِبُ بْنِ اَبِی بَلْتَعَةَ اِلٰی اُنَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ یُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَیَّ اِنِّیْ كُنْتُ امْرَاً مُلْصَقًا فِیْ قُرَیْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِّنْ اَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ یَحْمُوْنَ بِهَا اَهْلِیْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِیْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِیْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ یَدًا یَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِیْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَّلَا ارْتِدَادًا وَّلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِیْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰی اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَقَالَ سُفْیٰنُ وَاَیُّ اِسْنَادٍ هٰذَا

فرمایا ۔ اے حاطب! یہ کیا بات ہے ۔ حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر جلدی نہ کریں میں قریش میں باہر سے آکر رہ رہا ہوں ان کے خاندان سے نہیں ہوں اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان سب کی مکہ مکرمہ میں رشتہ داریاں ہیں جن کے سبب وہ ان کے اہل و اولاد اور ان کے اموال کی حفاظت کرتے ہیں میں نے یہ اچھا سمجھا کہ اگر ان میں میری نسب نہیں ہے تو میں ان پر کوئی احسان دھروں جس کے سبب وہ میرے قرابتداروں کی حفاظت کریں گے میں نے یہ کفر کے سبب نہیں کیا اور نہ ہی میں دین اسلام سے پھرا ہوں اور نہ ہی اسلام کے بعد کفر کے ساتھ رضامندی سے کیا ہے ۔ (یہ سن کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اس نے تم سے سچ کہا ہے ۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑ دیجیے میں اس منافق کی گردن اڑاؤں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ یہ شخص جنگ بدر میں حاضر تھا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو دیکھ کر فرمایا (اے جنگ بدر میں حاضر ہونے والو) جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے ۔ سفیان نے کہا یہ اسناد اچھا ہے ۔

شرح: "خاخ" مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام ہے "ظعینہ" اس عورت کو کہا جاتا ہے جو ہودج میں ہو کیونکہ وہ شوہر کے چلانے

—۲۸۰۵—

بے اس کو کپڑے وغیرہ اور دیگر اشیاء دیں۔ حاطب بن بلتعہ اس عورت کے پاس آئے اور اس کو ایک رقعہ دیا جس میں لکھا تھا کہ مسلمان مکہ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں تم نے احتیاط سے رہنا ہوگا اور اس کو دس دینار بھی دیئے۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی تو آپ نے حضرت علی عمار بن یاسر، زبیر، طلحہ اور مقداد بن اسود اور ابو مرثد غنوی کو بھیجا اور یہ تمام حضرات گھوڑے کی سواری کرنے میں خوب مہارت رکھتے تھے آپ نے ان سے فرمایا روضہ خاخ جاؤ وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے جو مشرکوں کو لکھا گیا ہے۔ وہ لے آؤ اور اس عورت کو کچھ نہ کہنا اور اگر وہ رقعہ دینے سے انکار کرے تو اس کو قتل کر دینا اور تفسیر نسفی میں ہے کہ بدر کی فتح کے بعد سارہ مکہ سے مدینہ منورہ پہنچی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ آپ فتح مکہ کی تیاری کر رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے؟ اُس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا ہجرت کر کے آئی ہو؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تو کیسے آئی ہے؟ اُس نے کہا میرے آقا سارے بدر کی جنگ میں قتل ہو چکے ہیں اور میں سخت محتاج ہو گئی ہوں میں آپکے پاس اپنی حاجت لے کر آئی ہوں کہ مجھے عطایا سے نوازیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد المطلب اور بنی مطلب کو اس کی مدد کے لئے توجہ دلائی اور اس کو بہت عطایا عنایت کئے پھر اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ گئے اور اس کو رقعہ دیا کہ وہ مکہ میں مشرکوں تک پہنچا دے اور اس کو دس دینار دیئے اور بھی سامان وغیرہ دیا حاطب نے رقعہ میں یہ لکھا تھا اے مکہ والو خبردار ہو جاؤ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حملہ کرنے والے ہیں اپنا انتظام کر لو بہرکیف مفسرین نے خط کے مختلف الفاظ ذکر کئے ہیں جن میں اُنھوں نے یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ رقعہ بھیج کر حاطب نے مکہ والوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے خبردار کرنا چاہا تھا۔ اور یہ جاسوسی ہے جس کے لئے باب کا عنوان وضع کیا گیا ہے۔ اور اس عورت کو مسلمان کہنا اور جملہ صحابیات میں سے شمار کرنا بہت مشکل معاملہ ہے۔ تحقیق یہی ہے کہ وہ عورت کافرہ تھی اور جن مشرکوں کو حاطب نے خط لکھا تھا وہ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل تھے طبری نے کہا حاطب بن ابی بلتعہ سے یہ سخت لغزش ہوئی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے " اَقِیْلُوْا ذَوِی الْھَیْئَاتِ عَثَرَاتِھِمْ" کے تحت جب اس کا باطن صحیح دیکھا تو اس کو معاف کر دیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ ہم ظاہری امور پر مامور ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے بھی معاف کر دیا تھا کہ وہ جنگ بدر میں شریک تھے اور اہل بدر سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا " جو چاہو کرو اللہ نے تم کو بخش دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد مستقبل میں ہونے والے ذنوب مغفور ہیں کیونکہ " اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ" جو چاہو کرو مستقبل سے ہی متعلق ہے اور حاطب کا واقعہ اس کی تائید کرتا ہے۔ بعض شراح حدیث نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ یہ خطاب اکرام و تشریف کے لئے ہے جس کے ضمن میں یہ بات ہے کہ ان حضرات میں ایسی حالت پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ان کے پہلے گناہ معاف ہو گئے اور وہ اس لائق ہو گئے کہ ان کے ہونے والے گناہ بھی معاف ہو جائیں اور یہ معنی نہیں کہ ان کے ہونے والے گناہ فی الحال معاف کر دیئے گئے ہیں۔ بلکہ ان میں یہ صلاحیت پیدا ہو گئی ہے کہ اگر ان سے

بَابُ فَضْلِ مَنْ اَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ رَجُلٌ

۲۸۰۷ —— حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ اَخْبَرَنِيْ سَهْلٌ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطٰى فَغَدَوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوْهُ فَقَالَ اَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ ∴ وَدَعَالَهٗ فَبَرَاَ كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ فَقَالَ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمُرُ النَّعَمِ

(حاشیہ: فبصق في عينيه)

جبکہ عبداللہ کا قد بھی لمبا تھا۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احسان کا بدلہ اس وقت اتارا جبکہ عبداللہ مرا معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد بھی احسان اُتارا جاتا ہے (حدیث ع ۱۲۷۱ کی شرح دیکھیں)

باب — اس شخص کی فضیلت جس کے ہاتھ پر کوئی شخص مسلمان ہو "

<u>۲۸۰۷</u> —— ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خیبر کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ لوگ رات بھر انتظار میں رہے کہ کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے۔ صبح کو وہ سب آئے اور وہ سب اس کے اُمیدوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی کہاں ہے۔ تو عرض کیا گیا ان کو آشوب چشم ہے (ان کی آنکھیں دکھتی ہیں) آپ نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب ڈالا اور اُن کے لئے دعا

بَابُ فَضْلِ مَنْ اَسْلَمَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ

۲۸۰۹ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا صَالِحُ ابْنُ حَيٍّ اَبُوْ حَسَنٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ ثَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ سَمِعَ اَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ اَلرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْاَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ اَدَبَهَا ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ اَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْ كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ اٰمَنَ بِالنَّبِيِّ فَلَهُ اَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ حَقَّ اللّٰهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهٖ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَاَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْ اَهْوَنَ مِنْهَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ

باب — اہل کتاب میں سے مسلمان ہونے والے کی فضیلت

۲۸۰۹ — ترجمہ: ابوبردہ نے بیان کیا کہ انھوں نے اپنے والد سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشخاص ہیں جن کو دوگنا ثواب ملے گا۔ اول وہ شخص جس کی لونڈی ہو وہ اس کی تعلیم و تربیت کرے اور اچھی تعلیم دے اور اس کو ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرے اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔ دوسرا اہل کتاب کا مومن شخص ہے جو پہلی کتاب پر ایمان لایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس کو دوگنا ثواب ملے گا تیسرا وہ غلام ہے جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا مخلص ہو۔ پھر شعبی نے کہا میں نے تم کو یہ مسئلہ کسی شئی کے عوض کے بغیر بتادیا ہے حالانکہ اس سے چھوٹی بات میں لوگ مدینہ منورہ کا سفر کیا کرتے تھے۔

۲۸۰۹ — شرح: یعنی تین اشخاص ہیں جن کو دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے ایک وہ شخص جو اہل کتاب سے ہے لفظِ کتاب مفہوم کے اعتبار سے اگرچہ تورات و انجیل سے عام ہے لیکن شریعت کے استعمال میں یہ تورات و انجیل کے ساتھ خاص ہے کیونکہ بعثت کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی اہلِ کتاب نہ پایا جاتا تھا۔ یعنی جو شخص بعثت سے پہلی نصرانی ہوچکا تھا

بَابُ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ فَيُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ بَيَاتًا لَيْلًا لَنُبَيِّتَنَّهُ لَيْلًا بَيَّتَ لَيْلًا

۲۸۱۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ قَالَ مَرَّبِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ وَسُئِلَ عَنْ اَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَآئِهِمْ وَذَرَارِيِهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَاحِمٰى اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ثَنَا الصَّعْبُ فِي الذَّرَارِيِّ وَكَانَ عَمْرٌو يُحَدِّثُنَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرٌو هُمْ مِنْ اٰبَائِهِمْ

باب — دارالحرب والوں پر شبخون کیا جائے اور ان کے بچے اور اولاد ہلاک کی جائے،،

بَیَاتٌ کا معنی رات ہے

۲۸۱۰ — ترجمہ: صعب بن جثّامہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابواء یا ودّان کے مقام پر میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم گزرے تو حربی مشرکوں کے متعلق آپ سے پوچھا گیا جن پر رات کو حملہ کیا جائے اور ان کی عورتیں اور بچے ہلاک ہو جائیں آپ نے فرمایا وہ مشرکوں میں سے ہیں۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا چراگاہ صرف اللہ اور اس کے رسُول کی ہے۔ زہری نے کہا

بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ

۲۸۱۱ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُوْلَةً فَاَنْكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ

بَابُ قَتْلِ النِّسَآءِ فِي الْحَرْبِ

۲۸۱۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي اُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُوْلَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهٰى رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ

شخص بنجر زمین کو دیکھتا تو وہاں کتے کو بھونکاتا تو جہاں تک اس کے بھونکنے کی آواز جاتی اس پر قبضہ کر لیتا اور کسی کو اس کے قریب نہ آنے دیتا تھا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا اور حمیٰ کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔ البتہ وہ زمین جو جہاد کے گھوڑوں اور اونٹوں کے کام آتے یا زکوٰۃ کے جانور وہاں رکھے جائیں وہ اس سے خارج ہے۔ جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے جانوروں اور جہاد کے گھوڑوں کے لئے علیحدہ زمین مقرر کر رکھی تھی۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حمیٰ کا معنیٰ منع ہے۔ یعنی جس زمین کا کوئی شخص مالک نہ ہو اس کا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی مالک ہیں یا جو ان کے قائم مقام ہوں اور وہی اس سے لوگوں کو منع کر سکتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — لڑائی میں بچوں کو قتل کرنا

۲۸۱۱ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ ایک جنگ میں ایک عورت مقتولہ پائی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کر دیا۔

٢٨١٤ — ترجمہ : عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں
کو جلا دیا ابن عباس کو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے کہا اگر میں ہوتا ہے تو ان کو نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب جیسا عذاب نہ دو البتہ میں ان کو قتل کرتا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو کوئی دینِ اسلام کو تبدیل کرے اس کو قتل کردو ،،

٢٨١٣ — ٢٨١٤ — شرح : مہلب نے ذکر کیا کہ آگ سے جلانے سے نہی تحریم
کے لئے نہیں - یہ صرف اللہ تعالیٰ کے حضور بطور تواضع
ہے - عدمِ تحریم کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چوری کرنے والوں کی آنکھوں میں لوہے کی
گرم سلائیں ڈالی تھیں - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں مدینہ منورہ میں فجاہ کو
آگ سے جلا دیا تھا - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو آگ سے جلا دیا تھا - مدینہ منورہ کے اکثر علماء کہتے
ہیں کہ قلعوں میں محصور ہونے والے کافروں کو آگ سے جلانا جائز ہے - یہ آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مذکور
حدیث ندب و استحباب پر محمول ہے - حضرت عمر فاروق ابن عباس اور عمر بن عبدالعزیز کا مسلک یہ ہے کہ
مشرکوں کو آگ سے جلانا مکروہ ہے امام مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح منقول ہے - حضرت خالد بن ولید
رضی اللہ عنہ نے جب مرتدین کو آگ سے جلایا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
سے کہا کہ اس شخص کو روکئے جو اللہ کے عذاب کی مثل عذاب دے رہا ہے - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو تلوار مشرکوں پر مسلط کی ہے میں اس کو پیچھے نہیں ہٹاؤں گا - سفیان ثوری نے بھی قلعوں کو
آگ سے جلانے کو جائز کہا ہے - امام اوزاعی نے کہا جب قلعوں میں صرف لڑنے والے مشرک ہوں تو ان کو جلا دیا
جائے - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، جو اپنے دین کو تبدیل کرلے اس کو قتل کردو ،، اس کا مدلول یہ
ہے کہ جو کوئی مرتد ہو جائے اس کو قتل کردو آگ سے نہ جلاؤ - اس حدیث سے ابن ماجشون نے استدلال کیا
کہ مرتد کو بہر کیف قتل کر دیا جائے اور اس سے توبہ نہ کرائی جائے - لیکن جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ مرتدین سے توبہ
کرائی جائے اگر وہ توبہ کرلیں تو ان کی توبہ مقبول ہے - اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا
کہ اگر کوئی ایک کفر سے دوسرے کفر کی طرف منتقل ہو جائے تو اس کو تبدیلِ دین کے تحت قتل کر دیا جائے - اگرچہ
وہ مسلمان نہ ہو - چنانچہ یہودی اگر نصرانی ہو جائے یا نصرانی یہودی ہو جائے تو اس کو قتل کر دیا جائے - امام ہمام
ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر نصرانی یہودی ہو جائے یا اس کا برعکس ہو تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا - کیونکہ
کفر ملتِ واحدہ ہے - امام شافعی رضی اللہ عنہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ مرتد عورت کو بھی قتل کر دیا
جائے گا - لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عورت مرتدہ کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید میں رکھا جائیگا یہی

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

بَابٌ هَلْ لِلْاَسِيْرِ اَنْ يَقْتُلَ اَوْ يَخْدَعَ الَّذِيْنَ اَسَرُوْهُ حَتّٰى يَنْجُوَ مِنَ الْكَفَرَةِ فِيْهِ الْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

احسان کیا ہوازن کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ ثمامہ بن اثال پر احسان کیا اس سے جمہور کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ قتل واحسان اور فدیہ وغیرہ بادشاہ کی رائے پر موقوف ہے۔ اور اس کو اختیار ہے کہ کافروں کو قید کرنے کے بعد ان سے جزیہ لے جبکہ ان میں یہ مشروع ہو یا ان کو قتل کرے یا غلام بنالے یا بلا عوض احسان کرے یا فدیہ لے کر ان کو رہا کر دے لیکن عورتوں کو قید کر کے لونڈیاں بنالیا جائے گا اگر کافروں کے پاس مسلمان قیدی ہوں تو ان کے قیدی کفار کے عوض تبادلہ کر کے رہا کرا جائے۔ قولہ تعالیٰ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى الآیہ حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب بدر میں کافروں کو قید کر کے لایا گیا اور ان میں حضرت عباس بھی تھے۔ ان کو ایک انصاری نے قید کیا تھا انصار نے اس سے کہا کہ عباس کو قتل کر دو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا میں اپنے چچا کے باعث ساری رات نہیں سویا جبکہ انصار نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اُن کے پاس جاؤں؟ فرمایا ہاں جاؤ۔ حضرت عمر فاروق انصار کے پاس گئے اور اُن سے کہا عباس کو رہا کر دو انصار نے کہا بخدا! ہم اس کو ہرگز رہا نہیں کریں گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رہا کر دینے پر راضی ہوں تو پھر بھی تم ان کو قتل کرو گے انھوں نے کہا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رہا کرنا چاہتے ہیں تو لے لیجئے حضرت عمر فاروق ان کو لے کر اپنے قبضہ میں لے کر فرمایا اے عباس اسلام قبول کر لو خدا کی قسم۔ اگر تم اسلام قبول کرو گے تو اس سے مجھے میرے باپ کے مسلمان ہونے کی نسبت زیادہ خوشی ہوگی۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا اسلام قبول کر لینا بہت پسند ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو اُنھوں نے کہا یہ آپ کا خاندان ہے۔ ان کو چھوڑ دیا جائے حضرت عمر فاروق سے مشورہ لیا تو اُنھوں نے کہا سب کو قتل کر دیجئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق بدر کے قیدیوں کو رہا کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

باب — کیا قیدی کے لئے جائز ہے کہ جنھوں نے اس کو قید کیا ہو ان کو قتل کر دے یا ان سے دھوکہ سے نجات پالے ،، اس کے متعلق مسور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی "

بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ فَأَتَى الصَّرِيخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتَّى مَاتُوا قَالَ أَبُو قِلَابَةَ قَتَلُوا وَسَرَقُوا وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَسَعَوْا فِي الْأَرْضِ فَسَادًا

بابٌ ۲۸۱۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

اونٹ چلا کر لے گئے اور مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر ملی تو آپ نے ان کے پکڑنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا ابھی سورج اونچا نہ ہوا تھا۔ ان کو لایا گیا ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے پھر لوہے کی سلاخیں گرم کی گئیں اور ان کی آنکھوں میں پھروا دیں اور ان کو پتھریلی زمین میں پھینک دیا وہ پانی مانگتے تھے ان کو پانی نہ دیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔ ابو قلابہ نے کہا انھوں نے قتل کیا پھر چوری کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور زمین میں فتنہ و فساد کیا۔

۲۸۱۵ — شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مرتدوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو انھوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا۔ چنانچہ مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مرتدوں کی آنکھوں میں گرم سلاخیں اس لئے پھروا دیں کہ انھوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھروائی تھیں اور اللہ کے عذاب جیسا تم عذاب نہ دو کا معنی یہ ہے "کہ جب انھوں نے ایسا نہ کیا ہو لہذا اجواز اور نہی کی دونوں حدیثوں کے محمل علیحدہ علیحدہ ہیں واللہ اعلم

باب — **۲۸۱۶** — ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبیوں میں سے ایک نبی کو چیونٹی نے کاٹ لیا تو ان نے چیونٹیوں کے چھتہ کو جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ اس کو جلا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ تم کو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا تم نے سب چیونٹیوں کا چھتہ جلا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتی تھیں۔

۲۸۱۶ — شرح: یعنی جو کوئی تحریق (جلانے) کا مستحق نہ ہو اس کو جلانا جائز نہیں کیونکہ

الْيَمَانِيَةَ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ أَوْ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ

نے فرمایا کیا تم مجھے ذی خلصہ سے آرام نہیں پہنچائے ؟ وہ قبیلہ خثعم میں ایک مکان تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ جریر نے کہا میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس گھوڑ سواروں کو لے کر چلا جبکہ وہ گھوڑوں والے تھے اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر تھپکی دی حتیٰ کہ میں نے اپنے سینہ میں آپ کی انگلیوں کا اثر پایا۔ اور فرمایا اے اللہ ! اس کو ثابت قدم رکھ اور اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔ جریر ذی خلصہ طرف چلے اور اس کو توڑ کر جلا دیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی شخص کو بھیجا کہ آپ کو حالات کی خبر دے تو اس نے آپ سے بیان کیا کہ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میں آپکے پاس نہیں آیا حتیٰ کہ اس کو ایسے چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ خالی پیٹ والا یا خارش زدہ اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے گھوڑ سواروں اور پیادوں کے لئے پانچ بار دعاء فرمائی ''

۲۸۱۷ — شرح : ذو خلصہ مکان کا نام ہے۔ ابن اثیر نے کہا ذو خلصہ دوس میں بہت بڑا بت تھا جس کی وہ لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔ اس کی تائید مسلم کی مرفوع حدیث سے ہوئی ہے جو انھوں نے ابوہریرہ رضی عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دوس کی عورتوں کے سرین ذی خلصہ کے ارد گرد گھومیں گے۔ ابن دحیہ نے کہا ذی خلصہ دوس، خثعم اور بجیلہ وغیرہ کا بت خانہ تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ عمرو بن لحی کا بت تھا جس کو اس نے بت نصب کرتے وقت اسفل مکہ میں نصب کیا تھا مشرک اس کو شتر مرغ کے انڈوں کے ہار پہناتے تھے اور اس کے پاس جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ حضرت جریر نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو ماہ پہلے اس بت خانہ کو برباد کیا تھا جس شخص کو خوشخبری دینے کے لئے جریر نے بھیجا تھا اس کا نام حصین بن ربیعہ تھا جو اس لشکر میں جریر کے ساتھ تھا۔ قولہ اَجْوَف اَوْ اَجْرَب '' یہ راوی کو شک ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بت خانہ کو جلا دیا گیا حتیٰ کہ وہ اس اونٹ کی طرح سیاہ ہو گیا جس کو خارش

ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَھْطًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ لِیَقْتُلُوْہُ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْھُمْ فَدَخَلَ حِصْنَھُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ فِیْ مَرْبِطِ دَوَآبٍّ لَّھُمْ قَالَ وَاَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ اِنَّھُمْ فَقَدُوْا حِمَارًا لَّھُمْ فَخَرَجُوْا یَطْلُبُوْنَہٗ فَخَرَجْتُ فِیْمَنْ خَرَجَ اُرِیْھِمْ اَنِّیْٓ اَطْلُبُہٗ مَعَھُمْ فَوَجَدُوا الْحِمَارَ فَدَخَلُوْا وَدَخَلْتُ وَاَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ لَیْلًا فَوَضَعُوا الْمَفَاتِیْحَ فِیْ کُوَّۃٍ حَیْثُ اَرَاھَا فَلَمَّا نَامُوْا اَخَذْتُ الْمَفَاتِیْحَ فَفَتَحْتُ وَاَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَیْہِ فَقُلْتُ یَا اَبَا رَافِعٍ فَاَجَابَنِیْ فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتَ فَضَرَبْتُہٗ فَصَاحَ فَخَرَجْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ کَاَنِّیْ مُغِیْثٌ فَقُلْتُ یَا اَبَا رَافِعٍ وَغَیَّرْتُ صَوْتِیْ فَقَالَ مَا لَکَ لِاُمِّکَ الْوَیْلُ قُلْتُ مَا شَاْنُکَ قَالَ لَآ اَدْرِیْ مَنْ دَخَلَ عَلَیَّ فَضَرَبَنِیْ قَالَ

باب سوئے ہُوئے مشرک کو قتل کرنا ،،

۲۸۱۹

ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کا ایک گروہ ابو رافع کی طرف بھیجا تاکہ اس کو قتل کر دیں ان میں سے ایک شخص چلا۔ اور ان کے قلعہ میں داخل ہو گیا اس کا کہنا ہے کہ میں ان کے گھوڑوں کے اصطبل میں چھپ گیا اور انھوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا پھر اُنھوں نے گدھا گم پایا تو اس کی تلاش کو باہر نکلے میں بھی ان لوگوں میں باہر نکلا ان کو یہ معلوم کرانے کے لئے کہ میں بھی ان کے ساتھ گدھا تلاش کر رہا ہوں اُنھوں نے گدھا تلاش کر لیا اور قلعہ میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا اور ایک طاق میں اس کی کنجیاں رکھ دیں جس کو میں دیکھ رہا تھا۔ جب وہ سو گئے تو میں نے کنجیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھولا۔ پھر میں ابو رافع کے پاس گیا۔ میں نے کہا یا ابا رافع! اُس نے مجھے جواب دیا تو میں نے اس کی آواز کا قصد کر کے اس کو مارا تو وہ چلایا میں باہر آ گیا پھر اندر گیا گویا کہ میں اس کا فریاد رس ہوں میں نے کہا یا ابا رافع! اور اپنی آواز تبدیل کر لی۔ اُس نے کہا تو کون ہے تیری ماں کی ہلاکت ہو میں نے کہا تیرا کیا حال ہے؟ اُس نے

بَابُ لَا تَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ

۲۸۲۱ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ ابْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْيَرْبُوعِيُّ ثَنَا اَبُو اِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ ثَنِيْ سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ كُنْتُ كَاتِبًا لَّهُ قَالَ كَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اَوْفٰى حِيْنَ خَرَجَ اِلَى الْحَرُوْرِيَّةِ فَقَرَأْتُهُ فَاِذَا فِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً آٹھ آدمی بھیجے تھے جن کے یہ نام ہیں عبداللہ بن عتیک، عبداللہ بن عتبہ، عبداللہ بن انیس ابو قتادہ، اسود بن خزاعی، مسعود بن سنان، عبداللہ بن عتبہ، اور اسعد بن حرام جو بنی سوادہ کا حلیف تھا رضی اللہ عنہم" ابورافع کو قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ جب غزوہ خندق اور بنی قریظہ کا قضیہ ختم ہوا۔ اور ابورافع ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ان مشرکین کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کے لئے اکسایا تھا تو انصار کے ایک قبیلہ خزرج نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابورافع کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دیدی۔ ہر کیف ابورافع وہ شقی بدبخت انسان تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کی آگ کو مشتعل کرکے مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنی اور قدرت نے اس سے پورا انتقام لیا اور وہ جہنم واصل ہوا۔ یہ چھ ہجری کے رمضان مبارک کا واقعہ ہے جیسا کہ ابن سعد نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عتیک کو یہ سعادت عظمیٰ نصیب کی اور وہ جنگ اُحد میں بھی حاضر ہوئے تھے ایک روایت کے مطابق ابن انیس بھی ان کے ساتھ قتل کرنے میں شریک تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں مال و دولت خرچ کرے یا آپ کے خلاف مشورہ دے اس کو اچانک قتل کرنا جائز ہے۔ اس لئے ابورافع کو قتل کیا گیا تھا کیونکہ وہ آپ کے ساتھ عداوت رکھنے کے ساتھ مشرکوں کو آپ کے خلاف غلط مشورے دیتا اور آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکسایا کرتا تھا یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکوں کی جاسوسی کرنا جائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد میں اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا جائز ہے۔ البتہ فی سبیل اللہ زیادہ مال خرچ کرنا کہ خود خالی ہوجائے اور بھوکا مرنے لگے یہ جائز نہیں۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

بَابُ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ

۲۸۲۳ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ كِسْرٰی ثُمَّ لَا یَكُوْنُ كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَقَیْصَرُ لَیَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا یَكُوْنُ قَیْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَسَمَّی الْحَرْبَ الْخُدْعَةَ

۲۸۲۴ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَصْرَمَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبَ خُدْعَةً قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرٍ هُوَ بْنُ اَصْرَمَ

۲۸۲۵ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ

باب ــــ لڑائی دھوکہ ہے

۲۸۲۳ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہوگیا پھر اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر ہلاک ہوجائے گا پھر اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کروگے اور لڑائی کا نام دھوکا رکھا۔

۲۸۲۴ ــــ ترجمہ : ہمام بن منبّہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کا نام دھوکا رکھا۔

۲۸۲۵ ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑائی دھوکہ ہے۔

۲۸۲۳ تا ۲۸۲۴ ــــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں کسریٰ ہلاک

اَمْرُهٗ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهٗ حَتّٰى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهٗ

بَابُ الْفَتْكِ بِاَهْلِ الْحَرْبِ

۲۸۲۶ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِيْ فَاَقُوْلَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ

دی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں فرمایا۔ ہاں جابر نے کہا محمد بن مسلمہ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ انھوں نے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہم کو مشقت میں ڈال رکھا ہے۔ ہم سے صدقات مانگتے ہیں کعب نے کہا تم اس سے بھی زیادہ تنگ پڑجاؤ گے محمد بن مسلمہ نے کہا ہم نے ان کی اتباع کی ہے اور ان کو چھوڑنا اچھا نہیں سمجھتے ہیں حتیٰ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا معاملہ کدھر جاتا ہے۔ وہ بہت دیر اس کے ساتھ گفتگو کرتے رہے حتیٰ کہ اس پر قادر ہوگئے اور اس کو قتل کر دیا۔

باب ــــ دار الحرب کے رہنے والوں کو اچانک قتل کرنا

۲۸۲۶ ــــ ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کون ہے؟ جو کعب بن اشرف کو قتل کر دے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں آپ نے فرمایا ہاں! محمد بن مسلمہ نے کہا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دے دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہیں اجازت ہے۔

۲۸۲۵ ــ ۲۸۲۶ ــــ شرح: کعب بن اشرف کو یہودیوں کا طاغوت کہا جاتا تھا وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہجو کرتا اور آپ کو اذیت پہنچایا کرتا تھا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اس کی تفصیل حدیث ۲۳۴۳ کی شرح میں دیکھیں۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ محمد بن مسلمہ نے کعب بن اشرف کو امن دے کر قتل کیا تھا یہ جائز نہیں۔ کیونکہ محمد بن مسلمہ نے اس کو امن نہیں دیا تھا انھوں نے اس سے خرید و فروخت کی گفتگو کی تھی اور اس سے اُنس پیدا کر کے ہجری کے تیسرے سال رمضان مبارک میں قتل کیا تھا۔ محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے کہا جب مسلمانوں کو جنگ بدر میں فتح نصیب ہوئی تو کعب بن اشرف مدینہ منورہ آیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلّم" نے عرب کے سرداروں کو قتل کر دیا ہے۔ بخدا! اگر وہ حق پر ہیں تو ہمیں ایسی

بَابُ الرَّجزِ فِي الحَربِ وَرَفعِ الصَّوتِ فِي حَفرِ الخَندَقِ

فِيهِ سَهلٌ وَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ يَزِيدُ عَن سَلَمَةَ

۲۸۲۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا اَبُو الاَحوَصِ ثَنَا اَبُو اِسحٰقَ عَنِ البَرَاءِ ابنِ عَازِبٍ قَالَ رَاَيتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَومَ الخَندَقِ

گئے۔ تو آپ کھجوروں کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے وہاں پہنچے جبکہ ابن صیاد ایک چادر میں لپٹا ہوا تھا جس سے آواز آرہی تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور کہنے لگی اے صاف یہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" ہیں۔ پس ابن صیاد اچھل کر اُٹھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کو چھوڑے رکھتی تو کئی امور کی وضاحت ہوجاتی۔

۲۸۲۷ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کی ماں سے چھپ کر ابن صیاد کے پاس پہنچنے کی کوشش فرمارہے تھے۔ یہ ایک حیلہ تھا جس کے باعث ابن صیاد کی ماں کی شر سے آپ بچتے تھے۔ اگر وہ اس کو اس حال میں چھوڑ دیتی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ابن صیاد کو مطلع نہ کرتی تو کئی امور کی حقیقت واضح ہوجاتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جنگ میں رجز کہنا اور خندق کھودتے وقت آواز بلند کرنا "

اس کے متعلق سہل اور انس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی اور یزید نے بواسطہ سلمہ اس حدیث کی روائت کی "

۲۸۲۸ — ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خندق کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ مٹی اُٹھا کر لا رہے تھے اور غبار نے آپ کے سینہ شریف کے بالوں کو ڈھانپا ہوا تھا۔ آپ زیادہ بالوں والے بہادر مرد تھے اور عبداللہ بن رواحہ کا رجز پڑھتے تھے "اے اللہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ نہ صدقہ

بَابُ دَوَاءِ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيْرِ
وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ عَنْ أَبِيْهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَحَمْلِ الْمَاءِ فِي التُّرْسِ

۲۸۳۰ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا اَبُوْحَازِمٍ قَالَ سَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَجِيْءُ بِالْمَاءِ فِيْ تُرْسِهٖ وَكَانَتْ يَعْنِيْ فَاطِمَةَ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَاُخِذَ حَصِيْرٌ فَاُحْرِقَ ثُمَّ حُشِيَ بِهٖ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو تبسم فرماتے۔ میں نے آپ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر ٹھر نہیں سکتا۔ آپ نے میرے سینہ میں اپنا دستِ اقدس مارا اور فرمایا اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ کر۔

۲۸۲۹ــ شرح : حضرت جریر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ذی وجاہت سردار تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کا اکرام کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ خندہ پیشانی سے کسی کو ملنا نبوی خلق ہے۔ جس سے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ گھوڑے کی سواری میں مہارت حاصل کرنا چاہیے!

باب ـــ جلائی ہُوئی چٹائی سے زخم کا علاج کرنا
اور عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا اور ڈھال میں پانی لانا

۲۸۳۰ ــ ترجمہ : ابوحازم نے کہا لوگوں نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا علاج کس شئی سے کیا گیا اُنھوں نے کہا لوگوں میں کوئی شخص باقی نہیں رہا جو اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرۂ انور سے خون دھوتی تھیں پھر چٹائی جلاکر

۲۸۳۲ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَزَمُوهُمْ قَالَ فَأَنَا وَاللّٰهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَسُوقُهُنَّ

آخرت میں ہلاکت کا باعث ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپس میں اختلاف اور مخاصمت نہ کرو اس طرح تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری قوت ضائع ہو جائے گی۔ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور صبر و استقلال سے کام لو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکام سے فرمایا وہ امور اختیار کرو جن میں آسانی ہو اور مشقت وسختی نہ ہو اور لوگوں کو اچھی خبریں دو اور ان سے ایسی بات ذکر نہ کرو جس سے وہ نفرت کر جائیں۔ ایک دوسرے سے محبت کرو اور اختلاف سے بچو۔ یہ افراتفری پیدا کرتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۸۳۲ — ترجمہ: ابواسحاق نے کہا: میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ میں پچاس پیادہ مجاہدین پر عبد اللہ بن جُبیر کو سپہ سالار مقرر کیا اور فرمایا اگر تم ہمیں دیکھو کہ پرندے ہمیں کھا رہے ہیں (ہم کو شکست ہو گئی ہے) تو اپنی جگہ سے نہ ہٹو حتیٰ کہ میں تم کو پیغام بھیجوں اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے کفار کو شکست دے دی ہے اور ان کو پاؤں میں روند ڈالا ہے تب بھی اپنی جگہ پر قائم رہو حتیٰ کہ میں تم کو پیغام بھیجوں۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفار کو شکست دی۔ براء بن عازب نے کہا بخدا! میں نے کافروں کی عورتوں کو دیکھا کہ وہ دوڑ رہی تھیں اور ان کے خلخال اور پنڈلیاں ننگی ہو رہی تھیں وہ اپنے کپڑے اُٹھائے ہوئے تھیں۔ (یہ دیکھ کر) عبد اللہ بن جُبیر کے ساتھیوں نے کہا اے لوگو غنیمت کا مال لو غنیمت کا مال لو تمہارے ساتھی غالب آ گئے۔ تم کس انتظار میں ہو حضرت عبد اللہ بن جُبیر نے کہا کیا تم وہ بھول گئے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا اُنھوں نے کہا بخدا! ہم لوگوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت کا مال پائیں گے۔ جب وہ ان کے پاس گئے (اور درّہ خالی ہو گیا) تو ان کے رُخ بدل گئے اور وہ بھاگتے ہوئے سامنے آ گئے (جہاں سے وہ بھاگے تھے اور لڑائی دوبارہ ہونے لگی) تو صحابہ کرام شکست کھا گئے۔ یہی اللہ کا ارشاد ہے کہ جب رسول پیچھے والی جماعت میں اُن کو بلا رہے تھے (کہ اللہ کے بندو میری طرف آؤ جو کوئی دوبارہ ان پر حملہ کرے گا وہ جنتی ہوگا)

لَاَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوءُكَ قَالَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ
اِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ اٰمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِيْ ثُمَّ اَخَذَ يَرْتَجِزُ
اُعْلُ هُبَلُ اُعْلُ هُبَلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُجِيْبُوْهُ لَهُ
قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ قَالَ اِنَّ لَنَا الْعُزّٰى
وَلَا عُزّٰى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُجِيْبُوْهُ لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ

ہے تمہارے پاس عزیٰ نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس کو جواب نہیں دیتے ہو۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" ہم کیا کہیں آپ نے فرمایا تم کہو اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

۲۸۳۲ — شرح : جنگ اُحد ہجرت کے تیسرے سال سات شوال میں ہفتہ کے روز ہوئی۔ جبکہ سن عیسوی مارچ ۶۲۵ء تھا۔ اس کا باعث یہ تھا کہ جب بدر کی لڑائی میں قریش کے سردار مارے گئے جن کو بدر کے بے آباد کنوئیں میں پھینکا گیا تھا اور باقی شکست خوردہ مکہ مکرمہ چلے گئے جبکہ ستر کو قید کر لیا گیا تھا۔ تو عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن اُمیہ اور دوسرے چند لوگ جن کے باپ بیٹے اور بھائی وغیرہ بدر میں قتل ہو گئے تھے مکہ جا کر ابوسفیان سے ملے اور اس سے یہ بات کی کہ بدر میں قتل ہونے والوں کا انتقام لیں۔ چنانچہ اُنھوں نے چند قبائل کنانہ اور تہامہ کے لوگوں کو جمع کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی ساتھ لیا جو ان کے مطیع اور فرمانبردار تھے اور وہ سب ایک لشکر جرار کی صورت میں نکلے اور ابوسفیان ان کا کمانڈر تھا جبکہ اس کی بیوی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بھی ساتھ تھی۔ یہ لشکرِ کفار تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں دو سو گھوڑ سوار جو لشکر کے ارد گرد چل رہے تھے۔ خالد بن ولید مَیمنہ پر اور مَیسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل مقرر تھے۔ جبکہ گھوڑ سوار پر صفوان بن امیہ تیر اندازوں کی تعداد ایک سو تھی اور سات سو نوجوان زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ اس لشکر میں تقریباً پندرہ عورتیں تھیں۔ ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار صحابہ کرام کا لشکر لے کر اُحد کے میدان میں پہنچ گئے لیکن عبداللہ بن ابی بن سلول تین سو ساتھیوں کو ہمراہ لے کر واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو صحابہ کرام رہ گئے۔ واقدی کے مطابق ان میں ایک سو زرہ تھی۔ صرف دو گھوڑے تھے ایک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دوسرا ابوبردہ کا گھوڑا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں پر جو پچاس کی تعداد میں تھے۔ حضرت عبداللہ بن جُبیر کو امیر مقرر کیا تھا۔ اور جبل اُحد کے ساتھ مسلمانوں نے صف بندی کی اور مشرکوں نے سقوز میں

بَابُ اِذَا فَزِعُوْا بِاللَّيْلِ

۲۸۳۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا حَمَّادُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً سَمِعُوْا صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهٗ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُّهٗ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ

تبدیل ہوگئی مسلمانوں کو اس ہزیمت سے سخت صدمہ پہنچا اور وہ اپنے شہداء پر رو رہے تھے اور منافق بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ ادھر یہودیوں کے سینہ کی جلن بھی آشکارا ہونے لگی اور مدینہ منورہ میں منافق شادیانے بجا رہے تھے۔ یہودیوں نے بات کرنے کا موقعہ غنیمت سمجھا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اگر آپ نبی ہوتے تو مکہ والوں پر غلبہ کرتے اور ان کو ہزیمت کا منہ دیکھنا نہ پڑتا وغیرہ وغیرہ بکتے رہے۔ لیکن حضرات علماء کرام کہتے ہیں کہ احد کے واقعہ اور وہاں مسلمانوں کی ہزیمت اور ان کے قتل ہونے میں کئی فائدے ہیں۔ ایک تو وہ وعدہ پورا ہوا جو بدر کی جنگ میں قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کے متعلق کہا تھا کہ ان کو قتل نہ کیا جائے ان کے بدل آئندہ اُحد کی جنگ میں اتنی تعداد میں جام شہادت نوش کریں گے۔ (ترمذی) دوسرا یہ کہ مسلمانوں کو پتہ چل گیا کہ نبی کے حکم کی نافرمانی میں کتنا نقصان ہوا اور اس کی نحوست ستر صحابہ کے قتل پر منتج ہوئی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ فوج پر کمانڈر کے حکم کی پابندی لازم ہے۔ تیسرا یہ کہ رسولوں کی عادت ہے کہ ان کو ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے آخر وہ اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر رسول ہمیشہ ہمیشہ فاتح رہیں تو مومنوں میں غیر لوگوں کا بھی داخل ہو جانے کا امکان تھا جس سے سچے اور جھوٹے کا امتیاز نہ رہتا اور اگر ہمیشہ وہ کمزور رہتے تو بعثت کا مقصد ختم ہو جاتا تھا۔ اس لئے حکمت مقتضی یہی تھا کہ فتح و نصرت اور ابتلاء میں رہیں تاکہ سچے اور جھوٹے کا امتیاز ہوتا رہے۔ اُحد کے واقعہ کو لیجئے کتنے منافق مخفی تھے جو اس جنگ کے بعد ظاہر ہوگئے۔ اور مسلمانوں کو بھی پتہ چل گیا کہ ان کے گھروں میں ان کے دشمن موجود ہیں اور وہ ان سے احتراز کرنے لگے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جنت میں درجات تیار کر رکھے ہیں وہاں تک ان کے اعمال نہیں پہنچتے اس لئے ان کو ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے اور ان پر تکالیف صدمات اور بلیات کے پہاڑ گرائے جاتے ہیں جن میں وہ ثابت قدم رہ کر ان درجات تک پہنچ سکتے ہیں۔ نیز ولی اللہ کا اعلیٰ مرتبہ شہادت ہے جس کی کنہہ کا درک نہیں ہو سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس مسلمانوں کو کسی جنگ میں شکست ہو جانا ان کے دین

سَلَمَةَ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَيْحَكَ مَا بِكَ قَالَ اُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ اَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ اَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتّٰى اَلْقَاهُمْ وَقَدْ اَخَذُوْهَا فَجَعَلْتُ اَرْمِيْهِمْ وَاَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَشْرَبُوْا فَاَقْبَلْتُ بِهَا اَسُوْقُهَا فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَاِنِّيْ اَعْجَلْتُهُمْ اَنْ يَشْرَبُوْا سِقْيَهُمْ فَابْعَثْ فِيْ اِثْرِهِمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ مَلَكْتَ فَاَسْجِحْ اِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِيْ قَوْمِهِمْ

باب — جس نے دشمن کو دیکھا اور بُلند آواز سے پُکارا "یا صباحاہ" حتیٰ کہ لوگوں کو سُنایا۔

۲۸۳۴ — ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا میں مدینہ منورہ سے غابہ کی طرف جانے کو نکلا اور جب غابہ کی پہاڑی پر پہنچا تو مجھے عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام ملا۔ میں نے اسے کہا تیری خرابی ہو تیرا کیا حال ہے (تو گھبرایا ہُوا ہے) اُس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چوری کر لی گئیں۔ میں نے کہا کس نے لیں اُس نے کہا غطفان اور فزارہ پکڑ کر لے گئے۔ میں نے زور سے تین آوازیں دیں اور مدینہ منورہ کے دو کناروں کے درمیان آواز پہنچائی "اے مدینہ والو فریاد کو پہنچو، اے لوگو فریاد کو پہنچو" پھر میں تیز دوڑا حتیٰ کہ ان کو جا لیا جبکہ وہ اونٹنیاں لے جا رہے تھے۔ میں نے ان کو تیر مارنے شروع کئے اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج ذلیل کی ہلاکت کا دن ہے۔ میں نے اُن کا دودھ پینے سے پہلے سب اونٹنیاں ان سے واپس لے لیں اور ان کو ہانکتا ہُوا آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے آکر مجھے ملے میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! وہ لوگ پیاسے ہیں

بَابُ مَنْ قَالَ خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ فُلَانٍ وَقَالَ سَلْمَةُ خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ

۲۸۳۵ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ فَقَالَ يَا اَبَا عُمَارَةَ اَوَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ الْبَرَاءُ وَاَنَا اَسْمَعُ اَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُوَلِّ يَوْمَئِذٍ كَانَ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهٖ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ ۞ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ " قَالَ فَمَا رُئِیَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُ

باب — جس نے کہا اس کو پکڑ لو اور میں فلاں کا بیٹا ہوں اور سلمہ بن اکوع نے کہا میں اکوع کا بیٹا ہوں "

۲۸۳۵ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور کہا یا ابا عمارہ ،، کیا حنین کی جنگ میں بھاگ گئے تھے۔ براء نے کہا اور میں سن رہا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن نہیں بھاگے ۔ ابو سفیان بن حارث ان کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ جب مشرکوں نے آپ کو گھیر لیا تو آپ اترے اور یہ فرمانا شروع کیا ،، میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ۞ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں اس روز آپ سے بڑا کسی کو بہادر نہیں دیکھا گیا ۔

۲۸۳۵ — شرح : اس حدیث کے باب کے عنوان اس سے پہلے حدیث کا حصہ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں پکڑنے کے لئے قبیلہ غطفان سے چالیس گھوڑ سوار لئے اور اونٹنیاں لے کر چلے گئے تو صبح کو ایک آواز سنی گئی کہ اے اللہ کے بہادر شاہسوار جلدی فریاد کو پہنچو چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی صبح کو لوہے کا لباس پہن کر نکلے سب سے پہلے آپ کے پاس مقداد بن عمرو ندہ اور خود پہنے ہوئے تلوار کو لہراتے ہوئے آئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نیزہ کے ساتھ جھنڈا باندھا اور فرمایا جاؤ گھوڑ سوار تمہارے پیچھے آئے

۲۸۳۶ — حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حکم تسلیم کیا کہ ہم کو سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور

شرح : بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو قلعہ میں محصور تھے اور اُنھوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حکم تسلیم کیا کہ ہم کو سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور ہے ۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جاہلیت میں یہ ان کے حلیف رہے ہیں اس لئے وہ ان کے موافق فیصلہ کریں گے جب اُنھوں نے ان کا فیصلہ تسلیم کر لیا اور قلعہ سے باہر آگئے تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو بلانے بھیجا وہ تشریف لائے جبکہ گدھے پر سوار تھے اور یہ فیصلہ کیا کہ جو بالغ ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو غلام بنا لیا جائے اولاد میں ان کی عورتیں بھی شامل ہیں ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ کا یہی فیصلہ ہے ۔ چنانچہ صحیح میں ہے " قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللهِ " تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے ۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ " مَلِک " کا لام مفتوح و مکسور پڑھا گیا ہے ۔ اگر مفتوح پڑھنا صحیح ہو تو معنی یہ ہوگا تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں ۔ اس احتمال کو ابن جوزی نے مسترد کرتے ہوئے کہا اگر فرشتہ حکم لے کر نازل ہوتا تو اس حکم پر عمل کیا جاتا اور حضرت سعد بن معاذ کا اجتہاد ترک کر دیا جاتا ۔ نیز صحیح کے بعض الفاظ یہ ہیں " قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللهِ " ابن جوزی کے خیال کے مطابق " ملک " کے لام کو مکسور پڑھا جائے کہ تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے ۔ لیکن بخاری کے علاوہ ایک روایت میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کے فیصلہ کے بعد فرمایا سحری کے وقت میرے پاس فرشتہ یہی حکم لے کر آیا تھا ۔ اور ابن جوزی کا یہ کہنا کہ اس وقت سعد کے اجتہاد کی ضرورت نہ ہوتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ سعد کا فیصلہ یہودیوں کی اطمینان کے لئے تھا ۔ وہ سعد کے فیصلہ پر اعتماد کرتے تھے اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس فیصلہ کو پہلے سے جانتے تھے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے امور میں کسی کو حاکم بنانا جائز ہے ۔ اس میں خوارج کے مذہب کی تردید ہوتی ہے جبکہ ان کے مذہب میں تحکیم جائز نہیں اسی لئے اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحکیم کو مسترد کر دیا تھا جبکہ اُنھوں نے جنگ صفین میں ابو موسیٰ اشعری کو حاکم تسلیم کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص کو حاکم تسلیم کیا تھا اور اُنھوں نے بیک زبان کہا تھا کہ جو فیصلہ یہ دونوں حضرات کر دیں وہ فیصلہ دونوں کے لئے قابل قبول ہوگا ۔ اس پر بعض لوگ حضرت علی کے مخالف ہوگئے اور کہنے لگے " اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ " کہ حکم صرف اللہ کا ہے ۔ لہٰذا یہ تحکیم صحیح نہیں اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا " كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَ بِهَا الْبَاطِلُ " یہ کلام حق ہے کہ فیصلہ صرف اللہ کا ہے لیکن اُنھوں نے اس سے باطل شئی کا ارادہ کر لیا ہے ۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ثالثی فیصلہ جائز ہے ۔ اور ثالث کے فیصلہ کرنے سے پہلے فریقین یا کوئی اس کی تحکیم مسترد کر سکتا ہے لیکن جب ثالث فیصلہ کر دے تو اس کو مسترد نہیں کر سکتے ہیں ۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ یا حاکم کو چاہیئے کہ اہل علم و فضل کا اکرام و اعزاز کریں ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہل فضل کا اکرام اور اُن کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے ۔ اور جس قیام سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جب تک کوئی امیر وغیرہ بیٹھا رہے وہ بے جان ہو کر اس کے سامنے کھڑے رہیں ۔ لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

بَابٌ هَلْ يَسْتَاسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَاسِرْ وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ

۲۸۳۸ ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ اَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْهَدَاةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا

تھا پھر مرتد ہو گیا اور اس شخص کو قتل کر دیا جو اس کی خدمت کیا کرتا تھا اس نے دو لونڈیاں رکھی تھیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتی تھیں اور مسلمانوں کی مذمت کے گانے گاتی تھیں اگر یہ سوال ہو کہ صحیح حدیث ہے کہ جو کوئی مسجد میں داخل ہو وہ امن میں ہے۔ لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں تضاد پایا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں ابن خطل کا قتل مخصوص ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کچھ وقت کے لئے حرم میں قتال کی اجازت دی گئی اس کے بعد قیامت تک کسی کے لئے حرم میں قتال جائز نہیں۔

باب ــــ کیا کوئی شخص اپنے آپ کو گرفتار کرا دے اور جو گرفتاری نہ دے؟ اور جس نے قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھی!

۲۸۳۸ ــــ ترجمہ: عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے کہا اور وہ بنی زہرہ کے حلیف اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کا گروہ جاسوس بنا کر بھیجا اور عاصم بن ثابت انصاری کو جو عاصم بن عمر کا دادا ہے۔ ان کا سردار مقرر کیا وہ چلتے رہے حتیٰ کہ جب مقام ہداۃ میں پہنچے اور وہ عسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ہذیل کے ایک قبیلہ جس کو بنو لحیان کہا جاتا ہے سے ان کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ تقریباً دو سو آدمی جو تمام تیر انداز تھے ان کے

عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ
عِنْدَهُمْ أَسِيرًا فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ
أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنًا لِي وَ
أَنَا غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ فَفَزِعْتُ
فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَالِكَ
وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ فَوَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ
مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ وَكَانَتْ
تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ
قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ
تَظُنُّوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهُمَا اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَقَالَ ....

یعنی جو قتل ہو گئے ہیں اُنھوں نے اس کو کھینچا گھسیٹا اور اس کو مجبور کیا کہ ان کا ساتھی بنے لیکن اس نے انکار کر دیا
تو اُنھوں نے اس کو قتل کر دیا اور وہ خبیب اور زید بن دثنہ کو ساتھ لے گئے حتی کہ اُن کو مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیا
یہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ خُبیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا اور خبیب نے
بدر کی جنگ میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ حضرت خُبیب ان کے پاس کچھ مدت قیدی رہے (راوی نے کہا)، مجھے عُبید اللہ بن عیاض
نے بتایا کہ حارث کی بیٹی نے ان سے بیان کیا کہ جب حارث کے بیٹوں نے خُبیب کو قتل کرنے پر اتفاق کیا تو اُس
نے اس سے اُسترا مانگا تاکہ زیر ناف بال اُتار دیں۔ حارث کی بیٹی نے اس کو اُسترا دے دیا۔ خبیب نے میرا بیٹا پکڑ
لیا جبکہ میری غفلت کی حالت میں وہ اس کے پاس چلا گیا تھا۔ میں نے خبیب کو دیکھا کہ اُس نے اس کو اپنی گود میں
بٹھایا ہے اور استرا خبیب کے ہاتھ میں ہے۔ میں سخت گھبرائی جس کو خبیب نے میرے چہرے سے پہچانا اور کہنے لگا
کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ بخدا میں نے خُبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں
دیکھا خدا کی قسم میں نے ایک دن اس کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں انگور ہیں جو وہ کھا رہا ہے۔ حالانکہ وہ لوہے کی
زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور اس وقت مکہ میں کوئی پھل نہ تھا۔ وہ کہتی تھی کہ وہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اللہ نے
خبیب کو دیا تھا جب اس کو قتل کرنے کے لئے حرم سے حل میں لے گئے تو ان سے خبیب نے کہا مجھے چھوڑ دیں دو رکعت
نماز پڑھ لوں اُنھوں نے چھوڑ دیا تو خُبیب نے دو رکعتیں پڑھیں پھر کہا اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میں قتل سے گھبرا یا ہوں

بَابُ فِكَاكِ الْاَسِيْرِ

۲۸۳۹ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُكُّوا الْعَانِىَ يَعْنِىَ الْاَسِيْرَ وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ

وہ باقی دونوں کو مکہ لے گئے۔ وہاں حُجَیْر بن ابی اہاب تمیمی بنو حارث کا حلیف تھا۔ اُس نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ
کو عقبہ بن حارث کے لئے خرید لیا۔ تاکہ وہ ان کو اپنے والد کے بدلہ میں قتل کر دے۔ بعض ناقلین کہتے ہیں کہ ابو اہاب
بن عزیز، عکرمہ بن ابی جہل، اخنس بن ابی شریق، عبیدہ بن حکیم بن اوقص، امیہ بن ابی عتبہ، حضرمی کے بیٹوں اور صفوان
بن امیہ نے حضرت خبیب کو خریدا یہ سب لوگ بدر میں قتل ہونے والے کافروں کے بیٹے ہیں اُنھوں نے خبیب کو خرید
کر عقبہ بن حارث کے حوالہ کر دیا۔ اُس نے کچھ عرصہ اس کو قید رکھا حتی کہ حرم کے مہینے گزر گئے پھر تنعیم میں لے جا کر اس کو قتل
کر دیا۔ کیونکہ اُس نے بدر کی لڑائی میں کفار کا ایک سردار قتل کیا تھا جس کو عقبہ بن ابی معیط کہا جاتا تھا اور حضرت عاصم
نے سلافہ بنت سعد کے دو بیٹے احد کی لڑائی میں قتل کئے تھے اُس نے نذر مانی ہوئی تھی کہ اگر وہ عاصم کے سر کی کھوپڑی پر
قادر ہوئی تو اس میں شراب ڈال کر پئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا ایک گروہ بھیج دیا جس نے عاصم کی حفاظت
کی اور وہ عاصم کے جسم سے کچھ بھی نہ کاٹ سکے،، وہ جب اس سے عاجز ہو گئے تو کہنے لگے یہ مکھیاں رات کو چلی جائیں
گی تو پھر کاٹ لیں گے جب رات ہوئی تو ان کو زمین نگل گئی۔ تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عاصم کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنے
سے کفار کو منع کیا اور مکھیوں کے ذریعہ ان کی حفاظت کی اور ان کے قتل ہونے سے حفاظت نہ کی اس کا سبب یہ
تھا کہ قتل شہادت کا سبب ہے اور ان کے جسم کا کوئی حصہ کٹ جانے میں کوئی ثواب نہ تھا بلکہ ان کے جسم کی توہین
تھی اس لئے کافروں کو ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنے کی جرأت نہ ہوئی۔ نیز حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی
کہ وہ کسی مشرک کو مس نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کو کوئی مشرک مس کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو قسم سے بری کیا
اور کسی مشرک کو ان تک پہنچنے کی قدرت میسر نہ ہوئی۔ الحاصل محمد بن اسحاق نے عاصم اور قتادہ کے ذریعہ بیان کیا
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ عضل اور قارہ سے چند لوگ آئے اور اُنھوں نے کہا ہم اسلام قبول کر چکے
ہیں۔ ہمارے ساتھ چند صحابہ کرام بھیجیں جو ہمیں اسلام کے احکام کی تعلیم دیں اور قرآن پڑھائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
کے ساتھ مرثد بن ابی مرثد غنوی، خالد بن بکیر لیثی، ثابت بن ابی افلح، خبیب بن عدی، زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق کو
بھیجا اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کو ان کا امیر مقرر کیا۔ لیکن صحیح تر روایت وہ ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح میں ذکر کی ہے
کہ دس جاسوس بھیجے گئے تھے اور حضرت عاصم بن ثابت ان کے امیر تھے جن میں سے سات کو مقام رجیع میں قتل کر دیا گیا الخ

بَابُ فِدَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ

۲۸۴۱ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى ابْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اسْتَاْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ اُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَجَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ فَاِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ خُذْ فَاَعْطَاهُ فِيْ ثَوْبِهٖ

سُنت مؤکدہ کہتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وصی نہ تھے جیسا کہ بعض لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ اس صحیفہ میں دیت کے احکام قیدیوں کو رہائی دلانا مکتوب ہے اور یہ کہ کافر حربی کے عوض مسلمان کو قتل نہ کیا جائے اگر آپ وصی ہوتے تو اس میں وصیت کا بھی ذکر ہوتا نیز ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گود میں وفات پائی تو آپ نے خلافت کی وصیت کس وقت فرمائی؟ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

باب — مشرکوں کا فدیہ ادا کرنا

۲۸۴۱ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار سے چند لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، انھوں نے کہا یارسول اللہ! آپ اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس سے فدیہ چھوڑ دیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم فدیہ ایک درہم بھی نہیں چھوڑو گے"۔ ابراہیم نے عبدالعزیز بن صہیب کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال آیا تو آپ کے پاس حضرت عباس آئے اور کہا یارسول اللہ! مجھے مال دیجئے میں نے اپنی جان کا فدیہ دیا ہے اور عقیل کا بھی فدیہ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لے لو اور ان کے کپڑے میں ان کو مال دیا"۔

۲۸۴۲ — ترجمہ: محمد بن جبیر نے اپنے باپ جبیر بن مطعم سے روایت کی جبکہ وہ بدر کے قیدیں

بَابُ الْحَرْبِيِّ اِذَا دَخَلَ دَارَ الْاِسْلَامِ بِغَيْرِ اَمَانٍ

۲۸۴۳ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا اَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَنَفَّلَهٗ سَلَبَهٗ يَعْنِيْ اَعْطَاهُ ـــ

باب ـــ جب حربی دارالاسلام میں امان لئے بغیر داخل ہو

۲۸۴۳ ـــ ترجمہ : ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم نے اپنے والد سلمہ بن اکوع سے روائت کی اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس مشرکوں کا جاسوس آیا جبکہ آپ ایک سفر میں تھے وہ آپ کے صحابہ کرام کے پاس بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا پھر وہ جلدی سے اُٹھ کر چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کو تلاش کرو اور قتل کر دو۔ حضرت سلمہ بن اکوع نے اس کو قتل کیا تو آپ نے اس کا سارا سامان سلمہ بن اکوع کو دے دیا "

۲۸۴۳ ـــ شرح : حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے جس حربی کو قتل کیا تھا وہ امان لے کر نہ آیا تھا بلکہ وہ فساد ڈالنے آیا تھا۔ دراصل مذکور جاسوس سے بظاہر یہ موہوم تھا کہ وہ امان لے کر آیا تھا لیکن جب اُس نے اپنا کام کر لیا اور جاسوسی پوری کر لی تو جلدی سے دوڑنے لگا جس سے یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ حربی ہے اور امان لئے بغیر دارالاسلام میں داخل ہُوا ہے اس لئے اس کو قتل کر دیا گیا۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے "

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حربی جاسوس کو قتل کیا جائے گا اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔ لیکن جاسوس معاہد یا ذمی میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جاسوس معاہد یا ذمی جب جاسوسی کرے تو اس کا معاہدہ اور ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر حکومت اس کو غلام بنانا چاہے تو بنا سکتی ہے۔ اور اس کو قتل کر دینا بھی جائز ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں اس طرح معاہدہ ختم نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی شرط نہ کی جائے کہ اگر اس معاہد نے جاسوسی کی تو معاہدہ ختم ہوگا۔ اگر جاسوس مسلمان ہو تو امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور بعض مالکی علماء رضی اللہ عنہم کہتے ہیں حکومت حسبِ منشا اس کو تعزیر لگا سکتی ہے قتل نہیں کر سکتی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے متعلق امام اجتہاد کرے جو بھی اس کے علم و یقین میں

بَابُ جَوَائِزِ الْوَفْدِ

۲۸۴۵ ــــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ الْاَحْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ فَقَالَ ائْتُونِي بِكِتَابٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ اَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا اَهَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُونِي فَالَّذِي اَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي اِلَيْهِ وَاَوْصٰى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيزُهُمْ وَنَسِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُويَعْقُوبَ بْنُ مُحَمَّدٍ سَاَلْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ وَقَالَ يَعْقُوبُ وَالْعَرْجُ اَوَّلُ تِهَامَةَ

باب ــــ وفد کو عطیّہ دینا

۲۸۴۵ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جمعرات کا دن اور جمعرات کا دن کیسا دن ہے۔ پھر وہ رو پڑے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں نے کنکریاں تر کر دیں اور کہا جمعرات کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا ،، تو آپ نے فرمایا میرے پاس کتاب لاؤ میں تمہارے لئے تحریر کر دوں پھر میرے بعد کبھی نہ پھسلو گے لوگوں نے جھگڑا کیا اور نبی ،، علیہ الصلوٰۃ والسلام ،، کے پاس جھگڑا مناسب نہیں لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا چھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہوں جس طرف تم مجھے بُلا رہے ہو اور وفات کے وقت آپ نے تین باتوں کی وصیت کی عرب کے جزیرہ سے مشرکوں کو نکال دو ، وفد کو اسی طرح عطیہ دو جس طرح میں ان کو دیا کرتا تھا۔ تیسری بات کو میں بھول گیا۔ یعقوب بن محمد نے کہا میں نے مغیرہ بن عبد الرحمٰن سے جزیرۂ عرب کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا مکہ مکرمہ ، مدینہ منورہ ، یمامہ اور یمن ہے۔ یعقوب نے کہا عرج سے مراد تہامہ کی ابتدائی حصہ ہے۔

فیصلہ کرلیں اگر ہمارے لئے ہو تو ہم کو معلوم ہو جائے گا اور ہم لوگوں کو کہہ سکیں گے اور اگر کسی اور کے لئے فرمائیں گے تو ہم اس کو خبردار کرسکیں گے اس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا میں اس کے لئے آپ سے ہرگز کچھ عرض نہیں کروں گا کیونکہ اگر آپ نے انکار کر دیا تو لوگ ہم کو کبھی خلافت پر فائز نہیں ہونے دیں گے میں تو آپ سے خلافت کے متعلق کبھی عرض نہیں کروں گا۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علی وصی نہیں تھے ورنہ ان کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے میں کیا مانع تھا؟

علاوہ ازیں ایامِ مرض میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نماز کی امامت پر مامور تھے۔ اور کسی کو نماز پڑھانے کی ہرگز ہرگز اجازت نہ تھی حتی کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ایک نماز میں امامت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سن کر فرمایا "لا لا" "یہ نماز نہ پڑھائیں - اور فرمایا: مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ "کہ ابوبکر کو کہو وہ نماز پڑھائیں" غالباً اثنا عشریہ کی کتب میں بھی یہ مذکور نہیں کہ حضرت علی نے کوئی نماز ایامِ مرض میں پڑھائی ہو، البتہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھاتے رہے حتی کہ آخری نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھا رہے تھے تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ طیبہ کا پردہ اٹھا کر دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تبلیغ کر دی ہے۔ اس کے بعد آپ وفات فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ " اگر بنظرِ انصاف دیکھا جائے تو دلائل سے یہی ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت مبرہن اور مُجْمَعٌ عَلَیْہِ ہے۔ جبکہ اطراف و اکناف کے لوگ اور جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر متفق تھے۔ حتی کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر کوئی تنقید نہ کی تھی اور برضاء عام صحابہ کرام کے ہجوم میں آپ کی بیعت کی واللہ یہدی السبیل" قولہ اَھَجَرَ " ہمزہ استفہام ماضی کے صیغہ پر داخل ہے۔ ایک روایت میں ہمزہ نہیں۔ یعنی جب انھوں نے دیکھا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم میں دارِ فنا سے انتقال کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں تو انھوں نے کہا کیا آپ ہم کو داغِ مفارقت دے رہے ہیں؟ اس کا صحیح معنی یہی ہے۔ بعض علماء نے کچھ اور معانی بھی بیان کئے ہیں لیکن آپ کی شان کے لائق نہیں اور نہ ہی وہ عقل کا مقتضیٰ ہیں۔ چنانچہ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ لوگوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام خلط ملط ہو رہا ہے اور یہ قابلِ فہم نہیں۔ ابن تین نے کہا "محاورہ ہے" کہ ہجر العلیل، جبکہ بیمار ادھر ادھر کی باتیں کرے۔ ابن درید نے کہا۔ کہا جاتا ہے " ھَجَرَ الرَّجُلُ فِی الْمَنْطِقِ، جب وہ ایسی باتیں کرے جن کا کوئی مفہوم نہ ہو اور اَھْجَرَ کا معنیٰ ان میں اضافہ ہے" ان تمام معانی میں ترکِ ادب ہے اور یہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی شان کے لائق نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ " اَھَجَرَ " میں ہمزہ استفہام انکاری کا ہے۔ یعنی جن لوگوں نے کہا تھا کہ نہ لکھو انھوں نے ان کے کلام کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو ایسا نہ سمجھو جیسے کوئی بے مقصد بات کر رہا ہے۔ اور اگر ہمزہ کے بغیر روایت صحیح ہو تو معنیٰ یہ ہوگا کہ راوی نے جب آپ کی وفات کی حالت اور عظیم مصیبت دیکھی تو اس کو حیرت اور دہشت لاحق ہوئی اور تکلیف کی شدت کی ہجر سے تعبیر کی" اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " دَعُوْنِیْ " مجھے چھوڑ دو اور میرے پاس جھگڑا نہ کرو " کا معنی یہ ہے کہ میں خالقِ کائنات سے ملاقات کی تیاری میں مصروف و مراقب ہوں اور اس کی فکر میں پوری توجہ مبذول کر رکھی ہے لہٰذا میرے پاس جھگڑا کرنا مناسب

بَابٌ كَيْفَ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ

۲۸۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامٌ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ

باب قاصدوں کی آمد پر زیبائش کرنا "

۲۸۴۶ — ترجمہ : سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ریشمی جوڑا بازار میں فروخت ہوتا پایا تو وہ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یہ جوڑا خرید لیجئے اور عید اور وفود (قاصدوں) کی آمد کے وقت زیب تن کیا کریں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لباس صرف اُن لوگوں کے لئے ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پھر ماشاء اللہ کچھ دن ٹھہرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی جبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو وہ اس کو لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ یہ اُن لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں یا یہ فرمایا۔ اس کو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں حصہ نہیں پھر آپ نے میری طرف یہ بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو فروخت کر دو یا اس سے کوئی حاجت پوری کرلو۔

۲۸۴۶ — شرح : چادر اور تہبند کا حلّہ کہلاتا ہے۔ استبرق موٹا ریشمی کپڑا ہے یہ غیر عربی لفظ ہے دراصل یہ اِستبرہ ہے "وفد" وافد کی جمع ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رسول یا امیر کے پاس باہر سے آتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ریشم مردوں کے لئے ضرورت کے بغیر حرام ہے۔ البتہ جسم پر خارش ہو جائے یا جنگ میں پہننا جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے روز اور قاصدوں کی آمد پر نفیس اور عمدہ کپڑے پہننے چاہئیں اور قریبی رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے اگرچہ وہ کافر ہوں جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ریشمی جبہ اپنے مشرک بھائی کو مکہ بھیج دیا تھا نیز نیک اور صالح لوگ خود بخود خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ یہ حدیث (۸۷۸) کتاب الجمعہ میں بھی گزری ہے۔

باب — بچوں پر اسلام کیسے پیش کیا جائے

۲۸۴۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر فاروق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ایک گروہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابن صیاد کی طرف گئے اور بنی مغالہ کے ٹیلوں کے پاس اس کو بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا جبکہ اس وقت ابن صیاد

النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهُ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہے تو تم اس پر ہرگز مسلط نہیں ہو سکتے ہو اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل میں بہتری نہیں۔ ابن عمر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُبی بن کعب چلتے ہوئے کھجور کے درختوں میں آئے جن میں ابن صیاد رہتا تھا حتیٰ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے تنوں میں چھپنے لگے (تاکہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیلہ کر رہے تھے تاکہ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے آپ اس سے کچھ سُن لیں جبکہ ابن صیاد اپنے بستر پر اپنی چادر میں لیٹا ہوا لیٹا تھا جس میں گنگناہٹ کی آواز آ رہی تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا جبکہ آپ کھجور کے تنوں کی آڑ میں چھپتے چھپاتے تشریف لے جا رہے تھے۔ اس نے ابن صیاد کو کہا۔ اے صاف۔ یہ اس کا نام ہے۔ ابن صیاد جلدی سے اُٹھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ عورت اس کو چھوڑے دیتی (بیدار نہ کرتی) تو وہ بہت کچھ بیان کرتا۔ سالم نے کہا ابن عمر نے کہا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ کیا اور اللہ کی ثناء کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر دجال کو ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں کوئی بھی نبی نہیں ہوا لیکن اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے عنقریب اس کے متعلق بات کروں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کی۔ تم یقین کرو کہ وہ بھینگا ہے اور اللہ تعالیٰ بھینگا نہیں ہے۔ (حدیث ۱۲۷۵ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود سے فرمانا "مسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہو گے"

۲۸۵۰ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِسْتَعْمَلَ مَوْلًی لَهٗ یُدْعٰی هُنَیًّا عَلَی الْحِمٰی فَقَالَ یَا هُنَیُّ اُضْمُمْ جَنَاحَكَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ وَاَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَیْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَیْمَةِ وَاِیَّایَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ فَاِنَّهُمَا اِنْ تَهْلِكْ مَاشِیَتُهُمَا یَرْجِعَانِ اِلٰی زَرْعٍ وَنَخْلٍ وَاِنَّ رَبَّ الصُّرَیْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَیْمَةِ اِنْ تَهْلِكْ مَاشِیَتُهُمَا یَاْتِنِیْ بِبَنِیْهِ فَیَقُوْلُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَفَتَارِكُهُمْ اَنَا لَا اَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَاُ اَیْسَرُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیل کے مسلمان ہونے سے پہلے اس کے تصرف کو تسلیم کیا اور جو تصرف اسلام کے بعد ہو وہ بطریق اَولیٰ مسلّم ہے۔ باب کے عنوان کی توضیح یہ ہے کہ جب دارالحرب میں حربی مسلمان ہوجائیں۔ حالانکہ وہاں ان کے اموال اور زمینیں اور دیگر سرمایہ ہے جب ان پر مسلمان غلبہ حاصل کرلیں تو وہ اپنے سرمایہ وغیرہ کے حقدار ہیں۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوجائے جبکہ وہاں اس کی زمینیں اور دیگر اموال ہیں۔ اس کے بعد وہ سب کچھ چھوڑ کر دارالاسلام میں آگیا پھر مسلمانوں نے دارالحرب پر حملہ کیا اور وہ شخص مسلمان فوج میں شامل تھا وہ اپنے اموال، زمینیں اور چھوٹے چھوٹے بچے اپنی تحویل میں کرلے کیونکہ چھوٹے بچے اسلام میں اپنے والد کے تابع ہوتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا تمام سرمایہ مفتوح علاقہ کے تابع ہیں لہٰذا وہ سب فیٔ ہوں گے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان میں فرق کیا ہے انھوں نے کہا جب وہ اپنے شہر میں مسلمان ہوگیا پھر وہ دارالاسلام میں آگیا اس کی چھوٹی اولاد آزاد مسلمان ہیں اور جو سرمایہ مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھا ہے وہ اس کی ملکیت ہے۔ اور جو سرمایہ حربی کے پاس امانت رکھی ہے وہ اور اس کی زمین فیٔ شمار ہوگی وہ اس کا حقدار نہ ہوگا اور جب وہ دارالاسلام میں مسلمان ہوا پھر مسلمانوں نے دارالحرب پر غلبہ حاصل کرلیا تو اس کا سارا مال مسلمانوں کے لئے فیٔ ہے۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دارالاسلام اور دارالحرب کا حکم مختلف ہے۔ امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے دارالاسلام میں مسلمان ہونے اور دارالحرب میں مسلمان ہونے میں فرق نہیں کیا (عینی) واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

۲۸۵۰ ـــ اپنے آزاد کردہ غلام ھُنَیّ کو چراہ گاہ پر حاکم مقرر کیا اور فرمایا اے ھُنَیّ مسلمانوں پر مہربانی کرنا اور مظلوم کی بددعاء سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا مقبول ہے۔ اور اس چراگاہ میں

بَابُ كِتَابَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ

۲۸۵۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِي مَنْ يَلْفِظُ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِينَا حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ

ان دونوں کو بطور مثال ذکر کیا ہے کیونکہ ان کے مویشی بہت زیادہ تھے جبکہ وہ مال دار صحابہ میں سے تھے۔ ان کو حتمی طور پر منع کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ اگر چراگاہ میں صرف ان دونوں کے جانوروں کی گنجائش ہو تو تھوڑے جانوروں والے زیادہ مستحق ہیں۔ قولہ لیروٗن ،، یعنی تھوڑے جانور والے یہ اعتقاد کر لیں گے کہ ہمیں نے چراگاہ مقرر کر کے ان پر ظلم کیا ہے جبکہ وہ کثیر تعداد میں ہیں اور مدینہ منورہ کے اطراف و اکناف کے رہنے والے ہیں اور یہ زمینیں ان کی ہیں اُنھوں نے جاہلیت کے زمانہ میں جنگیں کر کے ان کی حفاظت کی ہے اس لئے ان کو چراگاہ سے روکنا اچھا نہ ہوگا اور ان کو گھاس اور پانی دینا سونے چاندی دینے سے آسان ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو چراگاہ اس لئے بنایا کہ وہ بنجر زمین تھی اُنھوں نے اس کو صدقہ کے جانوروں اور عام لوگوں کی مصلحت کے لئے حکومت کی تحویل میں کیا تھا۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی گاؤں کی شاملات جہاں لوگ مویشی وغیرہ چراتے ہیں اس گاؤں والوں کا حق ہے۔ بادشاہ اس کو فروخت نہیں کر سکتا جبکہ وہ ان کی ضرورت سے زائد نہ ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چراگاہ میں چالیس ہزار اونٹ اور گھوڑے وغیرہ تھے۔

باب بادشاہ کا مُسلمانوں کے نام لکھنا

۲۸۵۱ ترجمہ : حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے ان کے نام لکھ کر مجھے دو۔ ہم نے ایک ہزار پانچ سو مَردوں کے نام لکھ کر دیئے۔ میں نے سوچا کہ ہم ڈرتے ہیں حالانکہ ہم ڈیڑھ ہزار ہیں۔ اور اپنے کو فتنہ میں مبتلاء دیکھتے ہیں حتیٰ کہ ہم سے بعض ڈر کے باعث تنہا نماز پڑھتے ہیں۔

۲۸۵۱ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ،، نخاف ،، پر ہمزہ استفہام مقدر ہے۔

بَابٌ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

۲۸۵۴ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَاَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الَّذِيْ قُلْتَ لَهُ اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّارِ قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ اَنْ يَّرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ قِيْلَ اِنَّهُ

حدیث کا دارومدار اعمش پر ہے۔ اور تعداد میں ان کے تلامذہ کا اختلاف ہے۔ اور اتفاق کی صورت اُوپر ذکر کردی گئی ہے"

۲۸۵۳ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں فلاں جنگ میں میرا نام لکھا گیا ہے جبکہ میری بیوی حج کے لئے تیار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

(حدیث ع ۲۸۰۴ اور ع ۱۷۴۲ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر کے ذریعہ دین اسلام کی مدد کرتا ہے"

۲۸۵۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ (جنگ) میں تھے۔ تو آپ نے ایک شخص جو مسلمان ہونے کا مدعی تھا کے متعلق فرمایا یہ شخص دوزخی ہے جب لڑائی شروع ہوئی تو اس شخص نے بہت سخت جنگ کی (کئی لوگوں کو تہ تیغ کیا) اور وہ بہت زخمی ہوگیا تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے۔ اس نے آج سخت لڑائی کی ہے اور فوت ہوگیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں گیا۔ ابوہریرہ نے کہا کہ قریب تھا کہ بعض لوگ شک و شبہ

بَابُ مَنْ تَاَمَّرَ فِی الْحَرْبِ مِنْ غَیْرِ اِمْرَۃٍ اِذَا خَافَ الْعَدُوَّ

۲۸۵۶ — حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ ثَنَا ابْنُ عُلَیَّۃَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ ہِلَالٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَھَا جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَھَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَھَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ مِنْ غَیْرِ اِمْرَۃٍ فَفُتِحَ عَلَیْہِ وَمَا یَسُرُّنِیْ اَوْقَالَ مَا یَسُرُّھُمْ اَنَّھُمْ عِنْدَنَا قَالَ وَاِنَّ عَیْنَیْہِ لَتَذْرِفَانِ

باب — جو شخص جنگ میں امیر بنائے بغیر امیر بن جائے جبکہ دشمن سے خطرہ ہو،،

ترجمہ ۲۸۵۶ — انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیتے ہُوئے فرمایا جھنڈا زید نے پکڑا اور وہ شہید ہو گیا پھر اس کو جعفر نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر عبد اللہ بن رواحہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گیا پھر اس کو خالد بن ولید نے پکڑ لیا حالانکہ امیر نہ بنایا گیا تھا اُن کے ہاتھ پر فتح ہو گی،، مجھے اس کی خوشی نہیں یا یہ فرمایا کہ ان کو اس کی خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس رہتے انس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں،،

شرح ۲۸۵۶ — یہ غزوہ موتہ کا بیان ہے جو آٹھ ہجری کو جمادی الاولیٰ میں لڑا گیا تھا واقدی نے کہا اس کا سبب یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کعب بن عمیر غفاری کو پندرہ اشخاص کے ساتھ بھیجا جب شام میں ذات طلاع کے مقام پر پہنچے تو ان کو بنو قضاعہ کے بہت سے لوگ ملے ان کو اُنھوں نے اسلام کی دعوت دی۔ اُنھوں نے اسلام تو قبول نہ کیا اور ان کو تیر مارنے شروع کر دیئے جب اُنھوں نے دیکھا کہ یہ لوگ لڑنے کے لئے تیار ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سخت جنگ کی اور سب شہید ہو گئے ایک شخص ان میں سے نکل گیا جو زخموں سے گھائل تھا۔ اُس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کو خبر پہنچائی تو آپ نے تین ہزار کا لشکر بلقاء کے علاقہ کی طرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا اور فرمایا اگر

بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ

۲۸۵۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُوْلَحْيَانَ فَزَعَمُوْا اَنَّهُمْ قَدْ اَسْلَمُوْا وَاسْتَمَدُّوْهُ عَلٰى قَوْمِهِمْ فَاَمَدَّهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّآءَ يَحْطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ فَانْطَلَقُوْا بِهِمْ حَتّٰى بَلَغُوْا بِئْرَ مَعُوْنَةَ غَدَرُوْا بِهِمْ وَقَتَلُوْهُمْ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَبَنِىْ لَحْيَانَ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّهُمْ قَرَءُوْا بِهِمْ قُرْاٰنًا اَلَا بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا بِاَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا ثُمَّ رُفِعَ ذٰلِكَ بَعْدُ

آ جاتا تو مسلمانوں کی قوت کو ناقابلِ تلافی دھچکا لگتا جو کسی صورت میں مستحسن نہ تھا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اسرار کے پیشِ نظر خالد بن ولید اور فتح موتہ کو ذکر نہیں کیا تھا جن کا اخفاء ضروری تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — امداد کے لئے کمک بھیجنا

۲۸۵۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رِعل، ذکوان، عُصَیّہ اور بنو لحیان قبائل کے لوگ آئے اور اُنھوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ اسلام قبول کر چکے ہیں اور اپنی قوم کے لئے آپ سے مدد طلب کی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصار سے ان کی مدد کی انس نے کہا ہم ان کو قاری کہتے تھے وہ دن میں جنگل سے لکڑیاں چن کر لایا کرتے تھے اور رات کو نماز پڑھنے میں مشغول رہتے۔ وہ ان کو اپنے ساتھ لے کر چلے گئے حتیٰ کہ بئرِ معونہ پہنچے تو ان سے دھوکا کیا اور ان کو قتل کر دیا (جب آپ کو خبر پہنچی) تو آپ نے ایک مہینہ دعاءِ قنوت پڑھی اور رعل، ذکوان اور بنو لحیان کے لئے بددعا فرماتے رہے۔ حضرت قتادہ نے کہا ہم سے انس نے بیان کیا کہ مسلمان ان کی شان میں ایک عرصہ تک یہ آیت پڑھتے رہے۔ خبردار ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ بات پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہم کو

باب مَنْ قَسَمَ الْغَنِيْمَةَ فِيْ غَزْوِهِ وَسَفَرِهِ وَقَالَ رَافِعٌ
كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلًا
فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ

۲۸۵۹ـــ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ اِعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ

جنگ میں تین دن قیام فرماتے تھے اس کی معاذ اور عبدالاعلیٰ نے متابعت کی اور کہا ہم سے سعید نے اُنھوں نے قتادہ سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے ابوقتادہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی۔

۲۸۵۸ـــ مشرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی علاقہ فتح کرتے تو وہاں اس علاقہ میں کم ازکم تین روز ٹھہرتے تاکہ غلبہ کے اثرات ظاہر ہو جائیں، احکام نافذ ہو جائیں گویا کہ آپ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہم یہاں قیام پذیر ہیں اگر تم میں کچھ طاقت ہو تو آؤ اور رہی سہی قوت کا مظاہرہ کر لو۔ بعض علماء نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ عموماً مسافر تین روز آرام کرتا ہے۔ چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ نے حجۃ الوداع کیا تھا۔ کوئی شخص حج کے احکام پورے کرنے کے بعد تین روز سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہرے یا اس لئے کہ غنیمت وغیرہ کی تقسیم میں اتنے دن گزر جاتے تھے۔ ابن منیر نے کہا شائد مقصد یہ ہوتا ہوگا کہ اس زمین میں اسلام کی قوت اور غلبہ کا پورا اظہار ہو جائے اور مسلمانوں کے شعائر کا شہرہ ہو" واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ جس نے میدانِ جنگ اور سفر میں غنیمت تقسیم کی "

رافع نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ذوالحلیفہ میں تھے حالانکہ ہم بکریاں اور اونٹ غنیمت پائی تھی تو آپ نے دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر دیں۔

۲۸۵۹ ـــ ترجمہ : قتادہ سے روائت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی کریم

۲۸۶۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا لِابْنِ عُمَرَ أَبَقَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَرَدَّهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ وَأَنَّ فَرَسًا لِابْنِ عُمَرَ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدُّوْهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللهِ عَارَ اُشْتُقَّ مِنَ الْعَيْرِ وَهُوَ حِمَارُ الْوَحْشِ أَيْ هَرَبَ۔ ۲۸۶۲ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ عَلَى فَرَسٍ يَوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُوْنَ وَأَمِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعَثَهُ أَبُوْبَكْرٍ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَلَمَّا هُزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ

۲۸۶۱ — ترجمہ : نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا غلام بھاگ گیا اور رومیوں سے جا ملا۔ جب ان پر مسلمانوں نے غلبہ حاصل کیا تو وہ اُن کو واپس کر دیا۔ اُن کا ایک گھوڑا بھی بھاگ گیا اور رومیوں سے جا ملا جب ان پر خالد بن ولید نے غلبہ پایا وہ عبداللہ بن عمر کو واپس کر دیا۔ بخاری نے کہا "عَارَ" عیر سے مشتق ہے اور وہ حمارِ وحشی ہے یعنی بھاگ گیا۔

۲۸۶۲ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی جب مسلمانوں نے رومیوں سے مقابلہ کیا تو عبداللہ بن عمر گھوڑے پر سوار تھے۔ اس دن مسلمانوں کے امیر خالد بن ولید تھے ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیر مقرر کیا تھا۔ اس گھوڑے کو دشمن نے پکڑ لیا۔ جب وہ شکست کھا گیا تو حضرت خالد بن ولید نے ان کا گھوڑا واپس کر دیا۔

۲۸۶۰ تا ۲۸۶۲ — شرح : اس حدیث سے بعض علماء اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ حربی کافر جب مسلمانوں کی کسی شیٔ پر غلبہ سے قبضہ کر لیں تو وہ اس کے مالک نہیں ہوتے جب ان پر مسلمان غلبہ حاصل کر لیں تو مالِ غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے یا بعد وہ شیٔ لے سکتا ہے۔ حضرت علی، حسن بصری اور عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا وہ شیٔ اس شخص کو کسی صورت میں واپس نہ کی جائے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم نے کہا مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اگر وہ شخص اس کو پہچان لے تو وہ کوئی عوض دیئے بغیر اس کو لے سکتا ہے اور تقسیم کے بعد اس کی قیمت ادا کر کے لے گا۔ اُنھوں نے ابو داؤد کی حدیث سے استدلال کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے اپنا اُونٹ پا لیا جس کو مشرک لے گئے تھے۔ تو سید عالم

۲۸۶۴ـــ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰى اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ قَالَتْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِیْ وَعَلَیَّ قَمِیْصٌ اَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَنَہْ سَنَہْ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ وَھِیَ بِالْحَبَشِیَّۃِ حَسَنَۃٌ قَالَتْ فَذَھَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّۃِ فَزَبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْھَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَ [اَخْلِقِیْ قَالَ] عَبْدُ اللّٰہِ فَبَقِیَتْ حَتّٰی ذَکَرَتْ ؂

عامور بن یافث بن نوح علیہ السّلام کی طرف منسوب ہے۔ اہلِ فارس کا دین صابئہ تھا پھر وہ مجوسی ہو گئے اور آتش کدہ بنایا یہ لوگ بڑے سیاستدان، ملکی انتظام کے ماہر، جنگی تدبیر میں حاذق اور امور کی اوضاع میں بہت ماہر تھے۔ یہ لوگ خطابت میں نامور، نظافت و پاکیزگی میں مشہور تھے۔ اچھا کھانا کھاتے، بہترین لباس پہنتے تھے۔ رَطَانَتْ ،، یہ غیر عربی کلام ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس کلام سے اس طرف اشارہ کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام زبانیں جانتے تھے کیونکہ آپ تمام اُمتوں کی طرف مبعوث ہیں اور سب کی زبانیں مختلف ہیں۔ ساری دُنیا کی قومیں آپ کی قوم ہیں کیونکہ آپ کی رسالت عام ہے۔ اس لئے آپ تمام زبانیں جانتے تھے تاکہ آپ ان کا کلام سمجھیں اور وہ آپ کا کلام سمجھیں۔ آپ کی عموم رسالت کی دلیل قرآن پاک ہے ارشاد ہے "قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ،، بلکہ آپ ثقلین کے لئے مبعوث ہیں اور ان سب کی زبانیں مختلف ہیں جو آپ جانتے ہیں۔ زعلبی، قَوْلُہٗ ،، حَیَّھَلًا ،، یہ حَیَّ اور ھَلْ سے مرکب ہے۔ منوّن اور غیر منوّن پڑھا جاتا ہے۔ یعنی بہت جلدی آؤ ،، اکرحیی ،، تنہا استعمال ہو تو اس کا معنی ہے ،، آؤ ،، اور ھلا تنہا کا معنی ہے۔ ٹھہرو ،،

۲۸۶۴ـــ ترجمہ : ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے والد کے ساتھ آئی جبکہ میری قمیص زرد رنگ کی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھی ہے۔ عبد اللہ نے کہا سنہ کا معنی حبشی زبان میں حسنہ اور عمدہ ہے۔ ام خالد نے کہا پھر میں خاتم نبوت سے کھیلنے لگی میرے باپ نے مجھے ایسا کرنے سے روکا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دیجیے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ کرتہ پرانا کر اور پھاڑ پھر اس کو پرانا کر اور پھاڑ پھر اس کو پرانا کر اور پھاڑ "عبد اللہ بن مبارک نے کہا وہ بہت زمانہ باقی رہا حتیٰ کہ لوگ اس کا ذکر کرتے تھے (کہ اس کی عمر بہت لمبی ہے)

۲۸۶۴ـــ شرح : اس حدیث میں لفظ ،، خالد ،، کو تین بار ذکر کیا ہے۔ اس کے ستیات جُداگانہ

٢٨٦٦ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ ثَنِي أَبُو زُرْعَةَ ثَنِي
أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ
أَمْرَهُ قَالَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيمَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ
عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ
لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي
فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُولُ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ
فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَقَالَ أَيُّوبُ
السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ أَبِي حَيَّانَ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ

٢٨٦٦ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا اور خیانت کا ذکر کیا اور اس کو بھاری گناہ ظاہر کیا اور اس کو بڑا جرم قرار دیا، آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں جس کی گردن پر بکری ہو جو آواز دیتی ہو اس کی گردن پر گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہو اور وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے تو میں کہوں گا تیرے لئے میں کسی شئ کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا اور اس کی گردن پر اُونٹ ہو جو بلبلا رہا ہو اور وہ کہے گا یا رسول اللہ میری امداد کیجئے تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی شئ کا مالک نہیں ہوں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا اور اس کی گردن پر سونا چاندی ہو وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی شئ کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا۔ یا اس کی گردن پر ٹکڑے حرکت کر رہے ہوں وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی شئ کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا۔ ایوب نے ابو حیّان سے "فرس له حمحمة" روایت کی ہے

٢٨٦٦ ـــ شرح : علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ان لوگوں کی فریاد کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ میں تیرے لئے مغفرت کا مالک نہیں میں نے تجھے اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا اس کے بعد تیرے لئے کوئی عذر قابل قبول نہیں یہ انتہا زجر و تغلیظ ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گنہگاروں کے لئے صاحب شفاعت ہیں۔ آپ ان کی شفاعت کے مالک ہیں۔ یہ حدیث اس آیت کریمہ "مَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" کی تفسیر ہے۔ یعنی دنیا میں جو خیانت کی ہوگی قیامت میں ساری مخلوق کے سامنے اس کو اپنے مونڈھوں پر اٹھا کر لائیگا

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ

۲۸۶۸ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ

اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر ایک شخص مقرر تھا۔ اس کو کرکرہ کہا جاتا تھا وہ مرگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آگ میں جل رہا ہے۔ پھر لوگوں نے اس کا اسباب دیکھنا شروع کیا تو اس میں عباء دیکھی جو اس نے خیانت کی تھی۔ امام بخاری نے کہا۔ ابن سلام نے کہا کرکرہ کے کاف پر فتحہ ہے اسی طرح لکھا جاتا ہے۔

۲۸۶۷ـــ شرح : یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اس میں اُنھوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ نے اس شخص کا سامان جلوا دیا ہو جس کو کرکرہ کہا جاتا تھا جس نے عباء خیانت کی تھی۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ صحیح تر یہی ہے کہ خیانت کرنے والے کا سامان جلانا جائز نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوداؤد نے صالح بن محمد بن زائدہ لیثی کے طریق سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں مسلمہ بن عبدالمالک کے ساتھ روم گئے تو ایک شخص کو لایا گیا جس نے خیانت کی تھی تو اُنھوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے اپنے باپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو پاؤ کہ اس نے خیانت کی ہے تو اس کا سامان جلا دو اس کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید اور دارقطنی نے صالح بن محمد کو ضعیف کہا ہے لہٰذا ابوداؤد میں مذکور حدیث ضعیف ہے۔ اسی لئے امام بخاری نے کہا کہ صحیح تر روایت وہ ہے جس میں سامان جلانے کا ذکر نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے مذکور حدیث میں ہے کہ وہ آگ میں ہے۔ ابن تین سے داؤدی سے روایت کی ہے کہ خیانت والے شخص کی سزا تو یہی ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کو قبر میں یہ عذاب ہو اور جہنم سے نجات پا جائے۔ نیز ہوسکتا ہے کہ اُس نے نفاق چھپا رکھا ہو یا اس کا خیانت کے علاوہ اور گناہ بھی ہو جس کے باعث وہ آگ میں داخل ہو۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے نکالا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ الْبِشَارَةِ فِي الْفُتُوحِ

٢٨٦٩ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ ثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيهِ خَثْعَمُ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةٍ مِنْ اَحْمَسَ وَكَانُوا اَصْحَابَ خَيْلٍ فَاَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ اَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ اِلَيْهَا فَكَسَرَهَا

ڈ ہے ۔ رجاء اور نخاف کا معنی واحد ہے ۔ یعنی ہمارے پاس چھریاں نہیں اور دشمن سے مقابلہ کا ڈر ہے ۔ اگر ہم تلوار سے ذبح کریں گے تو وہ کند ہو جائیں گی اور دشمن کے مقابلہ میں دشواری ہو گی اس لئے بانس سے ذبح کرنے کی اجازت چاہی چونکہ ذبح سے مقصد خون بہانا ہے جو نجس ہے اور وہ بانس سے بھی ہو سکتا ہے ۔ اس لئے فرمایا جو شئی خون بہا دے اس سے ذبح کر سکتے ہو ۔ مہلب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈیاں اُلٹ دینے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ اُنھوں نے ذوالحلیفہ میں ذبح کیا تھا اور وہ دارالاسلام کی زمین ہے ۔ اس میں مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ تقسیم کے بغیر کوئی شئی ذبح کریں ۔ علامہ قرطبی نے کہا لوگوں کو صرف شوربا ضائع کرنے کا حکم دیا گیا گوشت کو ضائع نہیں کیا گیا تھا کیونکہ وہ مجاہدین کا مال تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ اس گوشت کو اکٹھا کر کے غنیمت میں شامل کر دیا گیا تھا کیونکہ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ گوشت کو ضائع کر دیا گیا تھا ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حدیث ع۲۳۲۵ کی شرح دیکھیں

باب — فتوحات کی بشارت دینا

٢٨٦٩ — ترجمہ : قیس نے کہا مجھے جریر بن عبداللہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ذی الخلصہ کو خراب کر کے مجھے آرام نہیں پہنچاتے ہو؟ ذی خلصہ قبیلہ خثعم میں ایک مکان تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا ۔ میں احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا ان کے پاس گھوڑے تھے ۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا ہوں ۔ آپ نے میرے سینہ

بَابُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ

۲۸۷۰ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا شَیْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰکِنْ جِهَادٌ وَّنِیَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا

۲۸۷۱ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی اَنْبَانَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ مُجَاشِعٌ بِاَخِیْهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذَا مُجَالِدٌ یُبَایِعُكَ عَلَی الْهِجْرَةِ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَکَّةَ وَلٰکِنْ اُبَایِعُهٗ عَلَی الْاِسْلَامِ

۲۸۷۲ـــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرٌو وَابْنُ جُرَیْجٍ سَمِعْتُ عَطَآءً یَقُوْلُ ذَهَبْتُ مَعَ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ اِلٰی عَائِشَةَ وَهِیَ مُجَاوِرَةٌ بِثَبِیْرٍ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مُنْذُ فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَکَّةَ

علّامہ قسطلانی نے نقل کیا ہے کہ جس نے کعب کو ان کی توبہ قبول ہونے کی خوشخبری سُنائی تھی اور اس کی طرف سعی کی تھی وہ حمزہ بن عمرو اسلمی تھے

باب ـــ فتح مکّہ کے بعد ہجرت نہیں

۲۸۷۰ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز فرمایا۔ اب ہجرت ختم ہوگئی لیکن جہاد اور نیّت ہے جب تم کو جہاد کے لئے نکالا جائے فوراً نکلو۔

۲۸۷۱ ـــ ترجمہ: ابوعثمان نہدی نے مُجاشع بن مسعود سے خبر دی کہ وہ اپنے بھائی مُجالد بن مسعود کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یہ مجالد ہے ہجرت پر آپ کی بیعت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی لیکن اس کی اسلام پر بیعت لیتا ہوں۔

صَاحِبِكَ عَلَى الدِّمَاءِ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرُ
فَقَالَ ائْتُوا رَوْضَةَ كَذَا وَكَذَا وَتَجِدُونَ بِهَا امْرَأَةً أَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا
فَأَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا الْكِتَابَ قَالَتْ لَمْ يُعْطِنِي فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ
فَأَخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا فَأَرْسَلَ إِلَى حَاطِبٍ فَقَالَ لَا تَعْجَلْ وَاللّٰهِ مَا كَفَرْتُ
وَلَا ازْدَدْتُ لِلْإِسْلَامِ إِلَّا حُبًّا وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا وَلَهُ بِمَكَّةَ
مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَلَمْ يَكُنْ لِي أَحَدٌ فَأَحْبَبْتُ أَنْ
أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي
أَضْرِبْ عُنُقَهُ فَإِنَّهُ قَدْ نَافَقَ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ
بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَهٰذَا الَّذِي جَرَّأَهُ

بن ابی بلتعہ نے رقعہ دیا ہے۔ ہم اس باغ میں آئے تو ہم نے اس سے کہا وہ رقعہ دو۔ اُس نے کہا مجھے حاطب نے کوئی رقعہ نہیں دیا۔ ہم نے کہا رقعہ نکالو یا میں تجھے ننگا کر دوں گا پھر اس نے خط اپنے مقعد ازار سے نکالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو پیغام بھیجا تو حاطب نے کہا حضور آپ جلدی نہ فرمائیں۔ خدا کی قسم میں نے کفر نہیں کیا اسلام کی محبت کے سوا میں نے کوئی شئ زیادہ نہیں کی۔ آپ کے صحابہ کرام میں کوئی شخص نہیں مگر مکہ میں اس کے وہاں عزیز ہیں جو اس کے اہل وعیال اور مال سے مدافعت کرتے ہیں (حفاظت کرتے ہیں) اور میرا وہاں کوئی عزیز نہیں۔ میں نے چاہا کہ ان پر احسان کر دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کی تصدیق کر دی تو حضرت عمر فاروق نے کہا مجھے چھوڑیئے میں اس کی گردن اُڑاؤں کیونکہ اُس نے منافقت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر نظر کرم کی اور فرمایا جو چاہو عمل کرو۔ یہ بات ہے جس نے حضرت علی کو دلیر کیا ہے۔

۲۸۷۳ — شرح : حُجْز ،، کا معنی ازار باندھنے کی جگہ ہے یا شلوار کا نیفہ ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۲۸۰۵ میں مذکور ہے کہ اُس عورت نے اپنے سر کے جوڑے سے رقعہ نکالا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ اس نے شلوار کے نیفہ سے رقعہ نکالا۔ ان حدیثوں میں بظاہر تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے اس عورت نے جوڑے سے رقعہ نکالا پھر اس کو نیفہ میں چھپا لیا تھا پھر وہاں سے نکالنے میں مجبور ہو گئی یا حجزہ ،، سے مطلقاً گرہ دینے کی جگہ ہے یا اس کے سر کے گیسو نیفہ تک پہنچے تھے اس طرح اس پر دونوں لفظوں کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ یا اس کے پاس دو خط تھے اگرچہ دونوں کا مضمون واحد ہے جیسے واقعہ ایک ہے۔ اگر یہ

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

۲۸۷۶ــ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا جُوَیْرِیَۃُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَفَلَ کَبَّرَ ثَلَاثًا قَالَ اٰئِبُوْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ حَامِدُوْنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ

عبداللہ بن جعفر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد، حج یا دیگر سفر سے آنے والے کا خوشی اور سرور سے استقبال کرنا مستحسن ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام ہمارے لئے باعث فخر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سات سال کے بچہ کا روایت کرنا جائز ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر صحابی تھے۔ کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی تھی۔ اس وقت وہ آٹھ برس کے تھے نیز ایک سواری پر تین اشخاص سوار ہو سکتے ہیں جبکہ وہ ان کو اُٹھانے کا متحمل ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم

باب ــ جب جہاد سے واپس آئے تو کیا کہے

ترجمہ: ۲۸۷۶ــ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے واپس تشریف لاتے تو تین بار فرماتے "ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں "ان شاء اللہ"، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے، اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والے اور سجدے کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور کافروں کے لشکروں کو شکست دی"

شرح: ۲۸۷۶ــ "لِرَبِّنَا"، جار مجرور کا تعلق تمام صفات سے ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "اِنْ شاء اللہ"، کا تعلق "آئبون" سے نہیں کیونکہ "ایاب (لوٹنا) کا وقوع ہو چکا ہے۔ البتہ اس کا باقی صفات سے تعلق ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تائب، عابد اور ساجد رہتے تھے۔ اس کے باوجود یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آداب میں شامل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج و افتقار کا اظہار کرتے ہیں تاکہ اس کا شکر پوری طرح ادا ہو اگرچہ وہ اللہ کے پاس اپنے مقام شریف کو جانتے ہیں اور وہ ہر خوف سے مامون ہوتے ہیں۔ ابن منیر نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا "ان شاء اللہ"، سے صرف ایاب متعلق ہے اور یہ کہنا کہ ایاب واقع ہو چکا ہے۔ محض وہم ہے کیونکہ جو ایاب مقصود ہے وہ وطن کی طرف لوٹنا ہے وہ زمانہ مستقبل میں ہے۔ اور باقی افعال کو مشیت کے ساتھ معلق کرنا صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حال میں حمد کی ہے آپ

۲۸۷۸ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ يُرْدِفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوا حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِينَةَ

البتہ صحیح وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ غزوہ عسفان خیبر کے بعد متصل تھا اور دونوں غزووں کے درمیان مدت کو نظر انداز کر دیا گیا کیونکہ وہ بہت تھوڑی مدت تھی۔ جیسے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں متعہ کی تحریم کو غزوہ اوطاس میں ذکر کیا حالانکہ متعہ کی تحریم فتح مکہ میں ہوئی تو غزوۂ اوطاس کے فتح مکہ سے متصل ہونے کے باعث غزوۂ اوطاس کی طرف نسبت کر دی گئی ہے۔

ترجمہ : ۲۸۷۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابو طلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر سے واپس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جن کو آپ نے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھایا ہُوا تھا۔ راستہ میں اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صفیہ گر پڑے۔ انس نے کہا میرا خیال ہے کہ ابو طلحہ اپنے اونٹ سے کود پڑے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے کیا آپ کو چوٹ آئی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! صفیہ کا پتہ کرو!۔ ابو طلحہ اپنے چہرہ پر کپڑا ڈال کر صفیہ کی طرف گئے پھر وہ کپڑا اُن پر ڈال دیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اُٹھ کھڑی ہوگئیں اور دونوں کی سواری ٹھیک کی تو وہ اس پر سوار ہو گئے۔ وہ راستہ میں چلتے رہے۔ حتیٰ کہ جب مدینہ منورہ کے قریب زمین میں تھے یا اُنھوں نے دُور سے مدینہ منورہ

بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ لِمَنْ يَغْشَاهُ

۲۸۸۱ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَحَرَ جَزُوْرًا اَوْ بَقَرَةً وَزَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اشْتَرٰى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ بَعِيْرًا بِوُقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ اَوْ دِرْهَمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا اَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَاَكَلُوا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ اَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَ الْمَسْجِدَ فَاُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِيْ ثَمَنَ الْبَعِيْرِ۔ ۲۸۸۲ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ صِرَارٌ مَوْضِعٌ نَاحِيَةَ الْمَدِيْنَةِ

باب ـــ سفر سے واپس آنے کے وقت کھانا کھلانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں کو افطار کراتے تھے جو ان کے پاس شام کو آتے تھے

۲۸۸۱ـــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اونٹ یا گائے ذبح کرائی معاذ نے شعبہ کے ذریعہ محارب سے یہ الفاظ زائد کہے ہیں کہ جابر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اوقیہ اور درہم یا دو درہموں سے مجھ سے اونٹ خریدا جب آپ مقام صرار پہنچے تو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا وہ ذبح کی گئی اور لوگوں نے اس کا گوشت کھایا جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے حکم فرمایا کہ میں مسجد میں آؤں اور دو رکعتیں پڑھوں اور آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت تول کر دی۔

أَسْنِمَتَهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَالُوا فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ فِي وَجْهِي الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ.

فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهٗ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهٖ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهٗ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى رُكْبَتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى سُرَّتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي فَعَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَدْ

دی تھی۔ جب میں نے سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصتی کرالانے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے ایک شخص سے معاہدہ کیا جو بنی قینقاع کا سنار تھا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں گھاس سناروں کے پاس فروخت کروں گا اور اس کی قیمت سے اپنی بیوی کے ولیمہ میں مدد لوں گا چنانچہ میں اپنی اونٹنیوں کے لئے سامان کجاوہ، گھاس کا جال اور رسیاں وغیرہ جمع کر رہا تھا۔ اور دونوں اونٹنیاں ایک انصاری کے مکان کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں جب میں جمع کردہ سامان لے کر واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں میری دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ لئے گئے ہیں اور ان کے کولہے پھاڑ دیئے گئے ہیں۔ اور ان کے جگر نکال لئے گئے ہیں۔ جب میں نے ان کا یہ منظر دیکھا تو میں اپنی آنکھوں کا مالک نہ رہا (رونے لگا) میں نے کہا یہ کس نے کیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا یہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا فعل ہے اور وہ اس گھر میں شراب پینے کیلئے چند انصاریوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں وہاں سے چلا اور سیدھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوا جبکہ آپ کے

۲۸۸۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے لشکر نے جو مال غنیمت حاصل کیا تھا اس میں سے خمس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ رکھ لیا گیا تھا اور بدر کے مال غنیمت کو مجاہدین میں برابر برابر تقسیم کر دیا اور اس آیت کریمہ "وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ الآیۃ" میں خمس کے مصرف کا بیان ہے۔ اس کی مشروعیت کا بیان نہیں۔ چونکہ عبداللہ بن جحش کے لشکر کے مال غنیمت سے علیحدہ کردہ خمس باقی رہا تھا اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بدر کے روز خمس سے ایک اونٹنی دی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت میں علماء کے مختلف خیالات ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بدر کے بعد رخصتی ہوئی تھی۔ شائد ہجرت کے دوسرے شوال میں رخصتی ہوئی ہو کیونکہ بدر کی جنگ رمضان المبارک میں لڑی گئی تھی۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ ہجرت کے پہلے سال عقد نکاح ہوا تھا۔ ابن جوزی نے یہ نقل کیا کہ ہجرت کے دوسرے صفر میں ہوا۔ بعض رجب میں اور بعض کہتے ہیں کہ ذی الحجہ میں رخصتی ہوئی تھی۔ ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ ہجرت کے تیسرے سال اُحد کے بعد رخصتی ہوئی لیکن یہ معنی بعید ہے" حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے علی المرتضیٰ کی دونوں اونٹنیاں ہلاک کر دیں تو وہ بہت پریشان ہوئے اور روتے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب نوشی کے مقام میں تشریف لے گئے اور حمزہ کو ملامت کی تو انہوں نے کہا تم میرے والد کے غلام ہو۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ گویا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ابوطالب دونوں عبدالمطلب کے غلام ہیں کیونکہ دادا کو سید اور مولیٰ کہا جاتا ہے۔ حمزہ سید عالم صلی اللہ علیہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے زیادہ قریب ہیں اس وجہ سے انہوں نے بطور افتخار اور مباہات یہ کہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع اسلام میں مسلمان شراب پیتے اور غناء سنا کرتے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس

فَاَمَّا صَدَقَتُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ اِلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ وَاَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَاَمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحُقُوْقِهِ الَّتِيْ تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهٖ وَاَمْرُهُمَا اِلٰى مَنْ وَّلِيَ الْاَمْرَ قَالَ فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ اِلَى الْيَوْمِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اِعْتَرَاكَ اِفْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهٗ اَصَبْتُهٗ وَمِنْهُ يَعْرُوْهُ وَ اعْتَرَانِيْ

ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق کے پاس تشریف لائیں اور اُن سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ترکہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور فئی مدینہ منورہ میں، فدک اور جو کچھ خُمسِ خیبر میں سے بچا ہے۔ ان کو حصّہ دیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیدہ نے خیبر کے خمس کا بھی وراثت میں ذکر کیا تھا۔ لہذا یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث میں خُمس کے لفظ کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا حدیث کی عنوان سے مطابقت نہیں۔ اس حدیث سے روافض استدلال کرتے ہیں کہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میراث کا مطالبہ کیا اور ابو بکر کے انکار کرنے سے ناراض ہوگئیں اور آخر تک ناراض رہیں۔ اور ان سے کلام تک نہ کیا،، یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ سیدہ کا ابو بکر سے ہجران کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کی ملاقات سے انقباض میں رہیں اور آنا جانا ترک کر دیا۔ اس ہجران سے وہ ہجران مراد نہیں جو شرعًا حرام ہے۔ کیونکہ جو ہجران حرام ہے وہ یہ ہے کہ جو ایک دوسرے سے ناراض ہو جائیں جب وہ اتفاقًا اکٹھے ہوں تو ایک دُوسرے کو سلام نہ کہیں ایک ادھر منہ کرے اور دُوسرا اُدھر چلا جائے۔ اور یہ ثابت نہیں کہ کہ ابو بکر سے سیدہ نے ملاقات کی ہو اور ان سے سلام نہ کہا ہو۔ سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے باہر نہ نکلتی تھیں حتیٰ کہ انتقال فرما گئی تھیں حدیث کے راوی نے اس کی ہجران سے تعبیر کی ہے۔ امام بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ جب سیدہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں تو ابو بکر صدیق ان کی عیادت کو گئے اور اجازت طلب کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے فاطمہ! ابو بکر اجازت طلب کرتے ہیں۔ سیدہ نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں ان کو اجازت دے دوں حضرت علی نے کہا جی ہاں! سیدہ کی اجازت سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا اندر تشریف لے گئے اور عیادت کے بعد خمس خیبر اور فدک کے متعلق گفتگو ہوتی رہی ابو بکر صدیق نے کہا بخدا میں نے مکہ میں اپنا مکان، مال، اہل و اولاد اور برادری صرف اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی رضاء اور اہلِ بیت اطہار کی رضامندی کے لئے چھوڑے ہیں، پھر سیدہ کو راضی کیا اور وہ خوش ہوگئیں۔ یہ حدیث جید ہے اور شعبی نے حضرت علی سے یا اس شخص سے یہ روایت سُنی ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت سُنی ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا غصّہ سے بھر جانا طبعی امر تھا اور بشریت کے مقتضیٰ کے مطابق تھا جو بعد میں جاتا رہا تھا۔ دراصل سیدہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث ,,لَا نُوْرِثُ وَلَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ،، کا محمل یہ سمجھا تھا کہ نبی کی اولاد اور وارثوں کی ضروریات کے علاوہ جو مال ہو وہ صدقہ ہے۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو عموم پر محمول

بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ يَا مَالُ إِنَّهُ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ أَهْلُ أَبْيَاتٍ وَقَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضْخٍ فَاقْبِضْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَمَرْتَ بِهِ غَيْرِي قَالَ فَاقْبِضْهُ أَيُّهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ آتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا ثُمَّ جَلَسَ يَرْفَا يَسِيرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

امیرالمؤمنین بُلا رہے ہیں چلیئے،، میں اس کے ساتھ روانہ ہو گیا حتیٰ کہ عمر فاروق کے پاس آیا جبکہ کھجور کی چھال سے بُنی ہُوئی چارپائی پر چمڑے کے تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا پھر میں بیٹھ گیا۔ تو مجھے فرمایا اے مالک تمہاری قوم کے کچھ لوگ ہمارے پاس آئے ہیں۔ میں نے ان کو مال دینے کا حکم دیا ہے وہ اپنے قبضہ میں کرلو اور ان میں تقسیم کردو۔ میں نے عرض کیا یا امیرالمؤمنین! اگر آپ میرے علاوہ کسی کو حکم دیتے تو اچھا تھا۔ اُنھوں نے کہا خدا کے بندے تم اپنے قبضہ میں کرکے ان کو دو۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں ان کا دربان یرفا آیا اور کہنے لگا کیا آپ عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر اور سعد بن ابی وقاص کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں وہ اندر آنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں! اور ان کو اجازت دے دی وہ اندر آئے اور سلام عرض کرکے بیٹھ گئے پھر یرفا تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آیا اور کہا کیا علی اور عباس کو آنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں اور اُن کو اجازت دیدی وہ اندر آئے اور سلام عرض کرکے بیٹھ گئے پھر حضرت عباس نے کہا اے امیرالمؤمنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کردیں ان کا اس مال میں جھگڑا تھا جو اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے اموال اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور فئی دیے تھے۔ حضرت عثمان اور دُوسرے ان کے ساتھیوں نے بھی کہا اے امیرالمؤمنین ان میں تصفیہ کردیں اور ایک کو دوسرے سے آرام میں کردیجئے (جھگڑا نہ کریں) حضرت عمر فاروق نے کہا۔ ذرا سا صبر کرو۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان کھڑے ہیں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،، ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

ان کی مراد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریمہ تھی۔ اُنھوں نے کہا یقیناً حضور نے یہ فرمایا ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق علی اور عباس کی طرف متوجہ ہُوئے اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم

يُنفِقُ على أَهلِهِ نفقةَ سَنَتِهِم مِن هٰذا المالِ ثُمَّ يأخُذُ ما بَقِيَ فيجعلُهُ
مجعلَ مالِ اللهِ فعمِلَ رسولُ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ بذلكَ حياتَهُ
أُنشِدُكُم باللهِ هل تعلمونَ ذلكَ قالوا نعم ثُمَّ قالَ لعليٍّ وعبّاسٍ
أُنشِدُكُما باللهِ هل تعلمانِ ذلكَ قالَ عمرُ ثُمَّ توفّى اللهُ نبيَّهُ صلّى اللهُ
عليهِ وسلّمَ فقالَ أبو بكرٍ أنا وليُّ رسولِ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ فقبضَها
أبو بكرٍ فعمِلَ فيها بما عمِلَ رسولُ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ واللهُ يعلَمُ
أنّهُ فيها لصادقٌ بارٌّ راشدٌ تابعٌ للحقِّ ثُمَّ توفّى اللهُ أبا بكرٍ فكنتُ أنا
وليَّ أبي بكرٍ فقبضتُها سنتينِ من إمارتي أعمَلُ فيها بما عمِلَ رسولُ اللهِ
صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ وبما عمِلَ فيها أبو بكرٍ واللهُ يعلَمُ أنّي فيها لصادقٌ
بارٌّ راشدٌ تابعٌ للحقِّ ثُمَّ جئتُماني تُكلِّماني وكلمتُكُما واحدةٌ وأمرُكُما
واحدٌ جئتَني يا عبّاسُ تسألُني نصيبَكَ من ابنِ أخيكَ وجاءني هٰذا
يُريدُ عليًّا يُريدُ نصيبَ امرأتِهِ من أبيها فقُلتُ لكُما إنَّ رسولَ اللهِ
صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ قالَ لا نُورَثُ ما تركنا صدقةٌ فلمّا بدا لي أن

نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی اور ابو بکر صدیق نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا جانشین ہوں۔ اور انھوں نے یہ اموال اپنے قبضہ میں لئے اور ان میں وہی عمل کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کرتے رہے۔ اللہ جانتا ہے کہ وہ سچے نیک ہدایت یافتہ اور حق کے تابع تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق کو وفات
دی اور میں ابو بکر کا جانشین ہوا اور اپنی امارت کے دو سال تک ان میں وہ عمل کرتا رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل
کرتے رہے اور جو ابو بکر نے عمل کیا اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا نیک ہدایت یافتہ اور حق کے تابع ہوں پھر تم دونوں
میرے پاس آئے اور گفتگو کر رہے ہو۔ تمہارا مقصد ایک ہے اور بات بھی ایک ہے۔ اے عباس تم میرے پاس آئے ہو اپنے
بھتیجے کے ترکہ سے اپنا حصہ طلب کرتے ہو۔ اور یہ یعنی علی المرتضیٰ آئے وہ اپنی بیوی کے باپ کے مال سے ان کا حصہ
مانگ رہے ہیں۔ میں نے تم دونوں سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جائیں
وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پھر جب مجھے خیال آیا کہ وہ مال تمہیں دوں تو میں نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں تم کو اس شرط پر تمہارے حوالہ
کرتا ہوں کہ تم اللہ کا عہد و پیمان دو کہ تم اس میں وہی کچھ کرو گے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

وہ اس جنگ میں قتل ہوگیا اور اس کے تمام اموال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل میں آگئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخیریق تمام یہودیوں سے سبقت لے گیا۔ پس خیبر کا کچھ حصّہ، فدک اور بنی نضیر کے اموال جن میں مخیریق کے اموال بھی شامل ہیں کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تصور کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وراثت کا مطالبہ کیا اور فرمایا اے ابابکر اگر آپ فوت ہوجائیں تو آپ کے ترکہ کا وارث کون ہوگا حضرت ابوبکر نے کہا میری اولاد وارث ہے۔ سیدہ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ مجھے اپنے باپ کے ترکہ کا وارث نہیں بنایا جاتا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ہم انبیاء کی جماعت کسی کا وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ میں ان اموال میں وہی تصرف کروں گا جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے ہیں" یہ سُن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا غُصّہ سے بھر گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ میں پھر کبھی کلام نہ کیا حتیٰ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد انتقال فرماگئیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خیبر، فدک اور مدینہ منورہ میں صدقات کا بطورِ وراثت مطالبہ کیا تھا جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکہ چھوڑا تھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بُنیاد پر انکار کیا تھا کہ ان اموال میں اسی طرح عمل کیا جائے گا جس طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے ورنہ ہم راہِ حق سے اور طرف پھر جائیں گے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے صدقات حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے حوالہ اس شرط پر کئے کہ وہ اس وقف صدقہ سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کریں گے۔ اور اس کو اپنی ملکیت تصور نہ کریں گے۔ اور فدک وخیبر کو حکومت کی تحویل میں رہنے دیا کہ ہر جانشین ان کی حفاظت کرے اور ملکی ضروریات میں ان سے استفادہ کرے چنانچہ وہ اسی حال پر ہیں۔ اس میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق رہا ہے کسی کو ان میں اختلاف کی راہ نہیں ملی حتیٰ کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی اس کو تسلیم کیا اور " وَلَا نُوْرَثُ وَمَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ " پر انھوں نے عمل کیا البتہ ان دونوں حضرات کا جھگڑا اس بات میں تھا کہ ان کی تحویل میں دیئے گئے صدقات کو آدھا آدھا تقسیم کر لیا جائے تاکہ روزمرّہ کا اختلاف ختم ہوجائے اور وہ آرام سے اس وقف سے استفادہ کرتے رہیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر ان سے اتفاق نہ کیا اور تقسیم کرنے کا انکار کر دیا کہ اگر ان صدقات کو تقسیم کر دیا جائے تو وقت گزرنے پر ان کی اولاد میں یہ تاثر پیدا ہونے کا امکان ہے کہ عباس کی اولاد ان صدقات کو اپنی جائیداد خیال کرنے لگیں گے جبکہ حضرت علی کی اولاد یہ تصوّر کر کے ان کو اپنی ملکیت سمجھ لیں گے کہ یہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے نصف سیدہ فاطمہ کا ہے جو ان کو بطورِ وراثت ملا ہے کیونکہ ایک مسلمان کا ترکہ اس کی بیٹی اور چچا میں آدھا آدھا تقسیم ہوتا ہے"، اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ اسی حال میں رہنے دیں اور اس سے اپنی ضروریات پوری کرتے رہیں تو فبہا ورنہ میرے حوالہ کر دیں۔ میں تمہارے اخراجات پورے کرتا رہوں گا اور ان صدقات کو تقسیم نہ کیا جائے گا۔ البتہ اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ نبی کی وراثت جاری نہیں ہوتی اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی گواہ تھے اور سیدہ فاطمہ بھی اس کو جانتی تھیں باایں ہمہ

بَابُ اَدَآءُ الْخُمُسِ مِنَ الدِّيْنِ

۲۸۸۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَاْخُذُ مِنْهُ وَنَدْعُوْا اِلَيْهِ مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانُ بِاللهِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَعَقَدَ بِيَدِهٖ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ

کو حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھا لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنازہ کو اخفاء میں رکھا اور حضرت ابوبکر صدیق کو خبر نہ دی اور نہ ہی اُن کی طرف کسی شخص کو بھیجا تو اُنھوں نے خیال کیا کہ جنازہ کی اخفاء میں کوئی مصلحت ہے۔ اس لئے مصلحت کے خلاف کرنے کو اُنھوں نے پسند نہ کیا اور وہاں تشریف نہ لے گئے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی نے ذکر کیا ہے۔ یہ احتمال ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس انتظار میں رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو بُلائیں گے اور خود بخود اس لئے نہ گئے کہ حضرت علی یہ خیال کریں گے کہ بلائے بغیر آپ آگئے ہیں اسی انتظار میں وقت گزر گیا۔ بعض روایات میں یہ مذکور ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وراثت کے متعلق باقتضاء طبع بشریت انقباض کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے دروازہ پر تشریف لے گئے اور گرمی میں وہاں کھڑے رہے اور ان سے عذر خواہی کی کہ بخدا مجھے اپنی قرابت سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے لیکن میں کیا کروں میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہے اور صحابہ اس کے گواہ ہیں۔ اس لئے میں اس فیصلہ میں مجبور تھا یہ سُن کر سیدہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں۔ ہم حدیث ۲۸۸۴ کی شرح میں بھی اس کے متعلق کچھ ذکر کر چکے ہیں۔

باب — خمس ادا کرنا دین کا حصہ ہے

۲۸۸۶ — ترجمہ: ابوجمرہ ضُبَعی نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ عبدالقیس کا وفد آیا تو اُنھوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! ہم ربیعہ قبیلہ کے رہنے والے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان کُفّار مضر رہتے ہیں۔ ہم ماہِ حرام کے سوا آپ کے پاس نہیں

باب ۔۔۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی بیبیوں کا خرچہ ''

۲۸۸۷ ۔۔۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے وارث دینار تقسیم نہ کریں میں نے اپنی بیویوں کے نان نفقہ اور صدقات پر کام کرنے والوں کے اخراجات کے بعد جو چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔

۲۸۸۸ ۔۔۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ میرے گھر میں کوئی کھانے کی شئ نہ تھی۔ صرف کچھ جَو تھے جو طاق میں رکھے ہوئے تھے میں ان میں سے لمبی مدت تک کھاتی رہی۔ پھر میں نے ان کو تولا تو وہ ختم ہو گئے۔

۲۸۸۷ ۔۔۔ ۲۸۸۸ ۔۔۔ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینار کا ذکر فرمایا اور یہ ادنیٰ مال ہے یعنی ہمارا کوئی ترکہ نہیں جو وارث تقسیم کریں جیسے قرآن کریم میں ہے ''ومنھم من ان تامنہ بدینار لا یؤدہ الیک ''۔ یعنی بعض یہودی ہیں کہ اگر اس کے پاس ایک دینار امانت رکھو تو وہ بھی ادا نہیں کرے گا وہ زیادہ مال کیسے ادا کرے گا۔ حدیث کے ان الفاظ سے ترکہ کی تقسیم سے ممانعت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کے ترکہ کی تقسیم ممکن نہیں یعنی میں نے کوئی مال بطور وراثت نہیں چھوڑا جس کو وہ تقسیم کریں '' قولہ بعد نفقۃ نسائی سے وراثت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کی بیویاں آپ کے بعد نکاح نہیں کر سکتیں اس لئے وہ آپ کے ازدواج میں محبوس رہیں گی۔ اس لئے ان کو اس مال سے خرچہ دیا جائے گا اور عامل سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات کی نگہبانی کرتے ہیں یا آپ کے بعد آنے والے خلفاء کے عامل مراد ہیں کیونکہ وہ دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل ہیں جبکہ آپ کے خلفاء آپ کی اُمت میں آپ کے نوآب ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عامل سے مراد فدک، اموال بنی نضیر اور مدینہ منورہ میں صدقات کے محافظ ہیں۔ جن اموال سے آپ خرچ کرتے تھے اور جو بچتا تھا وہ مسلمانوں کے امور میں صرف کیا کرتے تھے۔ آپ کے بعد ان اموال میں سے امہات المؤمنین کو خرچہ دیا جاتا تھا۔ اور ان کی حفاظت کرنے والے عاملین کو وظیفہ دیا جاتا تھا یعنی ان اموال سے امہات المؤمنین کے نفقات اور ان کی نگہبانی کرنے والوں کے وظائف کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے اور اس کو مسلمانوں کے امور میں صرف کیا جائے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں امہات المؤمنین کو اختیار دیا تھا کہ وہ اسی طرح خرچہ لیتی رہیں یا وہ زمین کے قطعات لے لیں اور ان میں مزارعت کرائیں چنانچہ ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہما نے زمین کو پسند کیا تو ان کو غابہ میں زمین دے دی اور

میں مت داخل ہو مگر یہ کہ تم کو اجازت دی جائے

۲۸۹۰ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے اپنی بیویوں سے یہ اجازت طلب کی کہ آپ میرے گھر رہیں تو انھوں نے اجازت دے دی۔

۲۸۹۰ — شرح : اس باب میں وہ احادیث مذکور ہیں جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھروں کا ذکر ہے۔ اور جو مکان ان کی طرف منسوب ہیں۔ اس کے مطابق قرآن کریم کی دو آئتیں ذکر کی ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اپنے گھروں میں رہو اور باہر نہ نکلو اور لوگوں کے سامنے اپنے محاسن اور زیب و زینت ظاہر نہ کرو۔ نماز پڑھو زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو "

قولہ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ " یہ وہ زمانہ ہے جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ اس زمانہ کی عورتیں موتیوں والی قمیصیں پہن کر راستہ میں چلا کرتی تھیں اور لوگوں کے لئے اپنا حسن و جمال ظاہر کر کے جانبین کی طرف سے شہوانی قویٰ کو مشتعل کرتی تھیں یہ نمرود کا زمانہ تھا اور سب لوگ کافر تھے دوسری آئت کریمہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا " اے مومنو تم نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تم کو اجازت دی جائے اور طعام پکنے کے وقت کی انتظار نہ کرو "

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آئت کریمہ ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام کے وقت کا انتظار کرتے اور کھانا پکنے سے پہلے آپ کے گھر میں داخل ہوتے حتیٰ کہ کھانا پک جاتا پھر کھانا کھا کر باہر نہ نکلتے اور باتوں میں مشغول رہتے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی تو یہ آئت نازل ہوئی کہ جب کھانا کھا چکو تو باہر چلے جاؤ "

ان آیات میں حجاب کی فضیلت بیان فرمائی۔ اور عورتوں کو بے حجاب باہر جانے سے منع فرمایا گیا ہے۔

اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت یوں ہے کہ بیت کی نسبت ام المؤمنین نے اپنی طرف کی اس کی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا آپ کے گھر میں سکونت کرنا ان کی خصوصیت ہے جب وہ گھروں میں محبوس رہنے کے باعث نان و نفقہ کی مستحق ہیں تو اپنی ساری عمر میں سکونت کی بھی مستحق ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ سات احادیث ذکر کر کے اس امر کی وضاحت کر دی کہ اس نسبت سے وہ زندگی بھر گھروں میں سکونت کرنے کی مستحق ہیں۔

واللہ و رسولہ اعلم!

قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ قَرِيْبًا مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا

٢٨٩٣ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا آرام سے جاؤ (کوئی خیال نہ کرو یہ صفیہ ہے) اُنھوں نے کہا "سُبحان اللہ" یا رسول اللہ! اور اُن پر یہ شاق گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح پھرتا ہے۔ مجھے ڈر ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی شئ ڈال دے گا"

٢٨٩٢ — شرح: مسجد کے دروازے سے گزرنے والے دو انصاری اُسید بن حُضیر اور عباد بن بشر تھے رضی اللہ عنہما، وہ سیدہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے ساتھ کھڑی دیکھ کر جلدی سے چلنے لگے تو آپ نے ان سے فرمایا یہ صفیہ ہے۔ کوئی اجنبیہ عورت نہیں تم نے دل میں کوئی ایسا ویسا خیال نہ کرنا۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی سے یہ فرمایا کہ یہ صفیہ ہے کہ آپ نے یہ ڈر محسوس کیا کہ اگر اُنھوں نے آپ کے متعلق کسی تہمت کا خیال کر لیا تو ان کی عاقبت تباہ ہو جائے گی اور وہ ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا گمان کرنا کفر ہے۔ اس لئے ان کے کسی خیال کرنے سے پہلے ہی آپ نے اس کا ازالہ کر دیا۔ کیونکہ شیطان ایسے خیالات پیدا کرنے میں جری ہے اور انسان کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ "هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ" کے باب میں یہ حدیث مذکور ہے۔

٢٨٩٣ — ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حفصہ کے گھر کی چھت پر چڑھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبلہ کی طرف

۲۸۹۶ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ تُذْكَرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعْرِهِ وَنَعْلِهِ وَآنِيَتِهِ مِمَّا شَرِكَ فِيهِ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شخص آپ کے گھر جانے کی اجازت طلب کر رہا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہے اور ام المؤمنین حفصہ کے رضاعی چچا کی طرف اشارہ فرمایا۔ فرمایا رضاعت ہر اس شئی کو حرام کر دیتی ہے جس کو نسب حرام کرتی ہے۔

۲۸۹۶ـــ شرح: اگر یہ سوال ہو کہ قولہ "فِي بَيْتِكَ"، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ"، سے معلوم ہوتا ہے کہ "بیوت"، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اور حدیث میں مذکور ہے "بیت عائشہ اور بیت حفصہ"، اور قرآن کریم میں مذکور "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ"، سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ہیں۔ بظاہر یہ تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بیوت جناب رسول اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہیں اور آپ کی بیویاں ان میں رہتی تھیں اس لئے ان کی طرف مجازاً نسبت کر دی گئی ہے۔ حدیث ع ۲۶۷۱ کی شرح دیکھیں"

باب ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ، عصا اور انگوٹھی کا ذکر

۲۸۹۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَسَدِيُّ ثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ اَخْرَجَ اِلَيْنَا اَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَحَدَّثَنِيْ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۸۹۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَقَالَتْ فِيْ هٰذَا نُزِعَ رُوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ سُلَيْمٰنُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ اِزَارًا غَلِيْظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنْ هٰذِهِ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْمُلَبَّدَةَ

کی تقسیم ہے۔ شارح تراجم نے کہا اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد امہات المؤمنین کے نان و نفقہ کا بیان کرنا ہے اور جو کچھ ان کے پاس تھا۔ اس میں وراثت جاری نہیں کیونکہ جس ام المؤمنین کے پاس ان کے گھر میں کوئی چیز تھی وہ ان کے گھر کی ہی شمار ہوتی تھی۔ اگر وہ وراثت میں شامل ہوتی تو وہ ان کو استقلالاً استعمال نہ کرتیں اور نہ ہی صحابہ کرام ان کی موافقت کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بیوی دوسری بیوی کے پاس والی شئی میں اپنے حصہ کا مطالبہ کرتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۸۹۸ — ترجمہ: عیسیٰ بن طہمان نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے بالوں سے خالی جوڑا پاک نکالا ان کے دو تسمے تھے۔ اس کے بعد ثابت بنانی نے حضرت انس سے روایت کی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا پاک تھا،،

۲۸۹۹ — ترجمہ: ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے موٹی چادر نکالی اور فرمایا اس چادر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک قبض ہوئی تھی۔ سلیمان حمید، ابو بردہ سے یہ اضافہ کیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے موٹی چادر نکالی جو یمن میں بنائی جاتی ہے اور ایک وہ چادر نکالی جس کو ملبدہ کہتے ہیں۔

۲۸۹۸، ۲۸۹۹ — شرح: جَرْدَاوَیْنِ ,, جَرْدَاء ،، کا تثنیہ اور یہ اَجْرَدُ کی مؤنث ہے۔ یعنی چمڑے کا جوڑا جو بالوں سے خالی ہو۔ قولہ کِسَاءً مُلَبَّدًا ،، کساء صوف کی چادر ہے۔ مُلَبَّد ،، اسم مفعول ہے۔ ایک دوسرے سے جڑی ہوئی یعنی موٹی گویا کہ

سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَئِنْ اَعْطَيْتَنِيْهِ لَا يُخْلَصُ اِلَيْهِ اَبَدًا حَتّٰى تُبْلَغَ نَفْسِيْ اِنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ اَبِيْ جَهْلٍ عَلٰى فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ هٰذَا وَاَنَا يَوْمَئِذٍ لَمُحْتَلِمٌ فَقَالَ اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّيْ وَاَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ فِيْ دِيْنِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهٗ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهٖ اِيَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ وَاِنِّيْ لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا اُحِلُّ حَرَامًا وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ اَبَدًا ـــــ

نے حجاج بن حسان سے روایت ذکر کی کہ ہم حضرت انس کے پاس تھے۔ اُنھوں نے برتن منگوایا جس میں تین ٹکڑے لوہے کے لگے ہُوئے تھے اُنھوں نے وہ پیالہ سیاہ غلاف سے نکالا ہم نے اس میں پانی ڈالا اور پیا اور اپنے سَروں اور مونہوں پر اس کا پانی ڈالا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا (عینی باختصار)

۲۹۰۱ــــ ترجمہ : محمد بن عمرو بن حلحلہ دُعَوْلِیْ نے بیان کیا کہ ابن شہاب نے ان کو خبر دی کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ جب وہ امام حسین کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ آئے تو اُن کو مسور بن مخرمہ ملے اور ان سے کہا کیا آپ کو مجھ سے کوئی حاجت ہے؟ تو مجھے حکم فرمائیں میں نے اُن سے کہا مجھے کوئی حاجت نہیں مِسْوَر نے زین العابدین سے کہا کیا آپ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار دیتے ہیں؟ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ لوگ اس کے متعلق آپ پر غلبہ کریں گے۔ بخدا! اگر آپ مجھے یہ دیں گے تو یہ اُن کے پاس نہیں جائے گی حتیٰ کہ میری روح قبض ہوجائے بے شک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیّدہ فاطمہ علیہا السلام کی موجودگی میں ابوجہل کی بیٹی سے منگنی کی۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر لوگوں کو خطاب کرتے ہُوئے سُنا اور میں اس روز بالغ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اس کے دین میں فتنہ برپا کیا جائے گا۔ پھر آپ نے بنو عبدشمس والے داماد کا ذکر کیا اور اس کی دامادی کی تعریف کرتے ہُوئے فرمایا اس نے مجھ سے بات کی اور سچی بات کی مجھ سے وعدہ کیا اور پُورا کیا۔ میں حلال شئی کو حرام نہیں کرتا ہوں اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن بخدا! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔"

۲۹۰۱ــــ شرح : حضرت علی بن حسین زین العابدین ہیں۔ جب وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہید

۲۹۰۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ مُنْذِرٍ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِيٌّ ذَاكِرًا عُثْمَانَ ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ لِي عَلِيٌّ اِذْهَبْ اِلٰى عُثْمَانَ فَاَخْبِرْهُ اَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُوْا بِهَا فَاَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ اَغْنِهَا عَنَّا فَاَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ضَعْهَا حَيْثُ اَخَذْتَهَا ۲۹۰۳ وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوْقَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرًا الثَّوْرِيَّ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَبِيْ خُذْ هٰذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهِ اِلٰى عُثْمَانَ فَاِنَّ فِيْهِ اَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ

۲۹۰۲ — ترجمہ: ابن حنفیہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بدی سے یاد کرتے تو ان کو اس روز بدی سے یاد کرتے جب اُن کے پاس لوگوں نے آکر اُن کے حاکموں کی شکایت کی تھی۔ مجھے حضرت علی نے فرمایا عثمان کے پاس جاؤ اور ان کو خبر دو کہ یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات ہیں اپنے گورنروں کو حکم دو کہ وہ ان کے مطابق کام کریں۔ میں حضرت عثمان کے پاس صدقات کا صحیفہ لے کر گیا تو اُنھوں نے کہا اس کو ابھی روکے رکھو (کیونکہ مجھے اس کے مندرجات کا پُورا علم ہے) میں وہ صحیفہ حضرت علی کے پاس واپس لے آیا۔ اور ان کو حالات سے آگاہ کیا تو اُنھوں نے فرمایا جہاں سے یہ صحیفہ لیا تھا وہاں رکھ دو۔

۲۹۰۳ — ترجمہ: حُمیدی نے کہا ہم سے سفیان نے محمد بن سُوقہ کے ذریعہ بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا میں نے منذر ثوری کو ابن حنفیہ سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ مجھے میرے والد نے بھیجا کہ یہ صحیفہ صدقات لو اور یہ عثمان کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس میں صدقات کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے"

۲۹۰۲، ۲۹۰۳ — شرح: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کو صحیفہ جس میں صدقات کے احکام کی تفصیل تھی دے کر حضرت عثمان کے پاس بھیجا کہ وہ اپنے حکام کو جو صدقات پر مامور ہیں حکم دیں کہ وہ اس کے مطابق ان پر عمل کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر وہ صحیفہ واپس کر دیا کہ جو کچھ اس میں تحریر ہے مجھے اس کا علم ہے میں اس میں مندرجات کا محتاج نہیں ہوں اور اس کے مطابق عمل کروا رہا ہوں چنانچہ طبرانی نے ابوحمید کے ذریعہ

الرَّحٰی مِمَّا تَطْحَنُ فَبَلَغَهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِسَبْیٍ فَاَتَتْهُ تَسْأَلُهٗ خَادِمًا فَلَمْ تُوَافِقْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَجَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لَهٗ فَاَتَانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰی مَكَانِكُمَا حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَیْهِ عَلٰی صَدْرِیْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰی خَیْرٍ مِّمَّا سَأَلْتُمَاهُ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ

۲۹۰۴ ترجمہ : حکم نے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی اور ان کو یہ خبر پہنچی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس قیدی آئے ہیں تو وہ آپ کی خدمت میں آئیں اس حال میں کہ وہ آپ سے ایک خادمہ کا سوال عرض کریں گی ،، لیکن آپ سے ملاقات نہ کر سکیں تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو ام المؤمنین نے آپ سے ذکر کیا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ ہم کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا اپنے بستروں میں بیٹھے رہو (کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں) پھر آپ بیٹھ گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جس کا تم نے سوال عرض کیا ہے۔ جب تم اپنے بستروں میں داخل ہو تو ۳۴ بار اللہ اکبر، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۳ بار سبحان اللہ کہہ لیا کرو۔ یہ اس سے بہتر ہے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے۔

۲۹۰۴ شرح : اس باب میں اس بات کی دلیل ہے کہ غنیمت کے مال کا پانچواں حصّہ جسے خمس کہا جاتا ہے۔ یہ ملکی ضروریات وحوادث اور مساکین کی ضروریات پُورا کرنے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی مسجد کے غریب طلبہ مساکین جو مسجد کے صفہ میں رہتے تھے۔ اور بیوہ عورتوں پر خرچ کرنے کو ترجیح دینا ہے۔ جبکہ سیّدۃ النساء فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کی مشقت کی شکایت کی اور قیدیوں میں سے کوئی خادمہ حاصل کرنی چاہی تو آپ نے ان کو خادمہ تو نہ دی اور اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ اور اہلِ صفہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ترجیح دی۔ اس میں اگرچہ خمس کا ذکر نہیں لیکن حدیث کا مفہوم یہی ہے۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ سوال تو صرف سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے کیا تھا اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تسبیح وتہلیل اور تکبیر تم دونوں کے سوال سے بہتر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیّدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رضاء سے تھا گویا کہ دونوں نے سوال کیا تھا اگر سوال پوچھا جائے کہ دُنیا و آخرت کی خیریت کی وجہ کہاں پائی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ذکر کا فائدہ آخرت میں

رکھے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام پہ نام رکھ لیا کرو، اور میری کنیت نہ رکھو۔ کیونکہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے۔ میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ حصین نے کہا (آپ نے فرمایا) میں قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں میں تم میں تقسیم کرتا ہوں

۲۹۰۶ — ترجمہ : عمرو نے کہا ہم کو شعبہ نے قتادہ سے خبر دی انہوں نے کہا میں نے سالم کو جابر سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ اس شخص نے چاہا کہ بچہ کا نام قاسم رکھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پہ نام رکھ سکتے ہو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

۲۹۰۵ - ۲۹۰۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ "قاسم" نام نہ رکھے۔ حالانکہ قاسم نہ تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور نہ ہی آپ کی کنیت ہے۔ بلکہ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا نام "قاسم" رکھا جائے تو یہ ضروری امر ہے کہ اس کا باپ ابوالقاسم ہوگا۔ تو باپ کی کنیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی کنیت ہوگی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت "ابوالقاسم" اس لئے تھی کہ آپ کا صاحبزادہ قاسم تھا "رضی اللہ عنہ" اس لئے یہ کنیت نہ تھی کہ آپ تقسیم کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشتراکِ لفظی کی بنیاد پر اس سے احتراز کیا ہے (کرمانی)

حدیث کے سیاق اور الفاظ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت "ابوالقاسم" اس لئے تھی کہ آپ لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں اگرچہ آپ کے صاحبزادے قاسم بھی تھے لیکن آپ نے اس وجہ سے کنیت ابوالقاسم ذکر نہیں فرمائی۔ اہلِ معانی کا اصول ہے کہ جب فعل متعدی کا معمول مذکور نہ ہو تو وہ عموم پر محمول ہوتا ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شئی تقسیم کرتے ہیں اگر کسی کو مال و اولاد یا حکومت و امارت ملتی ہے تو وہ آپ ہی کے دستِ اقتدار سے تقسیم ہوتی ہے بلکہ جنت میں مقامات و مراتب بھی آپ ہی تقسیم کریں گے شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات (صفحہ: ۲۹۶ جلد اول) میں ذکر کرتے ہیں "کہ از اطلاق سوال کہ فرمود بحذف وتخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کارِ ہمہ بدست ہمت وکرامات اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔ بیت : فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا ۔ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بیت : اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری ۔ بدرگاہش بیا و ہر چہ مے خواہی تمنا کن

باب کا عنوان قرآن کریم کی اس آیت "وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ الاٰية" کا حصہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے مالِ غنیمت حلال کیا ہے۔ جبکہ پہلی امتوں کے لئے مالِ غنیمت حلال نہ تھا "مالِ غنیمت وہ مال ہے جو کافروں سے جنگ کرکے حاصل کیا جائے "فئی" وہ مال ہے جو کافروں سے جنگ کئے بغیر ہاتھ آئے اور وہ مال ہے جس پہ وہ صلح کریں یا وہ مال چھوڑ کر مرجائیں اور ان کا کوئی وارث نہ ہو اور جزیہ اور خراج بھی فئی میں شامل ہیں"، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس کو تقسیم کرتے ہیں۔ اس میں کسی شئی کے آپ مالک نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شارح تراجم نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ

۲۹۰۷ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَا نَكْنِيْكَ اَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ ... بِكُنْيَتِيْ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ ؀

ترجمہ ۲۹۰۷ ـــــ : جابر بن عبد انصاری رضی اللہ عنہما نے کہا ہم انصار میں ایک شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اُس نے اس کا نام قاسم رکھا! انصار نے کہا ہم تمہاری کنیت ابو القاسم نہیں رکھنے دیں گے اور نہ ہی تیری آنکھ کو اس نام سے ٹھنڈا کریں گے۔ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے۔ انصار کہتے ہیں ہم تمہاری کنیت ابو القاسم نہیں رکھنے دیں گے اور نہ ہی تیری آنکھ کو اس نام سے ٹھنڈا کریں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار نے اچھا کہا ہے تم میرے نام پہ نام رکھ لیا کرو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو میں تو صرف قاسم ہوں "

شرح ۲۹۰۷ ـــــ : اہل علم میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی کنیت پر کسی کا کنیت رکھنے سے منع کرنا عام ہے یا خاص ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ ابو القاسم کنیت رکھنا ممنوع ہے نام جو بھی ہو۔ بعض علماء نے کہا بیٹے کا نام قاسم اور باپ کا ابو القاسم کنیت رکھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ اگر بیٹے کا نام قاسم رکھا جائے تو یہ ضروری بات ہے۔ اس کا باپ ابو القاسم ہوگا تو یہ کنیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر ہوگی۔ بعض علماء نے کہا کہ آپ کا نام اور کنیت دونوں کو جمع کرنا ممنوع ہے۔ اگر نام محمد یا احمد نہ ہو تو ابو القاسم کنیت رکھنے میں حرج نہیں۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمہور علماء اور فقہاء مطلقاً جواز کے قائل ہیں اور مذکور حدیث منسوخ ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ کے بعد میرا بچہ پیدا ہو تو میں اس کا نام آپ کے نام پر اور کنیت آپ کی کنیت پر رکھ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں رکھ سکتے ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کا نام اور کنیت کو جمع کرنا آپ کے زمانہ شریف میں ممنوع تھا اب جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الْاٰيَةَ فَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتّٰى يُبَيِّنَهُ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۱۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا خَالِدٌ ثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ہوئے سُنا کہ لوگ حق کے بغیر اللہ کے مال میں تصرف کرتے ہیں ان کے لئے قیامت میں آگ ہوگی "

۲۹۰۹ - ۲۹۱۰ — شرح : یعنی دراصل عطاء کرنے والا اور منع کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ جس قدر مجھے الہام کرتا ہے اور حکم فرماتا ہے۔ اسی قدر میں تم کو تقسیم کر دیتا ہوں۔ فاضل بریلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سے

اللہ ہے مُعطی یہ ہیں قاسم ؎ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

خولہ انصاریہ کی حدیث میں " بغیر حق " کا معنی اگرچہ عام ہے لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم کے بغیر اس میں تصرف کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح باب کا عنوان صراحتہً سمجھا جاتا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قتیبہ، لیث، سعید مقبری اور ابو الولید کے ذریعہ روایت ذکر کی ہے کہ ابو الولید نے کہا میں نے خولہ بنت قیس سے سُنا اور وہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی رفیقہ حیات ہیں اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا وہ کہ یہ مال سبز میٹھا ہے جو کوئی اس کو حق سے لے اس کے لئے اس میں برکت ہے اور جو کوئی حق کے بغیر اس میں تصرف کرے اس کے لئے دوزخ ہے۔ خولہ بنت قیس کی کنیت " ام محمد " ہے۔ اور خولہ بنت ثامر بھی وہی ہیں کیونکہ ثامر قیس بن قیس کا لقب ہے۔

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تمہارے ہی لئے مالِ غنیمت حلال کر دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اللہ

نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے۔ جن کو تم حاصل کرو گے اور یہ تم کو بہت جلد دے دی ہیں اور یہ سب لوگوں کے لئے ہیں جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا ہے "

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ

۱۹۱۵ ـــ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ

اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِیْ سَبِیْلِهٖ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ وَتَصْدِیْقُ

كَلِمَاتِهٖ بِاَنْ یُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ یَرْجِعَهٗ اِلٰی مَسْكَنِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ

مَعَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ

۱۹۱۶ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ

هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

غَزَا نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا یَتْبَعْنِیْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ

وَهُوَ یُرِیْدُ اَنْ یَّبْنِیَ بِهَا وَلَمَّا یَبْنِ بِهَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰی بُیُوْتًا وَلَمْ یَرْفَعْ سُقُوْفَهَا

وَلَا اَحَدٌ اشْتَرٰی غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَّهُوَ یَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ

الْقَرْیَةِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّكِ مَامُوْرَةٌ وَّ

۲۹۱۱ تا ۲۹۱۴ ـــ شرح : یعنی مالِ غنیمت تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں تم سے پہلے یہ کسی کے لئے حلال نہ کئے گئے تھے۔ اور یہ عام لوگوں کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں قرآن کریم نے اگرچہ ان کی تفصیل ذکر نہیں کی لیکن حدیث نے ان کی وضاحت کردی ہے۔ عراق کے حکمران کو کسریٰ اور شام کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا تھا۔ حدیث ۲۸۲۴ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسریٰ کا تو نام و نشان ختم ہوگیا۔ اور اس کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیئے گئے۔ ان کا رہنا سہنا شام میں ہے۔ وہیں بیت المقدس ہے۔ جس میں نصاریٰ عبادت کرتے ہیں اور ان کے بادشاہ روم پر غالب نہ رہ سکے۔ ان کو وہاں سے جلاوطن کر دیا گیا اور ان کے خزانوں کے تمام ذخائر مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور اس کے بعد کوئی قیصر نہ رہا حتی کہ آخر زمانہ میں قسطنطنیہ کی فتح میں اللہ کا مکمل وعدہ پورا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۱۵ ـــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمہ لے رکھا ہے کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا جس کو صرف اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے وعدوں کی تصدیق نے باہر نکالا ہو۔ وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اس کو

ہفتہ شروع ہو جاتا اس میں ان کے لئے جنگ کرنا حرام تھا۔ ممکن تھا کہ دشمن کو کمک پہنچ جاتی اور اس کو فتح کرنے میں دشواری ہوتی اس لئے سورج رکنے سے فتح میں آسانی رہی نیز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی سورج رُک گیا تھا۔ جبکہ آپ نے اہلِ مکہ کو شبِ اسراء کی صبح کو خبر دی کہ اس روز سورج چمکنے کے وقت قافلہ مکہ آئے گا چنانچہ لوگ قافلہ کا انتظار کرنے لگے تو اس کے آنے تک سورج رُک گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمانوں کی سیر کر کے واپس آئے اور بیت المقدس سے مکہ مکرمہ کو تشریف لا رہے تھے تو موضع ضجنان میں ایک قافلہ ملا جو مکہ کی طرف آ رہا تھا۔ جب آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو لوگوں کو اس قافلہ کی خبر دی اور فرمایا اس وقت ان کا قافلہ تنعیم بیضاء سے اُتر رہا ہے۔ اس کے آگے آگے سیاہ رنگ کا اونٹ ہے۔ اس پر دو بوریاں ہیں ایک سیاہ اور دوسری سفید ہے۔ لوگ جلدی سے اس وادی میں پہنچے اور جو کچھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہی دیکھا اور قافلہ آنے تک سورج رکا رہا اور غروب نہ ہوا۔ نیز خندق کے روز بھی سورج رُک گیا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے رُک گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تھا تو آپ نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔ نیز ابن اسحاق نے مبتدا میں یحییٰ بن عروہ کے ذریعے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے روانہ ہو جائیں اور یوسف "علیہ السلام" کا تابوت ساتھ لے لیں جو دریائے نیل کے نصف میں مدفون تھا۔ اس کی تلاش میں کافی وقت گزر گیا حتیٰ کہ فجر طلوع ہونے کو تھی۔ اور انھوں نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ طلوعِ فجر میں تاخیر کر دے تاکہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابوت مل جائے۔ چنانچہ سورج رُک گیا حتیٰ کہ وہ طلوعِ فجر کے وقت روانہ ہو گئے۔ نیز حاکم نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران پہ سر مبارک رکھ کر آرام فرما تھے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا جب آپ بیدار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اے اللہ تیرے بندے علی نے اپنی ذات کو تیرے نبی کے لئے روک رکھا تھا۔ سورج کو واپس کر دے تاکہ علی نماز کو اپنے وقت میں ادا کرے چنانچہ سورج طلوع ہوا اور پہاڑوں اور زمین پر اس کی روشنی اور چمک ظاہر ہو گئی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضوء کیا اور عصر کی نماز ادا کی۔ یہ اسماء بنت عمیس کی حدیث ہے اور علاماتِ نبوت سے ہے۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں (طحاوی فی مشکل الآثار) ابن جوزی کا اس حدیث کو معلول کہنا صحیح نہیں۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے کعب الاحبار کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز گھوڑوں کی دیکھ بھال میں مشغول رہے حتیٰ کہ سورج چھپ گیا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے کہا ان گھوڑوں کو میرے پاس لاؤ جبکہ ان کی تعداد چودہ تھی۔ اور ان کی ٹانگیں اور گردنیں اُڑا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ گھوڑوں کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے چودہ روز تک ان سے ملک چھین لیا کیونکہ یہ گھوڑوں پر ظلم تھا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کعب نے جھوٹ بولا البتہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دشمن سے جہاد کا ارادہ کیا تو گھوڑوں کی دیکھ بھال میں سورج چھپ گیا تو سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ

۲۹۱۸ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ ثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ قَالَ قَالَ أَعْرَابِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَيُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ مَنْ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ

یہ آیت کریمہ تمام مسلمانوں کو شامل ہے اور اس مال میں ہر ایک کا حق ہے حتیٰ کہ بکریاں چرانے والا جو میرے بعد آئے اس کا بھی اس میں حق ہے۔ اس لئے اُنھوں نے بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال کرتے ہوئے ہر مفتوحہ علاقہ کو فاتحین میں تقسیم نہیں کیا تھا۔ مفتوحہ علاقہ کی تقسیم میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ اگر اس علاقہ کے لوگ مسلمان ہو جائیں تو وہ اس کے مالک ہیں اور وہ زمین عُشری کہلاتی ہے اس میں صرف عُشر واجب ہے ایسا اگر وہ معین خراج پر صلح سے فتح ہو تو جس پر مصالحت ہوئی ہو اس سے زیادہ ان لوگوں پر واجب نہ ہوگا اور اگر غلبہ اور جنگ کے ساتھ علاقہ فتح ہو تو اس میں مسلمانوں کے مختلف آراء ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کا حال غنیمت کے مال کی طرح ہے۔ اس کا خمس نکالنے کے بعد باقی چار اخماس غانمین میں تقسیم ہوں گے۔ جنھوں نے اس کو فتح کیا ہو امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ امام کے سپرد ہے اگر وہ چاہے تو اس کو غنیمت قرار دے کر خمس نکالنے کے بعد باقی چار اخماس فاتحین میں تقسیم کر دے جس طرح جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اگر چاہے تو اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کر دے

جس طرح جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں اجتہاد کرے اور اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرے۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ فاتحین کا حق ہے ان میں تقسیم کیوں نہ کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو راضی کر کے تمام پر وقف کر دے۔ قنیہ میں ہے کہ اگر امام کوئی علاقہ جنگ سے فتح کرے تو اس کو تقسیم نہ کرے اور اپنے حال پر رہنے دے جس طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـ کیا جو کوئی حصُول غنیمت کیلئے جہاد کرے اس کے ثواب میں کمی ہوگی؟

۲۹۱۸ـ ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

هٰذَا لَكَ يَا اَبَا الْمِسْوَرِ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ وَكَانَ فِي خُلُقِهٖ شِدَّةٌ رَوَاهُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِيَةٌ تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ

بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ وَمَا اَعْطٰى مِنْ ذٰلِكَ فِيْ نَوَائِبِهٖ

۲۹۲۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتّٰى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ

۲۹۱۹ــــ شرح : باب کے عنوان کا معنیٰ یہ ہے کہ امام کے پاس جو کچھ آئے وہ حاضرین اور غائبین میں تقسیم کر دے۔ حاضرین کو عطاء کر دے اور غائبین کے لئے چھپا رکھے اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مخرمہ کے لئے سونے کے بٹنوں والی قباء چھپا رکھی تھی۔ جب مخرمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر گیا اور اپنے بیٹے مسور سے کہا کہ حضرت سے اندر جا کر عرض کرو کہ میں حاضر ہو گیا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان کر قباء ہمراہ لائے اور مخرمہ کو اس کی خوبصورتی بتا رہے تھے کیونکہ مخرمہ کا مزاج طبعاً سخت تھا۔ حدیث ع ۲۴۸۱ کی شرح دیکھیں"

باب بنو قریظہ اور بنو نضیر کے اموال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے تقسیم کیا اور اپنی ملکی ضرورتوں کے لئے اس میں سے کیا دیا؟

۲۹۲۰ــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے کھجور کے درختوں میں سے کچھ درخت دیتے تھے۔ حتیٰ کہ قریظہ اور نضیر دونوں قبیلے فتح ہو گئے تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درخت ان کو واپس کر دیئے

مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِي قَالَ وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِائَةِ
أَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ
عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ فَأَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهُ عَلَى
الزُّبَيْرِ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
لَا قَالَ فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا فِيمَا تُؤَخِّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
لَا قَالَ فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَكَ مِنْ هٰهُنَا إِلَى هٰهُنَا قَالَ فَبَاعَ
مِنْهَا فَقَضَى دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ فَقَدِمَ
عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ
فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ قَالَ كُلُّ سَهْمٍ بِمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ كَمْ
بَقِيَ قَالَ أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ فَقَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ أَخَذْتُ
سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ وَقَالَ
ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ قَالَ

مدد لے لینا عبد اللہ نے کہا زُبیرؓ نے "غابہ" کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار سے خریدی تھی۔ اس کو عبد اللہ نے سولہ لاکھ (۱۶,۰۰۰۰۰) سے فروخت کیا پھر وہ کھڑے ہوئے اور کہا جس کسی کا زُبیر پر قرض ہے وہ ہم سے غابہ میں پورا کر لے اُن کے پاس حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ آئے جبکہ ان کا زبیر پر چار لاکھ قرض تھا اُنھوں نے عبد اللہ بن زُبیر سے کہا اگر تم چاہو تو میں قرض چھوڑ دیتا ہوں۔ عبد اللہ نے کہا جی نہیں حضرت عبد اللہ بن جعفر نے کہا اگر تم قرض کو مؤخر کرنا چاہو تو میں قرضہ مؤخر کر سکتا ہوں۔ عبد اللہ نے کہا جی نہیں (یہ سُن کر) عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے غابہ میں سے کچھ حصّہ دے دو تو عبد اللہ بن زبیر نے کہا آپ کے لئے یہاں سے وہاں تک ہے۔ راوی نے کہا عبد اللہ نے غابہ کا کچھ حصّہ فروخت کیا اور حضرت عبد اللہ بن جعفر کا پُورا قرض ادا کر دیا اور اس میں ساڑھے چار حصّے باقی بچ رہے۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ ان کے پاس عمرو بن عثمان مُنذِر بن زبیر اور ابن زمعہ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو امیر معاویہ نے کہا غابہ کی زمین کی کتنی قیمت لگی ہے۔ عبد اللہ نے کہا ہر حصّہ کی ایک لاکھ قیمت لگی ہے۔ امیر معاویہ نے کہا کتنا باقی رہ گیا ہے۔ عبد اللہ نے کہا ساڑھے چار حصّے رہ گئے

روانہ ہوگئے جبکہ لوگوں کی بہت بڑی جماعت بھی ان کے پیچھے چلی گئی۔ ان ایام میں یعلیٰ بن امیہ بھی مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے جبکہ ان کے پاس چھ لاکھ درہم اور چھ سو اونٹ تھے۔ انھوں نے اونٹوں کو ابطح وادی میں بٹھا دیا۔ اُدھر بصرہ سے ابن عامر اس سے زیادہ لوگ لے کر آگیا اور سب بنوامیہ ابطح وادی میں اکٹھے ہوگئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا کہ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہئے۔ تو سب لوگوں نے آپ کی موافقت کی اور سب بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پہ سوار تھیں جس کا نام "عسکر" تھا اس کو یعلیٰ بن اُمیہ نے قبیلہ عرینہ کے ایک شخص سے دوسو دینار سے خرید کیا تھا اور یہی ان کی راہنمائی کر رہا تھا۔ وہ جس وادی اور پانی سے گزرتے اس سے پوچھتے حتیٰ کہ حوءب کے مقام پر پہنچ گئے جو بصرہ کے قریب تھا تو وہاں کے کتوں نے بھونکنا شروع کیا لوگوں نے پوچھا یہ کونسا مقام ہے تو راہنمائی کرنے والے نے کہا یہ مقامِ حوءب ہے۔ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سُنا تو آپ نے آواز بلند فرمائی اور اپنے اونٹ کو وہاں بٹھا کر فرمایا " اللہ کی قسم! میں ہی صاحبۃ الحوءب ہوں۔ مجھے یہاں سے واپس کردو۔ آپ بار بار یہ فرماتی رہیں۔ یہ سُن کر لوگوں نے آپ کے اردگرد اونٹ بٹھا دیئے۔ اور وہ اصرار کرتے رہے لیکن ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سفر کرنے سے انکار کرتی رہیں۔ حتیٰ کہ شب و روز وہیں گزر گیا۔ پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئے اور کہا حضرت علی بھی لشکر لے کر آگئے ہیں۔ اس وقت اُنھوں نے سفر شروع کر دیا۔

مقام حوءب میں کتوں کے بھونکنے کی آواز سُن کر ام المؤمنین کا یہ فرمانا کہ میں ہی "صاحبۃ الحوءب" ہوں اس لئے کہا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا تم میں سے کسی ایک بیوی کا کیا حال ہوگا جبکہ اس کو دیکھ کر حوءب کے کتے بھونکیں گے۔ اس لئے ام المؤمنین نے حقیقتِ حال کو پہچانا اور اس حدیث کا مصداق اپنے آپ کو پایا اور واپس ہوجانا چاہا تھا۔ اُدھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ۳۶ ہجری میں ربیع الآخر کے آخر میں نوسو نوجوانوں لے کر مدینہ منورہ سے نکلے جب ان کو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور طلحہ و زبیر کا بصرہ کی طرف آنے کی خبر پہنچی تو وہ مدینہ منورہ والوں میں سے چار ہزار کا لشکر لے کر ان کی طرف آگے بڑھے ان چار ہزار میں سے چار سو وہ صحابہ کرام تھے جنھوں نے شجرہ کے نیچے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور آٹھ سو انصار تھے۔ حضرت علی اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کے ساتھ تھے جبکہ لشکر کے میمنہ میں امام حسن اور میسرہ میں امام حسین تھے۔ گھوڑسواروں پر عمار بن یاسر تھے جبکہ پیادہ فوج پہ محمد بن ابی بکر تھے۔ اور لشکر کے مقدمہ پر حضرت عبداللہ بن عباس تھے رضی اللہ عنہم۔ پھر سب قصرِ عُبیداللہ بن زیاد کے پاس جمع ہوگئے اور ہر طرف لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر بیس ہزار افراد پہ مشتمل تھا۔ جبکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا لشکر تیس ہزار کے لگ بھگ تھا۔ دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور وہ ایک دُوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے اور جن لوگوں نے مبارزت کی ان میں سے حضرت زبیر بن عوام اور عمار بن یاسر تھے۔ عمار نے نیزہ کے ساتھ زبیر پہ حملہ کیا جبکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس پہ حملہ کرنے سے رکتے تھے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا " اے عمار تجھے باغی لوگ قتل کریں گے "۔ بہت لوگ قتل ہوئے اور حضرت زبیر میدانِ جنگ سے واپس ہوگئے۔ واقدی کی روایت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ

کو تحائف جو آپ کے مناسب تھے دے کر روانہ کیا اور جو لوگ ام المؤمنین کے ساتھ قتل سے بچ گئے تھے ان کو بھی ساتھ روانہ کیا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ہمراہ بصرہ کی معروف چالیس خواتین بھیجیں اور خود ام المؤمنین کو وداع کرنے گئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۳۶ ہجری میں رجب کی ابتداء میں ہفتہ کے روز روانہ ہوئیں اور کئی میل تک حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو وداع کرنے ہمراہ گئے۔ اور اپنے بیٹوں کو اُن کے ساتھ روانہ کیا کہ ایک دن اور رات ان کے ساتھ سفر میں رہیں پھر واپس آجائیں۔ واقدی نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں کو حکم دیا جن کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ روانہ کیا تھا کہ وہ اپنے سروں پہ عمامے باندھیں اور تلواریں زیب تن کریں اور اُن سے فرمایا کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ عورتیں ہیں اور ام المؤمنین کے ارد گرد دُور رہیں اور ان کے قریب نہ ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اسی حالت میں سفر کرتی رہیں حتیٰ کہ مکہ مکرمہ تشریف لے آئیں اور وہاں اقامت کی اور حج کیا۔ مکہ کی عورتیں روتی ہوئی آپ کے پاس جمع ہوگئیں جبکہ آپ بھی رو رہی تھیں۔ ام المؤمنین سے سفر کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا علی نے مجھے بہت کچھ دیا لیکن انھوں نے میرے ساتھ مرد بھیج دیئے اُن عورتوں کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ ام المؤمنین کے پاس آئیں اور اپنے چہروں سے حجاب اُٹھائے اور صُورتِ حال سے آپ کو خبردار کیا تو ام المؤمنین سجدہ میں گرگئیں اور فرمایا خُدا کی قسم علی بن ابی طالب بہت کریم ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر سے علیحدہ ہوگئے تو عمرو بن جرموز اور فضالہ بن حابس جو بنی تمیم میں گمراہ شخص تھے۔ ان کے پیچھے لگ گئے اور راستہ میں اُنھوں نے حضرت زبیر کو پایا اور قتل کر دیا۔ بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ عمرو بن جرموز نے ان کو کہا مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ حضرت زبیر نے کہا قریب آجاؤ۔ حضرت زبیر کے آزاد کردہ غلام عطیہ نے کہا اس کے پاس اسلحہ ہے۔ زبیر نے کہا کوئی بات نہیں۔ وہ آگے آیا اور باتیں کرتا رہا اور نماز کا وقت ہُوا تو حضرت زبیر نے کہا نماز پڑھو۔ اُس نے کہا اچھا نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت زبیر ان کو نماز پڑھانے آگے بڑھے تو عمرو بن جرموز نے نیزہ مار کر ان کو قتل کر دیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ عمرو بن جرموز نے حضرت زبیر کو وادی السباع میں پایا جبکہ وہ قیلولہ کر رہے تھے۔ تو سوتے میں اُن کو قتل کر دیا۔ یہ روایت زیادہ مشہور ہے۔ پھر حضرت زبیر کا سَر علیحدہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ کسی نے حضرت علی سے کہا کہا ابن جرموز زبیر کا سر لایا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برجستہ فرمایا جس نے زُبیر کو قتل کیا ہے اس کو دوزخ کی خبر دو۔ اس وقت عمرو نے کہا ؎

میں علی کے پاس زُبیر کا سَر لایا۔ حالانکہ میں اس کو اپنا قریب کا ساتھی شمار کرتا تھا :: سر دیکھنے سے پہلے اُس نے آگ کی بدخبری دی۔ یہ بشارت اور تحفہ بہت بُرا ہے :: میرے نزدیک زُبیر کا قتل اور ذی جُحفہ میں بکری کا ضرطہ برابر ہیں۔

میں ہُوئی جبکہ ام المؤمنین اونٹ پر ہودج میں سوار تھیں - یہ لڑائی ۳۶ ہجری میں بصرہ کے قریب ہُوئی - چونکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اس جنگ میں اونٹ پر سوار تھیں اس لئے اس کو جنگ جمل کہاجاتا ہے۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے یہ جنگ ہُوئی تھی - اس میں ہر دو فریق یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ حق پر ہے اور دُوسرا فریق حق پر نہیں۔ اسی لئے وہ کہتے تھے کہ اس میں ظالم یا مظلوم قتل ہوں گے کیونکہ ان میں ہرایک یہی خیال کرتا تھا کہ وہ فی نفسہ مظلوم ہے اور اپنے مخالف کے نزدیک ظالم ہے اور ہرایک اپنے آپ کو مصیب کہتا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ آج ظالم یا مظلوم قتل ہوگا اور میرا خیال ہے کہ میں مظلوم قتل ہوں گا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ صحابہ کی آپس میں جنگ باغیوں کی جنگ جیسی نہیں تھی جو عصبیت کی وجہ سے لڑتے ہیں کیونکہ ان میں قاتل و مقتول دونوں ظالم ہیں - چنانچہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آجائیں تو قاتل و مقتول دونوں دوزخی ہیں - کیونکہ ان کی جنگ کسی صحیح تاویل کے بغیر ہوتی ہے جس کے باعث ان کا اللہ کے پاس کوئی عذر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان میں سب ظالم ہی ظالم ہیں اور کوئی بھی مظلوم نہیں - حضرت زبیر، طلحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی معیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرنے نکلے تھے کہ عثمان کے قاتلوں پر حد قائم کی جائے۔ وہ حضرت علی سے جنگ کے لئے نہیں نکلے تھے۔ کیونکہ ساری امت کا اس میں اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ خلافت کے حق دار تھے - اس لئے جنگ کا جواز ہی ختم ہوجاتا ہے دراصل وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پناہ لے رکھی تھی حضرت علی نے خود ان کو نہیں چاہا تھا بلکہ اُنھوں نے یہ خیال کیا تھا کہ حالات درست ہوجائیں اور تمام امور اپنے طریقہ پر جاری ہوجائیں - حتیٰ کہ ان کے اعتبار سے اللہ کا حکم نافذ ہو - پھر ان لوگوں سے قصاص لیا جائے گا اس میں تاخیر کی وجہ صرف یہی تھی - لیکن اللہ کی تقدیر جاری ہُوئی اور دونوں طرف سے اجتہاد اور اصابت کی انتہاء خوشگوار ماحول سے تجاوز کرگئی اسی لئے حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ معاملہ سنگین حالات میں داخل ہوچکا ہے اور اس کے ٹلنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی - اور جنگ کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور مجھے نظر آرہا ہے کہ میں مظلوم قتل ہوں گا کیونکہ ان کی جنگ میں شرکت کی نیت نہیں تھی اسی لئے وہ حضرت عمار سے مبارزت کے وقت بچاؤ کرتے رہے اور عمار پر حملہ نہ کیا حتیٰ کہ لشکر سے جُدا ہوکر واپس لوٹے اور راستے میں شہید ہوگئے -

حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کو وصیت کی تھی اس وقت ان کے نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں جبکہ اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر کے صرف چار بیٹے خُبیب، عباد، ہاشم اور ثابت تھے اور باقی اولاد اس کے بعد پیدا ہُوئی تھی - ان کے نو بیٹے عبداللہ، عروہ، مُنذر اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کے بطن سے عمر اور خالد

بَابٌ إِذَا بَعَثَ الإِمَامُ رَسُولاً فِي حَاجَةٍ أَوْ أَمَرَهُ بِالْمُقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ

۲۹۲۲ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ

باب — جب امام کسی کو ضرورت سے بھیجے یا اس کو کسی جگہ ٹھہرنے کا حکم دے کیا اس کو حصہ دیا جائے؟

۲۹۲۲ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدر کے روز صرف اس لئے حاضر نہ ہو سکے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جو اُن کی بیوی تھی بیمار تھیں تو اُن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب اور حصہ ملے گا جو بدر میں شریک ہوا ہے۔

۲۹۲۲ — شرح : حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ ان کی تیمارداری کریں چونکہ وہ ان کی دیکھ بھال میں مصروف تھے اس لئے جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر ان کو حصہ دیا اور فرمایا اے اللہ! عثمان تیرے رسول کے کام میں مصروف ہے۔ محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے ذکر کیا کہ بدر کی جنگ میں شریک نہ ہونے والے حضرت عثمان کے علاوہ اور آٹھ صحابہ کرام تھے رضی اللہ عنہم۔ ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریک ہونے والوں کے برابر حصہ دیا تھا وہ یہ حضرات ہیں :

(۱) طلحہ بن عُبید اللہ اس وقت شام میں تھے (۲) سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل بھی شام میں تھے

(۳) ابو لبابہ بشیر بن عبد المنذر کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روحاء سے واپس کر دیا تھا جبکہ آپ کو خبر

بَابُ مَنْ قَالَ وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰی اَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَآئِبِ الْمُسْلِمِیْنَ مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَضَاعَةٍ فِیْهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَمَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعِدُ النَّاسَ اَنْ یُّعْطِیَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَمَا اَعْطَی الْاَنْصَارَ وَمَا اَعْطٰی جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ مِنْ تَمْرِ خَیْبَرَ

۲۹۲۳ — حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ ثَنِی اللَّیْثُ ثَنِی عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ

باب — اس بات کی دلیل کہ خُمس مسلمانوں کی ضروریات

کے لئے ہے۔ قبیلہ ہوازن کا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے سامان کی واپسی کی درخواست کرنا ہے۔ کیونکہ آپ کی رضاعت بنو ہوازن میں ہوئی تھی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں سے وعدہ کرنا ہے کہ آپ فئی اور انفال کے خمس سے ان کو بھی دیں گے اور جو انصار اور جابر بن عبداللہ کو تمرِ خیبر سے عطا فرمایا

شرح الباب اس کے باب کے عنوان میں "واؤ عاطفہ" نہیں بلکہ استفتاح کی واؤ ہے اور ایسا ہوتا رہتا ہے کہ معطوف علیہ کے بغیر واؤ ذکر کی جائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ذکر کیا کہ "خمس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کے لئے ہے۔ اس کے بعد ذکر کیا کہ مسلمانوں کی ضروریات کے لئے ہے۔ پھر ذکر کیا کہ خمس امام کے لئے ہے۔ دراصل ان کے لئے ہے۔ پھر آپ کے بعد جو خلیفہ اور مسلمانوں کے امور کا متولی ہو اس کے لئے ہے وہ اس کا متولی ہوگا اور جس طرح جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصرف فرماتے تھے اس طرح اس میں تصرف کرے گا اور اس باب میں جو ذکر کیا ہے کہ خمس مسلمانوں کی ضروریات کے لئے ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متولی ہیں اور آپ جس قدر چاہیں اپنی ضروریات کے مطابق لے کر باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔ ایسے ہی خلفاء اور امراء کریں گے جو آپ کے بعد مسلمانوں کے امور کے متولی ہوں گے۔ عنوان کی ترکیب اس طرح ہے کہ لفظ

قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ
اِلَيْنَا عُرَفَاءُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَاَذِنُوْا
فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ

۲۹۲۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا حَمَّادٌ ثَنَا اَيُّوْبُ
عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ ح قَالَ اَيُّوْبُ وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيُّ
وَاَنَا لِحَدِيْثِ الْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ اَحْفَظُ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ
مُوْسٰى فَاُتِيَ ذُكِرَ دَجَاجَةٌ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ كَاَنَّهٗ
مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ اِنِّيْ رَأَيْتُهٗ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ

ان کو صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو انھوں نے کہا ہم اپنے قیدی پسند کرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور جس کے اللہ تعالیٰ اہل ہے اس کی تعریف کی پھر فرمایا حمد وثنا کے بعد۔ یہ تمہارے بھائی تائب ہو کر آئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ میں ان کے قیدی انہیں واپس کردوں جو کوئی خوشی سے یہ پسند کرے وہ ضرور کرے اور جو کوئی تم میں سے یہ پسند کرے کہ اپنے حصہ پر قائم رہے حتی کہ ہم اس کو وہ پہلی فئی سے ادا کردیں گے جو اللہ تعالیٰ ہم کو دے گا۔ تو وہ بھی ضرور کرے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم ان کے قیدی واپس کرنے میں خوش ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے اس کی کس نے اجازت دی ہے اور کس نے اجازت نہیں دی۔ تم واپس چلے جاؤ حتی کہ تمہارے سردار تمہاری بات ہم تک پہنچائیں چنانچہ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے اُن سے کلام کیا پھر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ وہ سب خوش ہیں اور انھوں نے اجازت دے دی ہے۔ یہ واقعہ ہے جو ہوازن کے قیدیوں کے متعلق ہم تک پہنچا ہے۔ (حدیث ۲۲۷۳ کی شرح دیکھیں) اس حدیث کی عنوان سے مناسبت "حَتّٰى نُعْطِيَهٗ مِنْ اَوَّلِ مَا يُفِيْئُ اللّٰهُ عَلَيْنَا" کے الفاظ میں ہے کیونکہ ظاہر ہی ہے کہ یہ خمس سے ہے۔

۲۹۲۴ — ترجمہ: ایوب نے ابوقلابہ سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے قاسم بن عاصم کلیبی نے خبر دی اور میں قاسم کی حدیث زہدم سے یاد کرتا ہوں کہ ہم ابوموسیٰ کے پاس تھے

۲۹۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا اِبِلًا كَثِيْرًا فَكَانَتْ سِهَامُهُمْ اِثْنَيْ عَشَرَ بَعِيْرًا اَوْ اَحَدَ عَشَرَ بَعِيْرًا وَنُفِّلُوْا بَعِيْرًا بَعِيْرًا

ہے۔ البتہ اس مُرغ میں اختلاف ہے جو نجاست کھاتا ہو۔ ابن عدی نے کامل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مُرغ کا گوشت کھانا چاہتے تو اس کو باندھنے کا حکم فرماتے۔ چند روز باندھنے کے بعد اس کو ذبح کر کے کھاتے تھے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نے کوئی شے کرنے یا ترک کرنے کی قسم کھائی حالانکہ قسم توڑنا اس پر قائم رہنے سے بہتر ہے۔ تو اس کے لئے قسم توڑ دینا مستحب ہے اور کفارہ لازم ہے اس میں سب علماء کا اتفاق ہے اور قسم توڑنے سے پہلے کفارہ کے عدمِ وجوب پر بھی سب کا اتفاق ہے۔ نیز اس میں بھی اتفاق ہے کہ حنث (قسم توڑنا) سے کفارہ کی تاخیر جائز ہے۔ اور قسم سے پہلے کفارہ دینا جائز نہیں۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ قسم کھانے کے بعد حانث ہونے سے پہلے کفارہ جائز ہے یا نہیں، امام مالک، سفیان ثوری اور امام شافعی جائز کہتے ہیں۔ اور اگر کفارہ روزوں سے ادا کرنا ہو تو امام شافعی کہتے ہیں کفارہ بالصیام حنث سے پہلے جائز نہیں البتہ تکفیر بالمال حنث سے پہلے جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں حنث سے پہلے ہر حال میں کفارہ جائز نہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی کھانا کھا رہا ہو تو اس حال میں اس کے پاس جانا جائز ہے۔ بشرطیکہ ان میں دوستانہ تعلقات ہوں ورنہ اجتناب کرنا مستحسن ہے اور صاحب طعام کو چاہیے کہ آنے والے کو ساتھ کھانے کی دعوت دے کھانا کم ہو یا زیادہ ہو۔ کیونکہ ایک کا کھانا دُو کے لئے کافی ہوتا ہے ایسے ہی دُو کا چار کے لئے اور چار کا آٹھ کے لئے کافی ہوتا ہے۔ کھانے پر زیادہ لوگ جمع ہو جائیں تو اس میں برکت آجاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۲۵ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف چھوٹا سا لشکر بھیجا جس میں عبداللہ بھی تھے۔ اُنھوں نے بہت اونٹ غنیمت حاصل کی۔ ان کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے۔ اور ایک ایک اونٹ حصہ سے زیادہ دیا گیا''

۲۹۲۶ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چھوٹا لشکر بھیجتے تو بعض خاص آدمیوں کو عام لشکریوں کے حصہ سے زیادہ حصہ دیا کرتے تھے۔

وَالْاٰخَرُ اَبُوْرُهْمٍ اِمَّا قَالَ فِیْ بِضْعٍ وَاِمَّا قَالَ فِیْ ثَلٰثَةٍ وَّخَمْسِیْنَ اَوِ اثْنَیْنِ وَخَمْسِیْنَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِیْ فَرَکِبْنَا سَفِیْنَةً فَاَلْقَتْنَا سَفِیْنَتُنَا اِلَی النَّجَاشِیِّ بِالْحَبَشَةِ وَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَّاَصْحَابَهٗ عِنْدَهٗ فَقَالَ جَعْفَرٌ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هٰهُنَا وَاَمَرَنَا بِالْاِقَامَةِ فَاَقِیْمُوْا مَعَنَا فَاَقَمْنَا مَعَهٗ حَتّٰی قَدِمْنَا جَمِیْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ افْتَتَحَ خَیْبَرَ فَاَسْهَمَ لَنَا اَوْ قَالَ فَاَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِاَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَیْبَرَ مِنْهَا شَیْئًا اِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهٗ اِلَّا اَصْحَابَ سَفِیْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَّاَصْحَابِهٖ قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ

ہم کشتی میں سوار ہُوئے وہ ہم کو حبشہ میں نجاشی کی طرف لے گئی۔ ہم نے اس کے پاس حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کو پایا۔ تو جعفر نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہاں بھیجا ہے اور ہم کو یہاں اقامت کا حکم فرمایا ہے۔ تم بھی ہمارے ساتھ رہو۔ ہم ان کے ساتھ رہے حتیٰ کہ ہم سب مدینہ منورہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے جبکہ آپ نے خیبر فتح کیا تھا۔ تو آپ نے ہم کو مالِ غنیمت سے حصّہ دیا اور آپ نے کسی کو غنیمت سے کچھ نہ دیا جو فتح خیبر سے غائب تھا صرف انہی لوگوں کو دیا جو آپ کے ساتھ تھے اور حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں سمیت اصحابِ سفینہ کو غنیمت کے مال سے دیا۔

۲۹۲۷ — **شرح** : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علماء نے کہا اس حدیث کے معنی میں تاویلات ہیں۔ ایک یہ کہ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غانمین کے دل خوش کر لئے تھے۔ جیسے قبیلہ ہوازن کے لوگوں کو دیا تھا اور صحابہ کو آپ نے خوش کر لیا تھا۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ آپ نے ان کو اس مال سے دیا تھا جو جنگ کے بغیر حاصل ہُوا تھا۔ کیونکہ سارا خیبر جنگ سے فتح نہیں ہُوا۔ بعض جنگ سے اور بعض صلح سے فتح ہُوا تھا۔ تیسری تاویل یہ کہ ان کو خُمس سے دیا تھا جو فئی کے حکم میں ہے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں صرف کر سکتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری کا میلان تیسری تاویل کی طرف ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ نے خیبر کے مجاہدین سے اجازت لی ہو۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وَقَالَ يَعْنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ

۲۹۲۹ــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ غَنِيمَةً بِالْجِعْرَانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ اعْدِلْ قَالَ لَقَدْ شَقِيتَ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ ــــ

ارادہ تھا کہ میں تمہیں دوں گا۔ سفیان نے کہا ہم کو عمرو نے محمد بن علی سے اُنھوں نے جابر سے روایت کی کہ مجھ کو لپ بھر کر دیا اور کہا ان کو شمار کرو تو میں نے وہ پانچ سو پائے اور کہا اس کی دو مثلیں لے لو اور ابن مُنکدر نے کہا۔ بخل سے زیادہ کونسی بیماری ہے۔

۲۹۲۸ــ شرح : غالباً یہ منادی حضرت بلال تھے رضی اللہ عنہ، اگر یہ سوال ہو کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارادہ تھا کہ جابر کو مال دیں گے تو ان کے بار بار مانگنے سے کیوں نہ دیا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی اور اہم امر کی وجہ سے منع کیا تھا یا اس لئے کہ جابر میں مانگنے کی حرص نہ بڑھے یا وہاں لوگوں کا ہجوم ہوگا یا کوئی اور مانع ہوگا۔ اُنھوں نے مطلقاً مال دینے سے منع نہیں کیا تھا۔

۲۹۲۹ــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی بولا عدل کریں۔ آپ نے اسے فرمایا : بدبخت اگر میں عدل نہ کروں تو اور کون عدل کرے گا "

۲۹۲۹ــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ جعرانہ میں قبیلہ ہوازن کے غنائم تقسیم فرما رہے تھے۔ یہ غنائم چھ ہزار بچوں، عورتوں اور بے شمار اونٹوں اور بکریوں پر مشتمل تھیں۔ ایک روایت کے مطابق چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ سے زیادہ چاندی تھی۔ واقدی کے مطابق ہر غازی کے حصّہ چار اونٹ چالیس بکریاں آئیں۔ سفیان بن عیینہ نے رافع بن خدیج سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفۃ القلوب کو ایک ایک سَو اونٹ دیئے چنانچہ ابوسفیان بن حرب کو ایک سو اونٹ، صفوان بن امیہ کو ایک سَو اونٹ، عیینہ بن حصین کو ایک سَو اونٹ، اقرع بن حابس کو ایک سو اونٹ، علقمہ بن علاثہ کو ایک سو اونٹ، مالک بن عوف کو ایک سو اونٹ اور عباس بن مرداس کو سَو سے کم اونٹ دیئے۔

قولہ شَقِيتَ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ، اکثر رواۃ "شقیت" کی تاء پر ضمہ پڑھتے ہیں اور شرط وقوع کو مستلزم نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے نہیں جو عدل و انصاف نہیں کرتے بلکہ آپ مجسّم عادل ہیں لہٰذا شقاوت

باب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس لئے بغیر قیدیوں پر احسان کیا ،،

۲۹۳۰ ــــ ترجمہ : محمد بن جُبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان بدبودار لوگوں کے بارے میں مجھ سے بات کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو چھوڑ دیتا۔

۲۹۳۰ ــــ شرح : جُبیر بن مُطعِم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی ہے۔ مطعم بن عدی بدر سے سات ماہ قبل صفر کے مہینہ میں بحالتِ کفر فوت ہوا تھا قریش نے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب سے بائیکاٹ کیا اور ایک صحیفہ لکھا کہ ان سے خرید و فروخت نہ کی جائے اور نہ ہی ان کے ساتھ شادی نکاح کیا جائے اور تین برس تک شعب میں ان کو محصور رکھا۔ مطعم بن عدی نے قریش کے اس صحیفہ کو ضائع کرنے کی ہر ممکن سعی کی تھی اس لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مکافات کے لئے یہ فرمایا تھا۔ ایک روایت کے مطابق ابوطالب اور ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف تبلیغ کرنے گئے تو طائف والوں نے آپ سے اچھا سلوک نہ کیا تو آپ کو مُطعم بن عدی نے مکہ میں پناہ دی اور آپ مکہ تشریف لے آئے۔ ”نَتْنٰی،، نتن کی جمع بمعنی ناپاک ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فدیہ کے بغیر امام قیدیوں پر احسان کر سکتا ہے۔ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ غنیمت کا مال تقسیم کے بعد غانمین کی مستقل ملکیت ہوتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا نفسِ غنیمت کے حصُول سے وہ مالک ہو جاتے ہیں۔ بعض علماء نے استدلال کا جواب دیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غانمین کو خوش کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ حدیث میں کوئی لفظ نہیں جو اس کو منع کرے۔ اس لئے اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ استدلال صحیح ہے کیونکہ غانمین کی اس طرح طیبِ خاطر عقد اختیاری ہے ہو سکتا ہے کہ بعض اس کا اذعان نہ کریں اور حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس کو چاہتا ہو۔ ابن قصار نے کہا اگر نفسِ عقد سے غانمین مالک ہو جائیں تو اگر غنیمت میں وہ لوگ ہوں جو غانمین میں سے کسی کے باپ یا اولاد وغیرہ ہوں تو اُن کا آزاد ہونا لازم ہوگا اور وہ اس کے حصہ میں شمار کیا جائے گا۔ جس کا وہ باپ وغیرہ ہوگا لہٰذا یہ امر ضروری ہے کہ غانمین تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت کے مالک نہیں ہوتے۔

واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۳۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِي يُونُسُ وَزَادَ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ وَعَبْدُ شَمْسٍ وَهَاشِمٌ وَالْمُطَّلِبُ إِخْوَةٌ لِأُمٍّ وَأُمُّهُمْ عَاتِكَةُ بِنْتُ مُرَّةَ وَكَانَ نَوْفَلٌ أَخَاهُمْ لِأَبِيهِمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب میں اسلام کے سبب ان کو اپنی قوم کے حلیفوں سے تکالیف پہنچی تھیں اس میں ان تکالیف کی طرف اشارہ ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام کی وجہ سے مکہ میں قریش نے پہنچائی تھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۳۱ — ترجمہ: جُبیر بن مُطعِم رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور عثمان بن عفان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بنی عبد المطلب کو مال دیئے اور ہم کو چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ ہم اور وہ آپ کی نسبت ایک ہی حیثیت میں ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو مطلب اور بنو ہاشم ایک ہی شئی ہیں۔ لیث نے کہا مجھے یونس نے بتایا اور یہ اضافہ کیا کہ جُبیر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد شمس کے لئے تقسیم نہیں کیا اور نہ ہی بنی نوفل کے لئے تقسیم کیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا عبد شمس، ہاشم اور مطلب اخیافی (ماں جائے) بھائی ہیں ان کی والدہ عاتکہ بنت مُرّہ ہے اور نوفل ان کے باپ کی طرف سے بھائی ہے (علاتی بھائی)

۲۹۳۱ — شرح: ابو داؤد کی روایت اس طرح ہے کہ جُبیر بن مُطعِم نے بیان کیا کہ وہ اور عثمان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنے آئے کہ آپ نے بنی المطلب میں مال تقسیم فرمایا ہے اور ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ہمارے بھائیوں بنی المطلب میں مال تقسیم فرمایا اور ہمیں نہیں دیا حالانکہ ہماری اور ان کی قرابت آپ سے برابر ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی شئی ہیں۔ کیونکہ عثمان اور جُبیر کی نسب

۲۹۳۲ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنَ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ بَيْنَا اَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ نَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَاِذَا اَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ اَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ بَيْنَ اَضْلَعِ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِيْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَا حَاجَتُكَ اِلَيْهِ يَا ابْنَ اَخِيْ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّهٗ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ رَاَيْتُهٗ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ الْاَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَغَمَزَنِي الْاٰخَرُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ نَظَرْتُ اِلٰى اَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ اَلَا اِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِيْ سَاَلْتُمَانِيْ عَنْهُ فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ

متعلق امام کا حکم "

شرح : اس مسئلہ میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہر مالِ غنیمت سے خُمس لیا جائے۔ البتہ مقتول کافر کے سامان سے خمس نہیں لیا جائے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام کو اختیار ہے کہ سَلَب سے خُمس لے یا نہ لے۔ حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سلب زیادہ ہو تو خمس لیا جائے گا ورنہ نہیں۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ نے کہا لشکر کے مالِ غنیمت سے سَلَب کا حکم اور دوسرے غنائم کا حکم ایک ہی ہے۔ لیکن جب امام یہ کہہ دے کہ جو کوئی کسی کافر کو قتل کرے وہ اس کے ساز و سامان کا مالک ہے تو وہ صرف قاتل کے لئے ہوگا۔ امام مالک بھی یہی کہتے ہیں۔ امام احمد نے کہا امام کی اجازت کے بغیر سَلَب نہ لے۔ کافر مقتول کے ساز و سامان کو سَلَب کہا جاتا ہے۔

۲۹۳۲ــ ترجمہ : صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف اپنے باپ دادے سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا ایک دفعہ بدر کی جنگ میں میں صف میں کھڑا تھا۔ میں اپنے دائیں اور بائیں دیکھا تو دُو انصاری کمسن لڑکے دکھائی دیئے۔ میری خواہش یہ تھی کہ میں دو طاقتور آدمیوں کے درمیان ہوتا۔ اس اثنا میں ان میں سے ایک نے مجھ سے آہستہ آواز سے پُوچھا اے چچا ابوجہل کو پہچانتے

نے کہا اگر سَلَبْ قاتل کے لئے ضروری ہوتا تو صرف قتل ہی سے وہ سَلَبْ کا مستحق ہو جاتا اور وہ دونوں کو دیا جاتا کیونکہ محض قتل میں دونوں شریک تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی کو سَلَب سے مخصوص کیا تو معلوم ہُوا کہ محض قتل سے استحقاقِ سَلَبْ نہیں ہوتا بلکہ امام کے معیّن کرنے سے سَلَبْ کا استحقاق پیدا ہوتا ہے۔ علمائے مالکیہ کہتے ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سَلَبْ ایک کو دیا۔ کیونکہ امام کو سَلَبْ میں اختیار ہے جس کو چاہے دے۔ علّامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن مسعود ابوجہل کے پاس سے گزرے اور اس کو زمین پر گرا پڑا پایا تو کہا اللہ کی حمد ہے جس نے اسلام کو غالب کیا۔ ابوجہل نے کہا مجھے گالی دیتے ہو عبداللہ نے کہا ہاں بخدا میں تجھے قتل کروں گا۔ ابوجہل نے عبداللہ کی طرف تلوار پھینکی اور کہا اگر یہی بات ہے تو یہ لو حضرت عبداللہ نے تلوار پکڑ کر اس کو قتل کر دیا۔ پھر دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے اس سے قسم لی تو عبداللہ نے قسم کھا کر کہا میں نے قتل کیا ہے پھر آپ کو دکھایا تو آپ نے تین بار فرمایا اللہ کی حمد ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کو غالب کیا۔ ان روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ ابوجہل کے قتل میں یہ سب حضرات شریک تھے مگر سَلَبْ اسی کو دیا جس نے اس کو شدید زخمی کیا تھا جو حقیقۃً اس کی موت کا سبب تھا۔ الحاصل سَلَبْ کے مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ نفسِ قتل سے قاتل سَلَبْ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ "مَنْ قَتَلَ قَتِیْلاً فَلَهٗ سَلَبُهٗ" ، امام کہے یا نہ کہے امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا مسلک یہ ہے کہ نفسِ قتل سے قاتل سَلَبْ کا مستحق نہیں ہوتا جب تک قتال سے پہلے امام یہ نہ کہے "جو کسی کافر کو قتل کرے اس کا مال و اسباب قاتل کے لئے۔ البتہ امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ سَلَبْ قاتل کو دیدے یا اس سے خمس لے سفیان ثوری نے مطلقاً کہا کہ سَلَبْ سے خمس لیا جائے سلب زیادہ ہو یا کم ہو۔ امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔ اسحاق نے کہا اگر سلب زیادہ ہوں تو ان سے خمس لیا جائے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اگر یہ سوال ہو کہ غزوۂ بدر میں اس طرح مذکور ہے کہ جنہوں نے ابوجہل کو قتل کیا تھا وہ معاذ و معوّذ عفراء کے بیٹے تھے۔ اور وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اور اس کا سر اُتارا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تینوں نے قتل کیا ہو اور شدید ضرب ابن جموح نے ماری ہو جس کے بعد زندہ رہنا محال ہو۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود آئے ہوں جبکہ اس ملعون کا آخری سانس ہو اور اس کے سر کو علیحدہ کر دیا ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک کام میں جلدی کرنا چاہیئے اور اللہ اور اس کے رسُول کے لئے غصّہ کرنا مستحب ہے۔ اور بڑے بڑے امور میں چھوٹے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ قولہ قَالَ مُحَمَّدٌ الخ اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع نہیں اور یوسف نے صالح سے اور ابراہیم نے اپنے باپ سے سماعت کی ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَارْضِهِ عَنِّي فَقَالَ اَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ لَاهَا اللّٰهِ اِذًا لَا يَعْمِدُ اِلَى اَسَدٍ مِنْ اُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ يُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَاَعْطَاهُ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَاِنَّهُ لَاَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُهُ فِي الْاِسْلَامِ

لیا اس سے خمس نہیں لیا گیا تھا۔ حنین مکہ سے تین میل دُور ہے۔ آٹھ ہجری میں وہاں جنگ لڑی گئی قولہ لَاهَا اللّٰهِ اِذاً اس کا معنیٰ لَا وَاللّٰہِ ،، ہے۔ واؤ قسم کی جگہ "ھا" کو ذکر کیا ہے۔ یعنی وَاللّٰہِ لَا یَکُوْنُ ذَا ،، ھا اور واو کو جمع نہیں کیا جاتا اور لَا ھَا وَاللّٰہِ ،، نہیں کہا جاتا۔ ابوعثمانی مازنی نے کہا جس نے لاھا اللہ اذا کہا اس نے غلطی کی ہے یہ لاھا اللہ ذا ہے۔ جوہری نے کہا ھا حرفِ تنبیہ ہے۔ کبھی اس کو قسم میں ذکر کیا جاتا ہے۔ اور لا ھا اللہ مَا فَعَلْتُ ،، کہا جاتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "لا ھا اللہ اذًا ،، کی تقدیر پر معنیٰ صحیح ہے یہ دراصل لَا وَاللّٰہِ اِذَا صَدَقَ لَا یَکُوْنُ ،، حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم شیر جیسے مرد کا قصد نہیں کریں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دین کی مدد کے لئے لڑتا ہے کہ اس کا حق لیں اور تجھے دے دیں لا واللہ تجھے کیسے دیں گے حالانکہ وہ اللہ کا شیر ہے۔ یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابوبکر نے سچ کہا ہے اور ابوقتادہ کو سَلَب دے دیا۔ اور گواہ طلب نہ کیا کیونکہ آپ کو یقین ہو گیا تھا کہ ابوقتادہ ہی قاتل ہے۔ اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ جس کے قبضہ میں سلب تھا اس نے ابوقتادہ کے لئے اقرار کر لیا تھا کیونکہ مال سارے لشکر کی طرف منسوب ہے۔ اس شخص کے اقرار کا اعتبار نہیں۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ سَلَب نفسِ غنیمت میں سے ہے خمس میں سے نہیں۔ کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابوقتادہ کو سَلَب تقسیم غنیمت سے پہلے دیا تھا جبکہ لڑائی ختم ہوئی تھی۔ احناف اور مالکیہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لڑائی ختم ہونے کے بعد یہ فرمایا تھا حالانکہ اموالِ غنیمت جمع کئے جا چکے تھے۔ یہ وہ حالت ہے کہ غانمین کا حق چار خمس ادا کئے گئے تھے اور سَلَب خمس

بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ
كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى
أُفَارِقَ الدُّنْيَا وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَ
مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ أَنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ
الْمُسْلِمِينَ إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ مِنْ هٰذَا
الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوُفِّيَ

۲۹۳۴ — ترجمہ: سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر نے کہا کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپ نے مجھے دیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے دیا۔ پھر مجھے فرمایا اے حکیم یہ مال سرسبز میٹھا ہے جو کوئی اس کو حرص کے بغیر لے گا اس کے لئے اس میں برکت ہوگی اور جو کوئی لالچ کے ساتھ لے اس کے لئے اس میں برکت نہ ہوگی مثل اس شخص کے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہ لوں گا حتیٰ کہ دُنیا سے مفارقت کر جاؤں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حکیم کو وظیفہ دینے کے لئے بلاتے تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو بلاتے تاکہ ان کو وظیفہ دیں تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا معشر المسلمین! اے مسلمانوں میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس مال سے حکیم کا حق اس کے سامنے پیش کرتا ہوں لیکن وہ لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حکیم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے کسی سے کچھ نہ لیا حتیٰ کہ فوت ہو گئے!

(حدیث ۱۳۸۹ کا مطالعہ کریں)

۲۹۳۵ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جاہلیت کے زمانہ میں مجھ پر ایک دن کا اعتکاف تھا

۲۹۳۶ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ثَنَا الْحَسَنُ ثَنِي عَمْرُو ابْنُ تَغْلِبَ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَمَنَعَ اٰخَرِينَ فَكَأَنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي أُعْطِي قَوْمًا أَخَافُ ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ وَأَكِلُ قَوْمًا إِلَى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْغِنَى مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ زَادَ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَالٍ أَوْ بِسَبْيٍ فَقَسَمَهُ بِهٰذَا

یہ بھی مرسل ہے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا۔ یہ بھی مرسل ہے مگر نافع کے قول کو حجت بنانا درست نہیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ہر حدیث نافع سے بیان نہیں کی۔ اور نہ ہی عبداللہ بن عمر کی ہر حدیث نافع کو یاد ہے۔ اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ عبداللہ بن عمر خود نہ بھولے ہوں کیونکہ کسی شک وشبہ کے بغیر جعرانہ سے عمرہ ثابت ہے۔ قولہ زَادَ آہ ،، اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث موصول ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دو لونڈیاں خمس سے حاصل کی تھیں۔ قولہ رواہ معمر آہ یعنی اعتکاف کی حدیث معمر نے بیان کی ہے۔ اور اُنھوں نے یوم کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ یوم ظرفیت کی بناء پر منصوب اور حکایت کی بناء پر مجرور ہے۔

۲۹۳۶ — ترجمہ: عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو مال دیا اور بعض کو نہ دیا جن کو نہ دیا اُنھوں نے غصہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا میں بعض لوگوں کو دیتا ہوں جبکہ ان کی کجروی اور بے صبری دیکھتا ہوں اور دوسروں کو میں اس کے سپرد کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں خیر اور استغناء رکھی ہے۔ ان میں سے عمرو بن تغلب ہیں۔ عمرو بن تغلب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کے عوض میں نہیں پسند کرتا کہ میرے لئے سُرخ اُونٹ ہو۔ ابوعاصم نے جریر سے اضافہ کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم سے عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال یا قیدی لائے گئے۔ تو آپ نے ان کو اس طرح تقسیم کیا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَاَمَّا اُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الْاَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْا اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ مَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اِثْرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ اَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ

حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون کے قطرے ٹپکا رہی ہیں۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ بات کہی گئی۔ تو آپ نے انصار کو پیغام بھیجا اور اُن کو چمڑے کے قبّہ میں جمع کیا اور ان کے ساتھ ان کے علاوہ اور کسی کو نہ بلایا جب وہ سب جمع ہو گئے تو اُن کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا یہ کیسی بات ہے جو تمہاری طرف سے پہنچی ہے۔ ان میں سے سمجھدار لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم سے سمجھدار لوگوں نے کچھ نہیں کہا البتہ ہم میں سے نوعمر لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے آپ قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو نظر انداز کرتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون ٹپکا رہی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بعض لوگوں کو دیتا ہوں جن کے کفر کا زمانہ قریب ہے (نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں) کیا تم خوش نہیں کہ لوگ مال و دولت لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر جاؤ۔ اللہ کی قسم! جو تم لے کر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر جائیں گے۔ انصار نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہم خوش ہیں پھر آپ نے ان سے فرمایا تم عنقریب میرے بعد لوگوں کو ترجیح پاتا دیکھو گے تم صبر کرتے رہو حتیٰ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر پر ملو حضرت انس نے کہا ہم نے صبر نہ کیا۔

۲۹۳۸ — شرح: محمد بن اسحاق صاحبِ مغازی نے کہا جن لوگوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز سو سو اونٹ ان کی تالیفِ قلب کے لئے دیئے تھے تاکہ وہ ایمان پر مضبوط رہیں۔ وہ ابوسفیان بن حرب، امیر معاویہ، حکیم بن حزام، حارث بن حارث، حارث بن ہشام، سہل بن عمرو، حویطب بن عبد العزیٰ، علاء بن حارثہ ثقفی، عُیَینہ بن حصن، صفوان بن امیہ، اقرع بن حابس اور

۲۹۴۰ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيدَةً حَتّٰى نَظَرْتُ إِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَآءٍ

صفاتِ ذمیمہ کی کلیتہً نفی مقصود ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی یُوں ہوتا ہے کہ مفعول بمعنی ذی کذا آتا ہے ایسے فعیل بمعنی ذی کذا آتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ذی کذا کا باب فاعل اور فعال کے ساتھ خاص نہیں۔ لہٰذا ان الفاظ میں اصل فعل کی نفی ہو جاتی ہے اور یہی مقصد ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہاں کذوب وجبان کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقام کا مقتضیٰ یہ تھا کہ بخل کی نفی کی جائے پھر آپ نے فرمایا میں بخل کی نفی کرنے میں جھوٹا نہیں اور لوگو تم سے ڈر کر میں اس کی نفی نہیں کر رہا ہوں۔ پھر یہ مقام جوامع کلم سے ہے کیونکہ اصولِ اخلاق بردباری، سخاوت اور شجاعت ہیں، عدمِ کذب سے کمال قوتِ عقلیہ کی طرف اشارہ کیا جو حکمت ہے، عدمِ جُبن سے کمال قوت غضبیہ کی طرف اشارہ کیا جو شجاعت ہے اور عدمِ بُخل سے کمال قوت شہویہ کی طرف اشارہ کیا جو جود وسخا ہے۔ یہ تینوں صفات اصولِ اخلاق ہیں۔ پہلا صدیقین کا مرتبہ، دوسرا شہدآء کا مرتبہ اور تیسرا صالحین کا مرتبہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ (کرمانی)

(حدیث ۲۶۲۵ کی شرح دیکھیں)

۲۹۴۰ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ جبکہ آپ پر نجرانی چادر تھی جس کا حاشیہ موٹا تھا۔ آپ کو ایک اعرابی ملا۔ اس نے زور سے چادر کو کھینچا حتیٰ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کے ایک طرف دیکھا کہ اعرابی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارے کا نشان پڑ گیا تھا۔ پھر اس اعرابی نے کہا میرے لئے اللہ کے مال سے حکم دیجئے جو آپ کے پاس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہنس پڑے پھر اس کو کچھ دینے کا حکم فرمایا۔

۲۹۴۰ــ شرح : اس حدیث کی مناسبت عنوان کے ساتھ اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کی اساءت کرنے کے باوجود اس کی تالیف کے لئے اس کو کچھ دیا۔ اعرابی کا یہ فعل اگرچہ ادب کے خلاف تھا اور قابلِ گرفت تھا لیکن آپ نے مسامحت اس لئے فرمائی کہ وہ جاہل آدابِ رسالت سے ناآشنا تھا۔ اس کی یہ حرکت جفاءِ قلب کا نتیجہ تھا اگر یہی فعل کوئی کرے تو یقیناً کفر ہے۔

اَبِی عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ کُنْتُ اَنْقُلُ النَّوٰی مِنْ اَرْضِ الزُّبَیْرِ الَّتِیْ اَقْطَعَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاْسِیْ وَھِیَ مِنِّیْ عَلٰی ثُلُثَیْ فَرْسَخٍ وَقَالَ اَبُوْضَمْرَۃَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ الزُّبَیْرَ اَرْضًا مِّنْ اَمْوَالِ بَنِی النَّضِیْرِ

۲۹۴۳ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ ثَنَا الْفُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمَانَ ثَنِیْ مُوْسٰی بْنُ عُقْبَۃَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَجْلَی الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَھَرَ عَلٰی اَھْلِ خَیْبَرَ اَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَ الْیَھُوْدَ مِنْھَا وَکَانَتِ الْاَرْضُ لَمَّا ظَھَرَ عَلَیْھَا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ فَسَاَلَ الْیَھُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتْرُکَھُمْ عَلٰی اَنْ یَّکْفُوا الْعَمَلَ وَلَھُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ نُقِرُّکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ مَا شِئْنَا فَاَقَرُّوْا حَتّٰی اَجْلَاھُمْ عُمَرُ فِیْ اِمَارَتِہٖ اِلٰی تَیْمَآءَ اَوْ اَرِیْحَآءَ

صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ انھیں وہاں اس شرط پر رہنے دیں کہ وہ زمین میں کاروبار کریں گے اور اُن کو آدھا پھل دیا جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تم کو جب تک ہم چاہیں رہنے دیتے ہیں وہ اس شرط پر وہاں رہنے لگے حتیٰ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ امارت میں تیماء یا اریحاء کی طرف جلاوطن کر دیا۔

۲۹۴۳ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جزیرۂ عرب میں دو دین اکٹھے نہیں رہ سکتے کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں اور نصاریٰ کو عرب سے باہر نکالنا چاہا تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اس لئے نہیں نکالا تھا کہ وہ مرتدین کے ساتھ جنگ و جدال میں مشغول رہنے کے باعث فارغ نہیں ہوسکے تھے یا ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی یہودیوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کرنے سے پہلے کہ وہ مصالحت کے طور پر ان کو وہاں رہنے دیں خیبر کی زمین یہودیوں کی ملکیت تھی پھر جب اس پر آپ نے غلبہ حاصل کر لیا تو وہ زمین اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کی ملکیت ہو گئی۔ تیماء بلادِ طئی میں سے سمندر کے کنارے ایک گاؤں ہے اور اریحاء شام میں ایک گاؤں ہے۔ حدیث ۲۱۸۸ کی شرح دیکھیں ،،

زِيَادٌ ثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتِ الْقُدُورُ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِئُوا الْقُدُورَ وَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقُلْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ قَالَ وَقَالَ آخَرُونَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ وَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادَعَةِ مَعَ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْحَرْبِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ

ہنڈیوں کو الٹ دو اور گدھوں کے گوشت سے کچھ نہ کھاؤ۔ عبداللہ نے کہا ہم نے خیال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے منع فرمایا ہے کہ ان سے خمس نہیں لیا جاتا۔ اور بعض لوگوں نے کہا ان کو قطعی طور پر حرام کر دیا ہے۔ میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا تو انھوں نے کہا ان کو بالکل حرام کر دیا۔

۲۹۴۶ — شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ وہ کھانے کی اشیاء کھانے میں جلدی کیا کرتے تھے۔ اسی لئے انھوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس کا اقدام کیا اور جب ہنڈیاں الٹ دینے کا حکم ہوا تو رک گئے۔ گدھوں کی تحریم کی علت میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کی تحریم کی علت یہ ہے کہ ان سے خمس نہیں لیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خمس لیا جاتا تو حرام نہ ہوتے۔ بعض علماء نے کہا تحریم کی علت یہ ہے کہ یہ نجاست کھاتے ہیں۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بوجھ اٹھاتے ہیں اگر یہ حرام نہ کئے جاتے تو یہ ختم ہو جاتے اور بوجھ اٹھانے میں تکلیف ہوتی۔ اور بعض صحابہ کرام نے کہا کہ ان کو حتمی طور پر حرام کر دیا۔ صحیح احادیث سے یہی ثابت ہے۔ اور ان میں کوئی شک نہیں جس کسی حدیث میں ان کے حلال ہونے کا ذکر ہے وہ ان احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے بلکہ نص سے یہی ثابت ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے وہ نہی کی حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعَمْرِو بْنِ أَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةُ سَنَةَ سَبْعِينَ عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ فَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ

ہے ان سے فی کس چار دینار لئے جاتے ہیں جبکہ اہلِ یمن سے ایک دینار لیا جاتا ہے۔

اُنھوں نے کہا یہ مال داری کے باعث ہے (شامی یمنیوں سے زیادہ مالدار ہیں)

۲۹۴۷ — ترجمہ : سفیان نے کہا میں نے عمرو سے سُنا اُنھوں نے کہا میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ ان سے بجالہ نے آبِ زمزم کی سیڑھیوں کے پاس ستر ہجری ۷۰ھ میں جس سال مصعب بن زبیر نے اہلِ بصرہ کے ساتھ حج کیا تھا یہ کہا کہ میں اَحنف کے چچا جزء بن معاویہ کا کاتب تھا۔ ہمارے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط ان کی وفات سے ایک سال پہلے آیا کہ مجوسیوں کے ہر ذی رحم کے درمیان تفریق کر دو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ نہ لیا حتیٰ کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوسِ ہجر سے جزیہ لیا تھا

۲۹۴۷ — شرح : جزیہ جزاء سے ہے۔ وہ اہلِ کتاب سے مال لیا جاتا ہے جو ان کو دارالاسلام میں سکونت دینے کا عوض ہوتا ہے۔ مُوَادَعَت کا معنی متارکت ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کچھ مدت کے لئے مصلحت کی بناء پر اہلِ حرب سے لڑائی ترک کی جاتی ہے۔ باب کے عنوان میں لَفّ نشر مرتب ہے کیونکہ جزیہ اہلِ ذمہ سے لیا جاتا ہے اور مُوَادَعَت اہلِ حرب سے ہوتی ہے"

جب مشرکوں کی طاقت کمزور پڑ گئی اور وہ مسلمان ہونے لگے اور شرک و کفر خطۂ عرب سے رخصت ہُوا تو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود و نصاریٰ سے جنگ کرنے کا حکم دیا اسی لئے آپ نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کی اور عرب کے قبائل کو جنگ کے لئے طلب کیا۔ وہ سب جمع ہُوئے جن میں سے تیس ہزار نوجوان تھے۔ البتہ مدینہ منورہ اور اس کے ارد گرد کے بعض منافق نہ آئے یہ شدت کی گرمی کا زمانہ تھا اور سفر بھی بہت بعید تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رومیوں سے جنگ کرنے تبوک پہنچے اور بیس روز تک وہاں ٹھہرے اور

۲۹۴۸ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ثَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الْاَنْصَارِیَّ وَھُوَ حَلِیْفٌ لِبَنِیْ عَامِرِ ابْنِ لُؤَیٍّ وَکَانَ شَھِدَ بَدْرًا اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَیْدَۃَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَی الْبَحْرَیْنِ یَاْتِیْ بِجِزْیَتِھَا وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ صَالَحَ اَھْلَ الْبَحْرَیْنِ وَاَمَّرَ عَلَیْھِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِیِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَیْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ فَوَافَتْ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلّٰی بِھِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَہٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ رَاٰھُمْ وَقَالَ اَظُنُّکُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَیْدَۃَ قَدْ جَاءَ بِشَیْءٍ قَالُوْا اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا یَسُرُّکُمْ فَوَاللّٰہِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَتُھْلِکَکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بحرین سے صلح کی تھی اور اُن پر علاء بن حضرمی کو امیر بنایا تھا ابو عُبَید بحرین سے مال لائے۔ تو انصار نے ابو عبیدہ کے آنے کی خبر سُنی۔ تو اُنھوں نے صبح کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب آپ ان کو نماز پڑھا چکے تو وہ آپ کے سامنے آئے جب ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے یہ سُنا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ لائے ہیں۔ اُنھوں نے کہا جی ھاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تم کو خوشخبری ہو اور اس کی اُمید کرو جو تم کو خوش کرے گا بخدا! مجھے تم پر فقر کا ڈر نہیں لیکن مجھے خوف اس بات کا ہے کہ تمہارے لئے دُنیا اس طرح وسیع کر دی جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں کے لئے وسیع کر دی گئی۔ تم اس کی رغبت کرو گے جیسے اُنھوں نے رغبت کی وہ تم کو ہلاک کر دے گی جیسے ان کو ہلاک کیا۔

شرح ۲۹۴۸ــ : حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے۔ اس وقت بحرین کے لوگ مجوسی تھے۔ اور مَوَادعت سے مراد ترکِ قتال ہے۔ لہٰذا ان سے جزیہ

حَيَّةَ قَالَ فَنَدَبَنَا عُمَرُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرَى فِي أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَقَامَ تَرْجُمَانٌ لَهُ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ سَلْ عَمَّ شِئْتَ قَالَ مَا أَنْتُمْ فَقَالَ نَحْنُ نَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيدٍ نَمُصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوَى مِنَ الْجُوعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرَضِينَ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُولُ رَبِّنَا أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللهَ وَحْدَهُ أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا أَشْهَدَكَ اللهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنَدِّمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلَكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ

لگیں گے اور اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں، دونوں پر اور سر ختم ہو جائیں گے۔ پس سر کسریٰ ہے پر قیصر ہے اور دوسرا پر فارس ہے، آپ مسلمانوں کو حکم دیں کہ وہ کسریٰ پر حملہ کریں۔ بکر اور زیاد دونوں نے جبیر بن حیہ سے روایت کی۔ اُنھوں نے کہا ہمیں عمر فاروق نے بلایا اور نعمان بن مقرن کو ہم پر حاکم مقرر کیا حتیٰ کہ جب ہم دشمن کی زمین میں پہنچے تو ہمارے مقابلہ میں کسریٰ کی فوج کا سپہ سالار چالیس ہزار فوجی لے کر آیا۔ ترجمان اُٹھا اور کہنے لگا تم میں سے کوئی آدمی میرے ساتھ بات کرے۔ مغیرہ نے کہا جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ اُس نے کہا تم کون ہو مغیرہ نے کہا ہم عرب لوگ ہیں ہم سخت بدبختی کا شکار اور سخت مصیبت میں مبتلا تھے۔ بھوک کی وجہ سے چمڑے اور کھجوروں کی گٹھلیاں چوسا کرتے تھے اونٹوں اور بکریوں کے بالوں کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ زمین و آسمان کے پروردگار تعالیٰ ذِکْرُہٗ وَجَلَّتْ عَظْمَتُہٗ نے ہم ہی میں سے ہماری طرف نبی بھیجا ہم ان کے والد اور والدہ کو جانتے ہیں۔ ہمارے نبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ تم سے جنگ کریں حتیٰ کہ تم صرف اللہ کی عبا

ہو کر بھاگا مسلمانوں نے اس کا تعاقب کر کے قتل کر دیا۔ اور فارس شکست کھا گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے بہت لوگوں کو قتل کیا۔ ان میں تیس ہزار زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ اور وہ لڑائی میں دس ہزار قتل ہوئے۔ مسلمان ان کا تعاقب کرتے رہے حتیٰ کہ وہ مدائن میں داخل ہو گئے جہاں ایوان کسریٰ تھا۔ بھاگنے والے لوگوں میں ہرمزان بھی تھا۔ پھر ان کے اور مسلمانوں کے مابین جنگ ہوئی پھر ان میں صلح ہو گئی۔ پھر صلح ختم ہو گئی تو ابو موسیٰ اشعری نے لشکر جمع کیا تو انھوں نے تستر میں ہرمزان کا محاصرہ کر لیا۔ جب ہرمزان تنگ پڑ گیا تو اس نے ابو موسیٰ کو پیغام بھیجا اور ان سے امن طلب کرتے ہوئے کہا کہ ان کو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا جائے ابو موسیٰ نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کے مال غنیمت سے خمس روانہ کیا۔ جب وہ عمر فاروق کے پاس گیا اور ان کے چہرے پر اس کی نظر پڑی تو وہ سجدہ میں چلا گیا۔ پھر اس کی امیر المؤمنین سے گفتگو ہوتی رہی حتیٰ کہ وہ کسی جبر و اکراہ کے بغیر برضاء قلب مسلمان ہو گیا اور اس کے گھر کے افراد اور خدام جو اس کے ہمراہ تھے سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی قریبی لوگوں میں شمار کیا اور اس کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔ ان کو ابو لؤلؤ نے شہید کیا تھا بعض لوگوں نے ہرمزان کو متہم کیا کہ اس نے ابو لؤلؤ کی معاونت کی ہے۔ اس لئے حضرت عبیداللہ بن عمر نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرمزان سے فارس، اصبہان اور آذربیجان کے متعلق مشورہ کیا تھا کہ پہلے کس سے جنگ کی جائے کیونکہ وہ ان لوگوں کے حالات کو خوب جانتا تھا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے مقابلہ میں چالیس ہزار اہل فارس اور کرمان سے بیس ہزار نہاوند سے، بیس ہزار اصبہان سے، قم اور قاشان سے بیس ہزار، آذربیجان سے تیس ہزار اور دوسرے علاقوں سے بیس ہزار کے لشکر جمع کئے گئے جن کی کل تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار سوار تھے اس لشکر کا سپہ سالار فیرزان تھا بعض بندار اور بعض ذوالحاجبین کے نام ذکر کرتے ہیں۔ ابن اثیر نے کہا وہ خرزاد بن ہرمز تھا۔ یہ جنگ نہاوند میں ہوئی تھی۔ اس کو مسلمان فتح الفتوح کہتے ہیں۔

واقدی کے مطابق ۲۱ ہجری میں یہ جنگ لڑی گئی۔ بعض نے ۱۷ ہجری بعض نے ۱۹ ہجری ذکر کی ہے۔ یہ بار بار واقعہ ہوا دوسرے واقعہ میں نعمان بن مقرن شہید ہوئے جو امیر لشکر تھے اور حضرت حذیفہ بن یمان ان کے قائم مقام ہوئے تھے"

اس حدیث سے زوال شمس کے بعد جنگ کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت مدد کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور مسلمان نمازوں میں عساکر اسلام کے لئے دعائیں کرتے ہیں

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ الْوُصَاةِ بِاَهْلِ ذِمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ وَالْاِلُّ الْقَرَابَةُ

۲۹۵۱ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا اَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُوَیْرِیَةَ بْنَ قُدَامَةَ التَّمِیْمِیَّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قُلْنَا اَوْصِنَا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ اُوْصِیْکُمْ بِذِمَّةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ ذِمَّةُ نَبِیِّکُمْ وَرِزْقُ عِیَالِکُمْ

بَابُ مَا اَقْطَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

مِنَ الْبَحْرَیْنِ وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ الْبَحْرَیْنِ وَالْجِزْیَةِ وَلِمَنْ یُقْسَمُ الْفَیْءُ وَالْجِزْیَةُ

۲۹۵۲ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ ثَنَا زُهَیْرٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ

باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن میں آنے والے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا،،

ذمہ کا معنی عہد اور اِلّ کا معنی قرابت ہے،،

۲۹۵۱ ـ ترجمہ : جُویریہ بن قُدامہ تمیمی نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنا جبکہ ہم نے اُن سے کہا یا امیر المؤمنین آپ ہم کو وصیت کریں ۔ آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ کے عہد کی وصیت کرتا ہوں (اس کو پُورا کرو) کیونکہ وہ تمہارے نبی کا عہد ہے اور تمہارے بال بچوں کا رزق ہے ۔

۲۹۵۱ ـ شرح : کیونکہ ذمہ کے باعث جزیہ حاصل ہوتا ہے جو مسلمانوں میں تقسیم ہوتا ہے اور ان کی ضروریات میں خرچ ہوتا ہے ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ

جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمَّا قُبِضَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ
مَنْ كَانَتْ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِىْ
فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَالَ
لِىْ لَوْقَدْ جَآءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا
فَقَالَ لِىْ أُحْثُهٗ فَحَثَوْتُ حَثْوَةً فَقَالَ لِىْ عُدَّهَا فَعَدَدْتُّهَا فَإِذَا هِىَ
خَمْسُمِائَةٍ فَأَعْطَانِىْ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ ابْنُ طَهْمَانَ
عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أُتِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوْهُ فِى الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِىَ
بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِىْ إِنِّىْ فَادَيْتُ نَفْسِىْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ

لڑائی کے بغیر کافروں کا مال حاصل ہو۔ بحرین ہندوستان کی جانب ایک شہر ہے۔ اس باب میں تین عنوان ہیں اور تین حدیثیں ہیں اور بالترتیب ہر حدیث عنوان کے ہر حصہ کے مطابق ہے۔ حدیث ع ۲۲۲۱ اور باب القطاع کی شرح دیکھیں "

۲۹۵۳ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا اتنا دوں گا۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور بحرین کا مال آیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جس کسی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہو۔ وہ میرے پاس آئے میں اُن کے پاس گیا اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا دوں گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا تم دونوں ہاتھ بھر کر لے لو۔ میں نے ایک بار دونوں ہاتھ بھر کر لئے اُنھوں نے مجھے فرمایا ان کو شمار کرو میں نے شمار کئے تو وہ پانچ سو ہوئے تو آپ نے مجھے ایک ہزار پانچ سو دیئے۔ ابراہیم طہمان نے عبد العزیز بن صہیب سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مال آیا

بَابُ اِخْرَاجِ الْيَهُوْدِ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ بِهٖ

۲۹۵۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ

باب اس کا گناہ جس نے ذی عہد کو کسی جرم کے بغیر قتل کیا،،

۲۹۵۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ذی عہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

۲۹۵۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مومن دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اور یہ حدیث اس کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے مومن جنہوں نے کبیرے گناہ نہیں کیئے وہ سب جنّت کی خوشبو سونگھیں گے اور مذکورہ شخص اس وقت خوشبو نہ سونگھے گا۔ یا مراد یہ ہے کہ اُس نے ذمی کو جائز سمجھ کر قتل کیا تھا یا یہ حدیث تغلیظ پر محمول ہے۔

باب یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکالنا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا میں تم کو اس وقت تک رہنے دوں گا جب تک تم کو اللہ رکھے گا !،،

۲۹۵۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی کریم

قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا لَهٗ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَقَالَ ذَرُوْنِيْ الَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَالثَّالِثَةُ اِمَّا اَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَاِمَّا اَنْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيٰنُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمٰنَ

بَابُ اِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُوْنَ بِالْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يُعْفٰى عَنْهُمْ

۲۹۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِيْ سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ اُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا

پہلے کا واقعہ ہے جبکہ ابوہریرہ فتح خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

۲۹۵۶ — ترجمہ: سعید بن جُبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا جمعرات کا دن آہ جمعرات کا دن۔ پھر رو پڑے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں نے کنکریاں تر کر دیں۔ میں نے کہا اے ابا العباس جمعرات کا دن کیسا تھا اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری زیادہ سخت ہوگئی۔ تو آپ نے فرمایا میرے پاس شانہ کی کوئی ہڈی لاؤ میں تمہارے لئے لکھ دوں اس کے بعد تم کبھی نہیں پھسلو گے۔ لوگ باہم جھگڑنے لگے اور نبی کے پاس جھگڑا کرنا نامناسب ہے۔ لوگوں نے کہا آپ کا حال کیسا ہے۔ کیا آپ دُنیا سے ہجرت فرما رہے ہیں؟ اچھی طرح آپ کی بات سمجھو۔ آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس حال میں ہوں وہ اس حال سے اچھا ہے جس طرف تم مجھے بُلا رہے ہو۔ آپ نے ان کو تین امُور کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا۔ مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور دُوسرے ملکوں سے آنے والے وفد کو عطایا دو جیسے میں ان کو عطایا دیا کرتا تھا۔ تیسری بھی اچھی بات تھی یا تو آپ نے وہ بیان نہیں فرمائی یا اسے میں بھُول گیا۔ سفیان نے کہا یہ سُلیمان کا قول ہے۔

میں رہیں گے پھر اس میں ہمارے بعد تم جاؤ گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی اس میں ذلیل و خوار ہو کر رہو گے بخدا! ہم تمہارے بعد ہرگز دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں تم سے کوئی سوال پوچھوں تو میرے سامنے سچ بولو گے؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں! یا ابا القاسم! آپ نے فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا اس پر تم کو کس نے آمادہ کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا ہمارا خیال یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم کو آپ کی طرف سے آرام ہوگا اور اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو ضرر نہیں دے گا۔

۲۹۵۷— **شرح** : خیبر کے یہودیوں نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو بطور ہدیہ بھیجا یہ ان کی بے وفائی تھی اور دھوکہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف کر دیا یا قتل کیا اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ یہ عورت مرحب یہودی کی بہن تھی اس کا نام زینب بنت حارث تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا تو کہنے لگی آپ نے میرے باپ، چچا، بھائی اور شوہر کو قتل کیا ہے۔ اس کا بھائی زُبیر شوہر سلام بن مشکم اور چچا بشار تھا۔ قاضی عیاض نے کہا اس عورت کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس عورت کو قتل کر دیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ ابوسلمہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بشر بن براء بن معرور کے اولیاء کے سپرد کر دیا۔ کیونکہ بشر وہ گوشت کھانے سے ہلاک ہو گئے تھے تو اُنھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ ابن سحنون نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ کے حکم سے اس کو قتل کر دیا گیا۔ زُہری کی روایت کے مطابق وہ مسلم ہو گئی تھی اس لئے اسے چھوڑ دیا گیا تھا۔ سہیلی نے کہا اس سے درگزر کر دیا گیا تھا۔ قاضی عیاض نے کہا ان روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ پہلے اس عورت کو قتل نہیں کیا تھا پھر جب بشر بن براء ہلاک ہوئے تو اس ان کے وارثوں کے سپرد کر دیا اُنھوں نے اس کو قصاصاً قتل کر دیا۔ لہٰذا یہ صحیح ہے کہ فی الحال اس کو قتل نہ کیا اور اس کے بعد قتل کر دیا گیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اس حدیث سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ زہر سے قتل کرنا تیز دھار آلہ سے قتل کرنے کے مترادف ہے یہ بھی قصاص کو واجب کرتا ہے۔ علماء کوفہ نے کہا اس میں قصاص نہیں بلکہ عاقلہ پر دیت لازم ہے اُنھوں نے کہا اگر زہر پانی یا کھانے میں خلط ملط کر دیا جائے تو اس میں کوئی شئی واجب نہیں اور نہ ہی عاقلہ پر دیت لازم ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب جبراً ایسا کیا تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ صحیح تر یہ ہے اس میں قصاص نہیں یہ ظاہر معجزہ ہے کہ زہر نے آپ کو اثر نہ کیا اور دوسرے لوگ جنہوں نے آپ کے ساتھ وہ وہ فوت ہو گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ زہر بذاتِ خود مؤثر نہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے اثر کرتا ہے۔ اسی لئے

بَابُ اَمَانِ النِّسَآءِ وَجُوَارِهِنَّ

۲۹۵۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِي طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ اَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ اَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّي عَلِيٌّ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ اَجَرْتُهٗ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ وَذٰلِكَ ضُحًى

تھے۔ اُنھوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر قاری مشرکوں کی طرف بھیجے تو ان لوگوں نے ان کو پکڑ کر قتل کر دیا حالانکہ ان کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی پر غضبناک ہوئے ہوں جو ان لوگوں پر غضبناک ہوئے (حدیث ۹۵۴ء کی شرح دیکھیں)

باب عورتوں کا کسی کو امان اور پناہ دینا

۲۹۵۹ — ترجمہ: عمر بن عبید اللہ کے آزاد کردہ غلام ابو النضر سے روایت ہے کہ ابو مُرّہ مولیٰ ام ہانی بنت ابی طالب نے بیان کیا کہ اُنھوں نے ام ہانی بنت ابی طالب کو یہ کہتی ہوئی سُنا کہ میں (فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے آپ کو غسل کرتے پایا جبکہ آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو پردہ کر رہی تھیں۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے۔ میں نے کہا میں ام ہانی بنت

بَابٌ اِذَا قَالُوْا صَبَانَا وَلَمْ يُحْسِنُوْا اَسْلَمْنَا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ وَقَالَ مَتْرَسْ فَقَدْ اٰمَنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ الْاَلْسِنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمْ لَا بَاْسَ

۲۹۶۰ ـــــ ترجمہ : ابراہیم تیمی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت علی نے ہم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہمارے پاس اللہ کی کتاب کے سوا کوئی کتاب نہیں جسے ہم پڑھیں یا جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ اس میں زخموں کے احکام اور (دیت میں) اونٹوں کی عمریں ہیں اور مدینہ منورہ عیر سے فلاں مقام تک حرم ہے جس نے اس میں کوئی نیا کام کیا یا کسی بدعتی کو جگہ دی اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا کوئی فرض اور نفل قبول نہ ہوگا اور جس نے غیر موالی کو اپنا ولی بنایا اس پر بھی اسی طرح لعنت ہو۔ تمام مسلمانوں کی ایک ہی ذمہ واری ہے جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اس کی مثل لعنت ہو۔

۲۹۶۰ ـــــ شرح : یعنی جس نے کسی حربی کو امان دیا تو وہ امان تمام مسلمانوں کی طرف سے متصور ہوگا امان دینے والا بڑا ہو یا چھوٹا غلام ہو یا آزاد مرد ہو یا عورت کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے دیئے ہوئے امان کو ختم کر سکے۔ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا غلام کا امان دینا جائز ہے۔ وہ جنگ میں شریک ہو یا شریک نہ ہو۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا غلام کا امان جائز نہیں جب تک وہ جنگ میں شریک نہ ہو۔ امام مالک کے نزدیک بچہ کا امان دینا جائز ہے جبکہ وہ اسلام کو سمجھتا ہو۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور فقہاء بچہ کے امان کو جائز نہیں کہتے ہیں۔ اسی طرح مجنون کا امان جائز نہیں جیسے کافر کا امان جائز نہیں۔ اس میں سب کا اتفاق ہے۔ ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔ مسلمان کے ذمہ کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک کوشش کرے۔

باب جب لوگوں نے کہا صَبَأْنَا اور اَسْلَمْنَا نہ کہہ سکے“

۲۹۶۱ ـــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا خالد بن ولید نے ان کو قتل

بَابُ الْمُوَادَعَةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهٖ وَاِثْمِ مَنْ لَمْ يَفِ بِالْعَهْدِ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

۲۹۶۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا بِشْرٌ هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ اِلٰى خَيْبَرَ وَهِىَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ فَتَفَرَّقَا فَاَتٰى مُحَيِّصَةُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِىْ دَمِهٖ

باب مشرکوں کے ساتھ مال وغیرہ کے عوض صُلح کرنا اور اس شخص کو گُناہ جو عہد پُورا نہ کرے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ ان سے صُلح کرلیں"

۲۹۶۲ — ترجمہ : سہل بن ابی حَثْمہ نے کہا عبداللہ بن سہل اور مُحَیّصہ بن مسعود بن زید خیبر کی طرف گئے۔ اس وقت خیبر والوں سے صلح تھی وہاں دونوں جُدا جُدا ہوگئے تو مُحیّصہ عبداللہ بن سہل کے پاس آئے جبکہ عبداللہ خون میں لتھڑا ہُوا تھا اور اس کو قتل کر دیا گیا تھا۔ محیّصہ نے اس کو دفن کر دیا پھر مدینہ منورہ آیا اور عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے دونوں بیٹے محیّصہ اور حُویّصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے کلام کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا بڑے کو بات کرنے دو جبکہ وہ سب سے چھوٹے تھے۔ وہ چُپ ہوگئے اور دوسرے دونوں نے بات شروع کی۔ تو آپ نے فرمایا کیا تم قسمیں کھاؤ گے اور اپنے قاتل کے مستحق ہو جاؤ۔ اُنھوں نے کہا ہم کیسے قسمیں کھائیں حالانکہ ہم وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی ہم نے کچھ دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچاس یہودی قسمیں کھا کر بری الذمّہ ہو جائیں گے۔ اُنھوں نے کہا ہم کافر لوگوں سے قسمیں کیسے لیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے دیت دے دی۔

بن عبّاسٍ اَخبرہٗ اَنّ اَبا سُفیٰن بن حرب بن اُمیّۃ اَخبرہٗ اَنّ ھرقل اَرسل الیہ فی رکبٍ مّن قریش کانوا تجّارًا بالشام فی المدّۃ الّتی مادّ فیہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اباسفیان فی کفّار قریش

بابٌ ھل یُعفیٰ عن الذمّی اذا سحر

وقال ابن وھب اخبرنی یونس عن ابن شہاب قال سُئل اعلیٰ من سحر من اھل العھد قتلٌ قال بلغنا انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قد صُنع لہٗ ذٰلک فلم یقتل من صنعہٗ وکان من اھل الکتاب

باب وفاءِ عہد کی فضیلت

۲۹۶۳ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ ابوسفیان بن حرب نے اُن سے بیان کیا کہ ہرقل نے ان کی طرف پیغام بھیجا جبکہ وہ شام میں قریش تاجروں کے قافلہ میں تھے۔ اس مدت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے قریش کے کافروں کے ساتھ صلح کر رکھی تھی۔

۲۹۶۳ — شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ہرقل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی تحقیق کفارِ قریش سے کرنا چاہتا تھا کہ غدر یعنی عہد شکنی ہر اُمّت میں مذموم اور قبیح رہی ہے اور پہلے نبیوں نے اس سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اگر یہ شخص جنہوں نے نبوت کا اعلان کیا ہے عہد شکنی کرتے ہیں اور عہد پورا نہیں کرتے تو یہ نبی و رسول نہیں ہو سکتے کیونکہ جو شخص ایفاء عہد کرے رسول ہمیشہ اس کی فضیلت بیان کرتے رہے ہیں (حدیث ع۶ کی شرح دیکھیں)

باب ذمی جب جادو کرے تو کیا اسے معاف کر دیا جائے؟

۲۹۶۴ — ترجمہ : ابن وہب نے کہا مجھ سے یونس نے ابن شہاب کے ذریعہ بیان کیا کہ ابن شہاب زُہری سے پوچھا گیا کیا ذمی اگر جادو کرے تو اس کو

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنَ الْغَدْرِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ
هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ الْاٰيَةَ

۲۹۶۶ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا اِدْرِيْسَ قَالَ
سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ
تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ فَقَالَ اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ
ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَاْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ
اِسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ

اس کنوئیں کا سارا پانی نکالا گویا کہ مہندی رنگ والا تھا پھر پتھر کو اٹھایا اور اس کے نیچے آپ کے سر مبارک
کے بال شریف اور کنگھی کے دندانے اور ایک دھاگا ملا جس میں گیارہ گرہیں لگا رکھی تھیں اور ہر گرہ میں سوئی
گاڑی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دو سورتیں مُعَوِّذَتَیْن نازل فرمائیں جب آپ آیت پڑھتے تو گرہ کھل جاتی اور
جب آخری گرہ کھلی تو آپ کو افاقہ ہوگیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے گویا کہ رسیوں سے باہر
نکلے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس خبیث کو پکڑ کر قتل کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی ہے اور میں لوگوں میں شر پھیلانا نہیں چاہتا ہوں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی غضبناک کرتا تو آپ اپنی ذات کے لئے اس سے انتقام نہیں لیتے تھے۔
البتہ شرعی امور میں آپ کے لئے انتقامی کارروائی فرماتے تھے۔ اسی لئے آپ نے یہودی جادوگر سے انتقام نہ لیا
تھا۔ ملحدوں نے مائی صاحبہ کی اس حدیث پر اعتراض کیا کہ جادو کفر اور عمل شیطان ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس کی ضرر کیسے پہنچی حالانکہ اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ اور فرشتے آپ کی حفاظت کرتے ہیں لیکن یہ اعتراض فاسد اور
قرآن کریم کے ساتھ عناد ہے۔ کیونکہ آپ پر جادو کے جواز کو یہ لازم نہیں کہ وہ آپ پر ہمیشہ رہا اور اس نے شریعت مطہرہ
میں کوئی اثر کیا ہو وہ مرض کی طرح تھا جو زائل ہوگیا۔ (اس کی مزید تشریح حدیث ۳۰۵۵ کی شرح میں دیکھیں)
واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ كَيْفَ يُنْبَذُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ وَقَوْلِهِ

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ الْآيَةَ

۲۹۶۷ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِيمَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَيَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ وَإِنَّمَا قِيلَ الْأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الْأَصْغَرُ فَنَبَذَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّاسِ فِي ذٰلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكٌ

مسعون پائے گا وہ صلیب کو اُٹھا کر بلند آواز سے کہے گا جو صلیب کی عبادت کرنے والا ہے وہ اس کی مدد کرے ایک مسلمان کھڑا ہوگا وہ صلیب کو توڑ دے گا۔ اور کہے گا اللہ تعالیٰ ہی غالب ہے۔ اس وقت رومی عہد شکنی کریں گے اور صلح ختم ہو جائے گی۔ پھر روم کے بادشاہ خفیۃً جمع ہوں گے اور مسلمانوں کے ملک پر حملہ کریں گے جبکہ مسلمان ان کی طرف سے غافل ہوں گے اور وہ صلح ہی خیال کئے ہوں گے کیونکہ عہد شکنی رومیوں کی طرف سے ہوگی وہ بارہ ہزار جھنڈے لے کر انطاکیہ پہنچیں گے جبکہ ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار فوجی ہوں گے۔ اس وقت سیّدنا مہدی علیہ السلام شام، حجاز، کوفہ، بصرہ اور عراق کی طرف پیغام بھیجیں گے اور ان سے مدد طلب کریں گے۔ مشرق والے تو یہ جواب دیں گے کہ ہمارے دشمن خراسان سے حملہ آور ہوا ہے ہم اس دھندے میں مشغول ہونے کے باعث مدد نہیں دے سکتے جبکہ کوفہ اور بصرہ سے کچھ مدد ملے گی وہ ان کو ہمراہ لے کر دمشق پہنچیں گے حالانکہ رومیوں نے وہاں چالیس دن کی اقامت میں بہت فتنۂ فساد کیا ہوگا اور قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صبر دے گا اور وہ ان کے مقابلہ میں نکلیں گے اور ایسی گھمسان کی جنگ ہوگی۔ بے شمار مسلمان شہید ہوں گے اور یہ ہولناک منظر ہوگا جس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت عرب قبائل میں سے چار قبائل سلیم، فہد، غسان اور طی مرتد ہو کر رومیوں سے مل جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو استقلال اور نصرت و اعانت عطا کرے گا اور کافروں پر اپنا قہر و غضب نازل کرے گا۔ اس وقت کے مسلمان تمام مخلوق سے بہتر ہوں گے اور وہ اللہ کے مخلص بندے

بَابُ اِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ الْاٰيَة ۲۹۶۸ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ مَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا ۲۹۶۹ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

باب اس شخص کو گناہ جس نے عہد کرکے توڑ دیا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : "جن لوگوں سے تم نے عہد کیا پھر وہ ہر دفعہ عہد توڑتے ہیں اور وہ ڈرتے نہیں ہیں "

۲۹۶۸ ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جس میں وہ پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے جو بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے جب ∴ عہد وپیمان کرے تو توڑ دے جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک ہو اس میں منافقت کی خصلت پائی جائے گی حتیٰ کہ اس کو چھوڑ دے (حدیث ع ۳۲ ، ع ۳۳ کی شرح دیکھیں)

۲۹۶۹ ــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے کے سوا کچھ نہیں لکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ منورہ عَیر سے فلاں تک حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی بدعت شروع کی یا بدعتی کو جگہ دی اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کی کوئی فرض اور نفل عبادت قبول نہ ہوگی اور مسلمانوں کا ایک ہی ذمہ ہے جس کو پُورا کرنے کی ادنیٰ شخص بھی سعی کرے جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کی کوئی

باب ۲۹۷۱ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا وَائِلٍ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ اَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَرُدَّ اَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا اَسْيَافَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا لِاَمْرٍ يُفْظِعُنَا اِلَّا اَسْهَلْنَ بِنَا اِلٰى اَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ اَمْرِنَا هٰذَا

کیسے معلوم ہے (کہ لوگ ہم کو جزیہ نہ دیں گے) ابوہریرہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے۔ صادق مصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لوگوں نے کہا ایسا کیوں ہوگا اُنھوں نے کہا اللہ کا ذمّہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمّہ کی بے حرمتی کی جائیگی تو اللہ تعالیٰ ذمّیوں کے دل سخت کر دے گا اور وہ اپنے ہاتھوں میں جزیہ وغیرہ روک لیں گے۔

۲۹۷۰ـ شرح: قولہ لَمْ تَجْتَبُوْا، تم بطور جزیہ اور خراج نہ لے سکو گے قولہ المصدوق، جس کو سچی خبر دی گئی۔ یعنی ایک زمانہ آئیگا کہ جو لوگ مسلمانوں کو جزیہ اور خراج ادا کرتے ہوں گے وہ روک لیں گے اس کا سبب یہ ہوگا کہ مسلمان احکام شرعیہ میں کاہلی کریں گے اور خدا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کا احترام نہ کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ جزیہ اور خراج ادا کرنے والے کافروں کے دل سخت کر دے گا اور وہ خراج ادا کرنا بند کر دیں گے اسی طرح مسلمانوں کی اقتصادی حالت کمزور ہو جائے گی کسی شخص کے سوال کے جواب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یہ اس ذات ستودہ صفات اور سچ بولنے والی ذاتِ مکرمہ نے بتایا ہے۔ جن کو جبرائیل علیہ السلام سچی خبریں دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب

۲۹۷۱ـ ترجمہ: ابوحمزہ نے کہا میں نے اعمش سے سُنا کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابووائل سے پوچھا کیا آپ جنگِ صفین میں حاضر تھے اُنھوں نے کہا جی ہاں! اور میں نے سہل بن حُنیف سے سُنا کہ اُنھوں نے کہا تم اپنی رائے کو تہمت لگاؤ میں نے اپنی ذات کو ابوجندل کے روز دیکھا اگر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مسترد کرنے کی طاقت رکھتا تو مسترد کر دیتا ہم

اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کرے گا تو سورۂ فتح نازل ہوئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک عمر فاروق کے پاس تلاوت فرمائی تو عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ فتح ہے!

۲۹۷۱ - ۲۹۷۲ - شرح "**صفین**" دریائے فرات کے کنارے ایک مقام ہے۔ وہاں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ اس جنگ میں سہل بن حنیف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ ہر فریق کی رائے اجتہاد پر مبنی تھی اور وہ خود کو حق پر یقین کر رہے تھے۔ سہل دونوں فریقوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے کہ تم اپنی اپنی رائے پر تہمت لگاؤ اور آپس میں نہ لڑو اس لئے وہ حضرت سہل بن حنیف کو جنگ میں تقصیر کی تہمت لگا رہے تھے۔ اس لئے سہل نے کہا تم اپنی رائے پر تہمت لگاؤ میں تقصیر نہیں کر رہا ہوں اور میں اپنے ساتھیوں سے تقصیر ہرگز نہیں کر سکتا جیسے حدیبیہ کے روز ہم نے تقصیر نہیں کی تھی تم مجھے تقصیر کی طرف کیسے منسوب کرتے ہو اگر مجھ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مسترد کرنے کی طاقت ہوتی تو میں مسترد کر دیتا اس روز میرا جنگ سے رُکنا تقصیر کے طور نہیں تھا وہ صرف اس لئے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح پر آمادہ تھے۔ ابو جندل کا نام عاص بن سہل ہے۔ وہ مکہ میں مسلمان ہو گئے۔ تو مشرکوں نے ان کو سخت عذاب دیا وہ کسی حیلہ سے قیود و سلاسل سمیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تو ان کے والد سہل نے کہا یا محمد! پہلے یہ فیصلہ کریں اور ابو جندل کو واپس کریں ورنہ صلح نامکمل ہے تو آپ نے ابو جندل کو واپس کر دیا حالانکہ ابو جندل پکار پکار کہہ رہا تھا کیا مجھے مشرکوں کو واپس کر دیں گے حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں مجھے کس قدر صعوبتوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے اور مجھے جسمانی تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔ سہل پتھر اٹھا کر اپنے بیٹے کے پاس گیا اور ان کی قید کو توڑ دیا۔ اس روز مسلمانوں کو بہت غیرت آئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم حق پر نہیں؟ ہم کو کس لئے رُسوا کیا جا رہا ہے۔ ہم ابو جندل کو مشرکوں کے حوالے نہیں کریں گے اور اُن سے جنگ کریں گے اور اس صلح سے ہم راضی نہیں ہیں۔ چونکہ صلح کے اسرار کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے تھے اس لئے آپ نے صحابہ کو صلح پر مجبور کیا اور فرمایا یہ صلح ہماری کامیابی ہے یہ وہ امر تھا جس کو سہل اور دیگر صحابہ مسترد نہ کر سکتے تھے۔ سہل کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنے کندھوں پر تلوار فتنہ ختم کرنے کے لئے رکھتے تھے اور تم فتنہ کو فروغ دینے کے لئے تلواریں کندھوں پر رکھتے ہو۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ صلح حدیبیہ دراصل فتح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صلح پر آمادہ کیا اور ان کو بتایا کہ اس کے بعد اس کے مستحسن اثرات مرتب ہوں گے اسی طرح حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ تحکیم کو پسند نہیں کرتے اور جنگ کے التواء پر راضی نہیں کہ حدیبیہ کے روز بھی ہم صلح پر راضی نہ تھے لیکن صلح میں ہی فتح تھی اگرچہ بظاہر ابتداء میں ہم اس کو پسند نہ کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلح پر مجبور کیا کیونکہ آپ ہی صلح کی مصلحت کو جانتے تھے۔ صلح

اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کرے گا تو سورۂ فتح نازل ہوئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک عمر فاروق
کے پاس تلاوت فرمائی تو عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں
یہ فتح ہے!

۲۹۷۱ - ۲۹۷۲ - شرح "صفین" دریائے فرات کے کنارے ایک
مقام ہے۔ وہاں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ اس جنگ میں سہل بن
حنیف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ ہر فریق کی رائے اجتہاد پر مبنی تھی اور وہ خود کو حق پر یقین کر رہے
تھے۔ سہل دونوں فریقوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے کہ تم اپنی اپنی رائے پر تہمت لگاؤ اور آپس میں نہ لڑو
اس لئے وہ حضرت سہل بن حنیف کو جنگ میں تقصیر کی تہمت لگا رہے تھے۔ اس لئے سہل نے کہا تم اپنی رائے
پر تہمت لگاؤ میں تقصیر نہیں کر رہا ہوں اور میں اپنے ساتھیوں سے تقصیر ہرگز نہیں کر سکتا جیسے حدیبیہ کے روز ہم
نے تقصیر نہیں کی تھی تم مجھے تقصیر کی طرف کیسے منسوب کرتے ہو اگر مجھ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کو مسترد کرنے کی طاقت ہوتی تو میں مسترد کر دیتا اس روز میرا جنگ سے رکنا تقصیر کے طور نہیں تھا
وہ صرف اس لئے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح پر آمادہ تھے۔ ابو جندل کا نام عاص بن سہل ہے۔ وہ مکہ میں مسلمان
ہو گئے۔ تو مشرکوں نے ان کو سخت عذاب دیا وہ کسی حیلہ سے قیود و سلاسل سمیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آ گئے تو ان کے والد سہل نے کہا یا محمد! پہلے یہ فیصلہ کریں اور ابو جندل کو واپس کریں ورنہ صلح نامکمل ہے تو
آپ نے ابو جندل کو واپس کر دیا حالانکہ ابو جندل پکار پکار کہہ رہا تھا کیا مجھے مشرکوں کو واپس کر دیں گے حالانکہ
میں مسلمان ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں مجھے کس قدر صعوبتوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے اور مجھے جسمانی
تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔ سہل پتھر اٹھا کر اپنے بیٹے کے پاس گیا اور ان کی قید کو توڑ دیا۔ اس روز مسلمانوں کو
بہت غیرت آئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم حق پر نہیں؟ ہم کو کس لئے رسوا کیا جا رہا ہے۔ ہم ابو جندل
کو مشرکوں کے حوالے نہیں کریں گے اور ان سے جنگ کریں گے اور اس صلح سے ہم راضی نہیں ہیں۔ چونکہ صلح کے اسرار
کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے تھے اس لئے آپ نے صحابہ کو صلح پر مجبور کیا اور فرمایا یہ صلح ہماری کامیابی
ہے یہ وہ امر تھا جس کو سہل اور دیگر صحابہ مسترد نہ کر سکتے تھے۔ سہل کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنے کندھوں پر تلوار
فتنہ ختم کرنے کے لئے رکھتے تھے اور تم فتنہ کو فروغ دینے کے لئے تلواریں کندھوں پر رکھتے ہو۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے کہا۔ صلح حدیبیہ دراصل فتح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صلح
پر آمادہ کیا اور ان کو بتایا کہ اس کے بعد اس کے مستحسن اثرات مرتب ہوں گے اسی طرح حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ
نے کہا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ تحکیم کو پسند نہیں کرتے اور جنگ کے التوا پر راضی نہیں
کہ حدیبیہ کے روز بھی ہم صلح پر راضی نہ تھے لیکن صلح میں ہی فتح تھی اگرچہ بظاہر ابتداء میں ہم اس کو پسند نہ کرتے
تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلح پر مجبور کیا کیونکہ آپ ہی صلح کی مصلحت کو جانتے تھے۔ صلح

بَابُ الْمُصَالَحَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اَوْ وَقْتٍ مَعْلُوْمٍ

۲۹۷۴ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ ثَنِىْ شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ اَبِىْ اِسْحٰقَ ثَنِىْ اَبِىْ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ ثَنِى الْبَرَاءُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّعْتَمِرَ اَرْسَلَ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَاْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يُقِيْمَ بِهَا اِلَّا ثَلٰثَ لَيَالٍ وَّلَا يَدْخُلَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَلَا يَدْعُوَ مِنْهُمْ اَحَدًا قَالَ فَاَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِىُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا لَوْ عَلِمْنَا اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ نَمْنَعْكَ وَلَبَايَعْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اَنَا وَاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَنَا وَاللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَكَانَ لَا يَكْتُبُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِىٍّ اِمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِىٌّ وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْهُ اَبَدًا قَالَ فَاَرِنِيْهِ فَاَرَاهُ اِيَّاهُ فَمَحَاهُ

باب تین دنوں یا وقت معلوم پر صلح کرنا

۲۹۷۴ـــ ترجمہ : ابواسحاق نے کہا مجھ سے براء بن عازب نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو مکہ والوں کو پیغام بھیجا جبکہ ان سے اجازت حاصل فرما رہے تھے تاکہ مکہ میں داخل ہوں تو انھوں نے یہ شرط لگائی کہ آپ مکہ میں صرف تین دن ٹھہر سکتے ہیں اور غلاف پوش ہتھیاروں کے سوا اس میں داخل نہ ہوں اور نہ کسی کو اسلام کی دعوت دیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان میں شرط لکھنا شروع کیا اور یہ لکھا وہ اس شرط پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ہے۔ قریش نے کہا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو منع نہ کرتے اور آپ کی بیعت کر لیتے لیکن یہ لکھو اس شرط پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا میں محمد بن عبداللہ ہوں اور بخدا

أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذْ جَاءَهُ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتّٰى جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوا فِي بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرُّوهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقٰى فِي الْبِئْرِ

اور اُن سے قیمت نہ لی جائے۔"

۲۹۷۵ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرما رہے تھے اور آپ کے اردگرد مشرک قریش تھے۔ اچانک عُقبہ بن ابی مُعَیط اونٹ کی جیر (الاٰنش) لے کر آیا اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک سجدہ سے نہ اُٹھایا حتیٰ کہ سیّدہ فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں اور اس کو آپ کی پشت مبارک سے ہٹایا اور اس کے لئے بددُعا کی جس نے یہ فعل کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! قریش کی جماعت کو سخت پکڑ۔ اے اللہ ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف یا ابی بن خلف کو ہلاک کر۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ بدر کی جنگ میں قتل ہو گئے اور اُمیہ بن خلف یا ابی بن خلف کے علاوہ ان کو کنوئیں میں پھینکا گیا کیونکہ امیہ بن خلف موٹا آدمی تھا جب اس کو کھینچا گیا تو کنوئیں میں پھینکنے سے پہلے اس کے سارے جوڑ علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

۲۹۷۵ — شرح : جن کے لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعاء کی وہ عقبہ بن ابی معیط

۲۹۷۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَأَنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهٗ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقْطَتَهٗ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ

دن پہچانا جائے گا۔

۲۹۷۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہر غدار کا جھنڈا ہوگا جو اس کے غدر کے سبب گاڑا جائے گا۔

۲۹۷۶ ۲۹۷۷ — شرح : جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی غدر کرتا تو حج کے ایام میں اس کے لئے جھنڈا بلند کیا جاتا۔ تاکہ لوگ اس کو پہچان کر اس سے اجتناب کریں۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت میں اعلان کیا جائے گا کہ یہ فلاں شخص کا غدرہ ہے۔ قولہ لغدرتہ "یعنی دُنیا میں اس کے غدر کے باعث، ابن عساکر کی روایت میں "بغدرتہ" ہے۔ یعنی اس کے غدر کے سبب۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ غدار کو قیامت میں اس کی بُری صفت کے باعث اس کو مشہور کیا جائے گا تاکہ محشر والے اس کی مذمت کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غدر حرام ہے۔ خصوصًا بادشاہ کے لئے سخت حرام ہے کیونکہ اس کے غدر کی ضرر اور اذیت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ رعیت کو امام کے خلاف غدر سے منع کیا گیا ہے تاکہ وہ امام پر خروج نہ کریں اور اس کے خلاف علم بغاوت بُلند نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۷۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست

تفہیمُ البُخاری

حصّہ چہارم ، پارہ : ۱۰ تا ۱۲

باب	صفحہ
دسواں پارہ	
باب ۔ شریکوں کے درمیان چیزوں کی منصفانہ قیمت لگانا ۔	۳
باب ۔ کیا تقسیم کرنے اور حصہ لینے میں قرعہ اندازی کی جائے؟	۶
باب ۔ یتیم اور اہلِ میراث کی شرکت ۔	۷
باب ۔ زمین وغیرہ میں شرکت کرنا ۔	۸
باب ۔ جب شرکاء مکان وغیرہ تقسیم کرلیں تو انہیں رجوع کا حق نہیں اور نہ ہی انھیں شفعہ کا حق ہے ۔	۹
باب ۔ سونے اور چاندی اور جس میں بیع صرف ہوتی ہے میں شرکت کرنا ۔	۹
باب ۔ ذمی اور مشرکوں کا مزارعت میں شرکت کرنا ۔	۱۰
باب ۔ بکریوں کو تقسیم کرنا اور ان میں انصاف کرنا	۱۱
باب ۔ طعام وغیرہ میں شرکت کرنا	۱۱
باب ۔ رقیق (غلام ، لونڈی) میں شرکت کرنا	۱۳
باب ۔ قربانی کے جانور اور اونٹوں میں شریک ہونا	۱۳
باب ۔ جس نے تقسیم میں دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر کیں ۔	۱۵
کتاب الرہن	
باب ۔ حضر میں رہن رکھنا	۱۷

بارھواں پارہ